اللہ جل جلالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا رسول اللہ ﷺ

فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

مجموعہ رسائل

(حصہ سوم)

پیر طریقت، رہبر شریعت، آفتاب ہدایت

حضرت علامہ سید احمد علی شاہ سیفی نقشبندی

ناشر

شعبہ نشر و اشاعت

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

بالمقابل پیٹرول پمپ، فقیر کالونی، اورنگی ٹاؤن، کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ○

مجموعہ رسائل

(حصہ سوم)

پیر طریقت رہبر شریعت آفتاب ھدایت

حضرت علامہ سید احمد علی شاہ سیفی نقشبندی

ناشر

شعبہ نشر و اشاعت

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

بالمقابل پیٹرول پمپ، فقیر کالونی، اورنگی ٹاؤن، کراچی

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	مجموعہ رسائل (حصہ سوم)
تصنیف وتالیف	:	پیر طریقت رہبر شریعت آفتاب ہدایت حضرت علامہ سید احمد علی شاہ سیفی نقشبندی
اوراق بندی	:	جمیل برادرز (Cell : 0332-2316945)
طباعت اوّل	:	ستمبر ۲۰۰۷ء رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ
ناشر	:	جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ
ہدیہ	:	۸۰ روپے

Marfat.com

حسن ترتیب

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	المسئلۃ البیضاء فی حیات الانبیاء حیات الانبیاء قرآن وحدیث کی روشنی میں	۳
۲	کلام الموتیٰ (مردے بولتے ہیں)	۷۰
۳	قبر، برزخ اور عذابِ قبر کی تحقیق	۸۴
۴	الحکم الشاق علی عُنق العاق (حصہ دوم) عاق کا شرعی حکم	۱۰۱
۵	قبر کے گرد تبرکاً گھومنے کا شرعی حکم	۱۲۷
۶	سیف الرحمٰن علی منکرِ قیومِ الزمان (بندہ کب قیوم الزمان بنتا ہے؟)	۱۲۹
۷	برقِ آسمانی بر فتنہ ڈاکٹر عثمانی	۱۷۷
۸	استمدادِ اولیاء	۱۹۹
۹	الکواکب فی حلق الشوارب (مونچھوں کے حلق کا شرعی حکم)	۲۰۳
۱۰	نعت رسول مقبول ﷺ کے ساتھ ذکر اللہ کا جواز	۲۱۰

Marfat.com

اَلمسئلۃ البیضاءؔ فی حیات الانبیاء

حیات الانبیاء قرآن وحدیث کی روشنی میں

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی رفع اھل الحق ووضع اھل الباطل واحق الحق وابطل الباطل والصلٰوۃ والسلام علی نبینا وسیّدنا وسندنا ووسیلتنا فی الدارین محمّد النبی المکمل الاکمل وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ جاھدوا لاحقاق الحق وابطال الباطل ورفعوا الحق ووضعوا الباطل وعلٰی التابعین الذین ناظروا لاظھار الحق واخفاء الباطل وعلٰی تبعھم الذین لایخافون لَومۃ لائم فی احقاق الراسخ وابطال الباطل الزائل اللّٰھمّ انا نسئلک الفتح والغلبۃ فی المناظرات مع اھل الباطل بجاہ الرسول الاکمل

امابعد!

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ حق وباطل کا مقابلہ ہوا ہے اور اہلِ حق کے مقابلے میں اہلِ ہواء ہر دَور میں تھے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اہلِ ہواء کو ذلیل ورسوا اور تباہ وبرباد کیا ہے۔ اور حق اور اہلِ حق کو اللہ تعالیٰ نے فتح اور غلبہ عطا کیا ہے۔ اور اسی طرح اس دَور میں بہت اہلِ ہواء ظاہر ہو چکے ہیں جنہوں نے رنگا رنگ لباس اور نظریات میں اپنے آپ کو ظاہر کیا ہے۔ بعض اہلِ (ہواء) سلفِ صالحین کے دشمن ہیں۔ اور اُن کے خلاف خرافات اور بے ہودہ قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ اور سُنی مسلمان

Marfat.com

صحیح العقیدہ بھی ان کے خرافات سے محفوظ نہیں بلکہ اُن کو بھی بدعتی اور مشرک کہتے ہیں۔ کیونکہ سُنی مسلمان سلفِ صالحین کی اتباع اور اُن کی تقلید کرتے ہیں۔ اور تقلید کرنا کوئی ناروا کام تو نہیں ہے بلکہ یہ تو واجبات میں سے ہے۔ تمام امت کا تقلید کے جواز پر اجماع ہے۔ جیسا کہ حجۃ الخلف مفسرِ قرآن محدث کبیر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے۔

ھٰذہ المذاھب الاربعة المدونة المحررة قد اجتمعت الامة او من یعتدّ منھا علی جواز تقلیدھا الیٰ یومنا ھٰذا.

(حجة اللّٰه البالغه ج ۱ ص ۱۵۴)

صاحبِ ہدایہ بھی اس طرح لکھتے ہیں کہ۔

لان علی العامی الاقتداء بالفقهاء لعدم الاهتداء.

(ہدایہ کتاب الصوم، ج ۱، ص ۳۲۶)

بعض اہلِ ہواء بدمذہب، رسول اللہ ﷺ کی سُنتوں کو بدعت کہتے ہیں۔ مثلاً کسی نے عمامہ شریف باندھا تو وہ کہتے ہیں کہ یہ بدعتیوں کا شعار ہے۔ افسوس صد افسوس ہے ان لوگوں پر جو عمامہ شریف کو بدعتیوں کا شعار کہتے ہیں۔ حالانکہ امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پگڑی (عمامہ شریف) کے بارے میں ان الفاظ (باب ما جاء فی عمامة النبی ﷺ) سے ایک مستقل باب باندھا ہے۔ (شمائل ترمذی ص ۸) اور میں حیران اس بات پر ہوں کہ یہ لوگ سنت کسے کہتے ہیں۔ ان اہلِ ہواء کا یہ طریقہ ہے کہ قرآن کریم میں جو آیات مشرکین کے حق میں نازل ہوئی ہیں اُن کو صادق اور صحیح العقیدہ مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ اور جہاں بتوں کا ذکر آتا ہے وہاں وہ اولیاءِ کرام پر چسپاں کرتے ہیں جو کہ پہلے خوارج کا طریقہ تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس طرف اپنے اس اثر کے ذریعے اشارہ کیا ہے۔

وکان ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ یراهم شرار خلق الله وقال انهم انطلقوا الیٰ آیات نزلت فی الکفار فجعلوها علی المؤمنین۔(بخاری ج ۲ص ۱۰۲۴ باب قتال الخوارج والملحدین بعد اقامة الحجة)

بعض اہلِ ہواء نداءِ انبیاءِ کرام بالخصوص نداءِ یارسول اللہ کوشرک کہتے ہیں حالانکہ یہ صحابہ کرام کا شعار تھا۔ اور بعض تو ''یارسول اللہ کہنے'' کو زنا سے بھی بدتر کہتے ہیں جیسے منیر شاکر زندیق نے کہا ہے۔

اور بعض اہلِ ہواء انبیاءِ کرام کی شان میں گستاخی کرتے ہیں حالانکہ یہ بہت بڑا جُرم ہے۔ اور ایسا جُرم ہے کہ اس کے مرتکب کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی۔ جیسا کہ خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے اور اسی طرح قاضی خان نے بھی لکھا ہے کہ۔

اذا عاب الرجل النبی ﷺ فی شیٔ کان کافرا...اھ (قاضی خان برهامش هندیه ج۳ ص ۵۷۴ باب مایکون کفرامن المسلم ومالایکون)

اور صاحبِ بزازیہ نے اس طرح لکھا ہے:ولو عاب نبیًا کفر. (فتاویٰ بزازیه برهامش هندیه ج٦ ص ۳۲۷)بعض اہلِ ہواء حیاتِ انبیاء کے منکر ہیں جبکہ یہ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے۔ اور بعض اہلِ ہواء عذابِ قبر کے منکر ہیں۔ اور اس کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔ اور ہر دَور میں اہلِ حق علماءِ کرام نے اس کا رد کیا اور اُن کی گمراہی کا سدِ باب کرتے ہوئے مختلف رسائل اور کتب تصانیف کی ہیں۔ اور اس دَور میں بھی علماءِ حق کو ان کی گمراہیوں کا سدِ باب کرنا چاہیئے جس طرح بھی ممکن ہو۔ چاہے تقریرًا ہو یا تحریرًا بلکہ علماءِ اہلِ حق پر واجب ہے کہ اُن پر دلائل قائم کریں۔ جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی نے لکھا ہے کہ اہلِ ہواء پر دلائل قائم کرنا یہ بدعتِ واجبہ ہے۔

ولفظهٗ هذا فقد تکون ای البدعة واجبة کنصب الادلة لردّ علی

Marfat.com

اھلِ الفرق الضالۃ...اھ

(رد المحتار ج ا ص ۴۱۴ مطلب البدعۃ علی خمسۃ اقسام)

لہٰذا اس فقیر نے اہلِ ہواء کی گمراہیوں کو دیکھتے ہوئے اُن پر دلائل قائم کیے ہیں۔ اللہ رب العزت ان دلائل کے ذریعے مسلمانوں کو نفع وہدایت پہنچائے۔

وماتوفیقی الا باللہ

کیا فرماتے ہیں علماءِ حق اس مسئلے میں کہ نبی اکرم ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں یا نہیں۔ بعض لوگ حیاتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام کا انکار کرتے ہیں جو حیاتِ انبیاء کا منکر ہو اس کا کیا حکم ہے۔

المستفتی: سیّد سراج الحق شاہ

الجواب ومنہ الصدق والصواب۔

ہمارے اہلِ سنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام بالخصوص رحمۃ للعٰلمین ﷺ حیاتِ حقیقی جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں۔ اپنی نورانی قبروں میں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھاتے ہیں۔ اذان واقامت کے ساتھ نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور روزہ رکھتے ہیں۔ اور حج کرتے ہیں۔ اور سُنتے، دیکھتے، جانتے اور کلام فرماتے ہیں۔ اور سلام پیش کرنے والوں کو جواب دیتے ہیں۔ چلتے ہیں پھرتے ہیں اور جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں۔ جس طرح چاہیں تصرفات فرماتے ہیں۔ اپنی امتوں کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ اور مستفیضین کو فیوضات وبرکات پہنچاتے ہیں۔ اس عالم دنیا میں بھی ان کے ظہور کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ اور کئی خوش نصیب حضرات کو ان کا دیدار بارہا نصیب ہوا ہے۔ حیاتِ انبیاء کے مسئلے میں بہت سے دلائل ہیں جن میں سے بعض دلائل ہم پیش کرتے ہیں۔

Marfat.com

دلیل نمبر۱:

وسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا اجعلنا من دون الرحمٰن الهة یعبدون. (الزخرف: ۴۵)

اور آپ ان سب پیغمبروں سے جن کو ہم نے بھیجا آپ سے پہلے، پوچھ لیجئے کہ کیا ہم نے خدائے رحمٰن کے سوا دوسرے معبود ٹھہرا دیئے تھے کہ ان کی عبادت کی جائے"۔

دلیل نمبر۲:

سبحٰن الذی اسریٰ بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بٰرکنا حولهٗ لنریه من اٰیٰتنا انه هو السمیع البصیره. (بنی اسرائیل)

پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے محبوب کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف وہ (مسجدِ اقصیٰ) جس کے اردگرد ہم نے برکتیں رکھیں ہیں۔ تاکہ ہم دکھائیں (اپنے محبوب کو) اپنی نشانیاں بے شک وہ (اللہ) دیکھنے والا اور سننے والا ہے۔ یعنی وہ اللہ جل جلالہ اپنے محبوب کے اقوال وافعال کو جانتا ہے۔

دلیل نمبر۳:

ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات بل احیاء ولکن لاتشعرون. (بقره)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں ان کی نسبت یہ نہ کہو کہ وہ مُردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم حواس سے ادراک نہیں کر سکتے"۔

دلیل نمبر۴:

بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما اتاھم اللّٰہ من فضلہ...الخ (آل عمران)

بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اپنے رب کے مقرب ہیں ان کو رزق بھی ملتا ہے خوش ہیں اس چیز پر جو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے۔

دلیل نمبر۵:

فلمّا قضینا علیہ الموت مادلّھم علی موتہ الادابۃ الارض تاکل منساتہ فلمّا خرّ تبینت الجنّ...الخ (سبا)

پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم جاری کر دیا تو کسی چیز نے ان کے مرنے کا پتہ نہ بتلایا مگر دیمک کے کیڑے نے کہ وہ سلیمان علیہ السلام کے عصا کو کھاتا تھا سو جب وہ گر پڑے تب جنات کو حقیقت معلوم ہوئی۔

اس آیت سے بھی بطریقِ دلالۃ النص حیات الانبیاء کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے، اس لیے کہ جب کیڑوں نے مضبوط ترین اور سخت ترین عصا سلیمانی کو کھا لیا تو جسم عنصری کا کھانا اس سے کہیں سہل اور آسان تھا مگر اس کے باوجود جسم کا ٹکا رہنا بلکہ محفوظ ہونا حیات کی صریح دلیل ہے۔ اسی طرح آیت میں ذکر شدہ ''خرور سلیمان'' سے بھی حضراتِ انبیاء کی حیاتِ مبارکہ پر استدلال کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے جسدِ اطہر کے زمین پر آ جانے کو ''خر'' کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے مگر اس کو ''سقط'' سے تعبیر نہیں فرمایا کیونکہ ''خــــر'' کا لفظ قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ میں جہاں کہیں بھی مذکور ہے وہ زندہ انسان کے جھک جانے یا گر جانے کیلئے ارشاد فرمایا گیا ہے۔ مثلاً:

''وخرّوا له سجّدًا'' (یوسف:۱۰۰)

سجدہ میں گر پڑے اور رجوع ہوئے۔

فلمّا تجلی ربه للجبل جعلهٗ دکّا وخرّ موسیٰ صعقًا (اعراف:۱۴۳)

پس ان کے رب نے جو ان پر تجلی فرمائی، تجلی نے ان کے پرخچے اڑا دیے اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے''۔

لہٰذا حضرت سلیمان علیہ السلام کے جسدِ اطہر کے سلامت زمین پر آنے سے حیات بعد الوفات کا جو بھی انکار کرتا ہے وہ قرآن کے معارف اور علوم سے ناواقف ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: مصنفہ مولوی یوسف لدھیانوی دیوبندی)

دلیل نمبر ۶:

ولقد اٰتینا موسیٰ الکتاب فلاتکن فی مریة من لقائه.

تحقیق ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی سو (اللہ کی جانب سے موسیٰ علیہ السلام کو جو توریت کتاب عطا کی گئی) اس میں شک نہ کر (دونوں حضور پرنور ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام کی) معراج کی رات ملاقات ہوئی۔

دلیل نمبر ۷:

ولو انهم اذظلموا انفسهم جآءوک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیمًا. (النساء:۶۴)

اور اگر جس وقت وہ اپنا نقصان کر بیٹھے تھے اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے پھر اللہ سے معافی چاہتے اور رسول بھی ان کے لیے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا، رحمت کرنے والا پاتے۔

Marfat.com

دلیل نمبر ۸:

وما ارسلنک الا رحمة للعٰلمین۔

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو (اے حبیب ﷺ) مگر رحمت واسطے تمام جہان کے۔

دلیل نمبر ۹:

واذا جآء ک الذین یؤمنون باٰیٰتنا فقل سلام علیکم کتب ربکم علی نفسه الرحمة۔ (الانعام:۵۴)

اور یہ لوگ جب آپ کے پاس آئیں جو کہ ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو یوں کہہ دیجئے کہ تم پر سلامتی ہے، تمہارے رب نے مہربانی کرنا اپنے ذمہ مقرر کرلیا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو ایمان کی دولت کے ساتھ بارگاہِ نبوت پر حاضر ہو، اس کے لیے خُداوندِ قدوس کا اپنے رسولِ رحمت ﷺ کو حکم ہے کہ آپ اس کو السلام علیکم کی دُعا کے ساتھ رب کی رحمت و مغفرت کا پیغام پہنچایئے تو حق تعالیٰ کا یہ حکم دونوں حالتوں (ماقبل الموت ومابعد الموت) کے لیے عام ہے یعنی رہتی دنیا تک کیلئے یہ حکم باقی ہے جس طرح قرآنِ کریم کی دیگر آیات کے بارے میں یہ اصول مسلّم ہے کہ اگرچہ ان کے نزول کا واقعہ خاص ہے لیکن ان کا حکم قیامت تک کیلئے جاری و باقی ہے، اسی طرح اس آیت مبارکہ میں بھی یہ حکم قیامت تک کیلئے ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: لمولوی یوسف لدھیانوی دیوبندی)

دلیل نمبر ۱۰:

النبی اولٰی بالمؤمنین من انفسهم وازواجهٗ اُمّهٰتهم (الاحزاب:۳۲)

Marfat.com

یہ نبی (مکرم ﷺ) مؤمنوں کے ساتھ ان کی جانوں سے زیادہ قریب اور حقدار ہیں اور آپ ﷺ کی ازواج (مطہرات) اُن کی مائیں ہیں۔

دلیل نمبر ۱۱:

عن انس رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ: الانبياء احياء في قبورهم يصلّون. رواه ابويعلیٰ البزار ورجال ابی يعلیٰ ثقات۔

(مجمع الزوائد ج۸ ص ۲۱۱، ولسان الميزان: حسن بن قتيبه: ص۲۴۶، مسند ابو يعلیٰ ج۶ حديث ۳۴۲۵، فتح الباری ج۶ ص۴۸۷، المطالب العاليه ج۳ ص ۲۶۹، احاديث صحيحه للالبانی حديث ۶۲۱، الجامع الصغير ص۱۲۴، تكمله فتح الملهم ج۵ ص۲۸، بیهقی حيات الانبياء ص۳، الحاوی للفتاوی ج۲ ص۱۴۸، خصائص الكبریٰ ج۲ ص ۲۸۱، مسند بزار ص ۲۵۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (حضرات) انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز ادا فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو روایت کیا ہے ابویعلیٰ اور مسند بزار نے اور ابو یعلیٰ کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

دلیل نمبر ۱۲:

عن ابی هريرة رضی الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ: من صلّى علیّ عند قبری سمعته ومن صلّى علیّ نائيًا اُبلغتهٗ.

Marfat.com

(رواہ البیھقی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ ص ۸۷، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۸۰، کنز العمال ج ۱ ص ۴۹۲ و ۴۹۸ اتحاف السادۃ المتقین زبیدی ج ۳ ص ۲۸۹، تفسیر درِ منثور ج ۵ ص ۲۱۹، فتح الباری ج ۶ ص ۴۸۸، الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۱۴۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: جس نے میری قبر کے پاس مجھ پر دُرود پڑھا، میں خود اس کو سُنتا ہوں اور جو دُور سے مجھ پر درود وسلام پڑھتا ہے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

دلیل نمبر ۱۳:

عن اوس بن اوس رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی ﷺ قال انّ من افضل ایّامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم علیہ السلام وفیہ قبض وفیہ النفخۃ وفیہ الصّعقۃ فاکثروا علیّ من الصلوٰۃ فانّ صلوٰتکم معروضۃ علیّ. قالوا: یارسول اللہ! کیف تعرض صلاتنا علیک وقد ارمت ای یقولون قد بلیت، قال انّ اللہ عزّ وجلّ قد حرّم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء علیہم السلام۔

(اخرجہٗ ابو داؤد فی السنن، کتاب الصلوٰۃ، باب فضل الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ ج ۱ ص ۲۷۵، ونسائی فی السنن، کتاب الجمعۃ، باب اکثار الصلوٰۃ علی النبی ﷺ یوم الجمعۃ ج ۱

ص ۲۰۳، ۲۰۴، المستدرک للحاکم ج ۴ ص ۵٦۰، کنز العمال ج ۸ ص ۳٦۸، ابن ماجه ص ۷٦، شرح الصدور ص ۳۱٦، سنن کبریٰ للبیهقی ج ۳ ص ۲۴۹، کتاب الروح لابن قیم ص ٦۳، مسند احمد ج ۴ ص ۸)

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک دنوں میں سے افضل دن جمعہ کا ہے کہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور اس دن ان کا انتقال ہوا، اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن دوبارہ زندہ کیا جائے گا (جمعہ کے دن) مجھ پر کثرت سے دُرود پڑھا کرو بے شک تمہارا دُرود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا صلاۃ وسلام آپ کے انتقال کے بعد آپ کو کیسے پہنچے گا جبکہ آپ کا جسدِ مبارک خاک میں مِل چکا ہوگا تو آپ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین پر انبیاءِ کرام کے جسموں کو حرام کر دیا۔

دلیل نمبر۱۴:

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه انّ رسول الله ﷺ قال ما من احد یسلّم علیّ الا ردّ الله علیّ روحی حتی اردّ علیه السلام۔

(رواه ابو داؤد واحمد فی السنن، کتاب المناسک، باب زیادة القبور ج ۲ ص ۲۱۸، حدیث نمبر ۲۰۴۱، واحمد بن حنبل فی المسند ج ۲ ص ۵۲۷ حدیث نمبر ۱۰۸۲۷،

والبیھقی فی السنن الکبریٰ ج۵ ص۲۴۵، ترغیب وترھیب ج۲ ص۴۹۹، کنز العمال ج۱ ص۴۹۸ حدیث نمبر ۲۲۰۰، مجمع الزوائد ج۱۰ ص۱۶۲)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کوئی بھی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میری روح لوٹا دی ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ میں سلام کہنے والوں کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

دلیل نمبر ۱۵:

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان للہ ملائکۃ سیّاحین فی الارض یبلّغونی عن امتی السّلام۔

(نسائی ج۱ ص۱۸۹، مسند احمد ج۱ ص۴۴۱، ابن ابی شیبہ ج۲ ص۵۱۷، موارد الضمان ص۵۹۴، مشکوٰۃ ص۸۶، البدایہ والنھایہ ج۱ ص۱۵۴، الجامع الصغیر ج۱ ص۹۳، خصائص کبریٰ ج۲ ص۲۸۰، الاحسان بترتیب ابن حبان ج۳ ص۸ حدیث نمبر ۹۰۱، مصنف عبدالرزاق ج۲ ص۱۵)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک زمین میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسے ملائکہ مقرر ہیں جو مجھے میری اُمت کا سلام پہنچاتے ہیں۔

Marfat.com

دلیل نمبر۱٦:

عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه قال سمعت رسول الله ﷺ یقول: وصلّوا علیّ فانّ صلوٰتکم تبلغنی حیث کنتم۔

(مسند احمد ج ۲ ص ۳٦۷، ابو داؤد ج ۱ ص ۲۷۹، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۸۰، مشکوٰة ص ۸٦، فتح الباری ج٦ ص ۴۸۸)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سُنا آپ نے فرمایا کہ: مجھ پر دُرود پڑھو، کیونکہ مجھ تک تمہارا دُرود پہنچتا ہے چاہے تم جہاں بھی ہو۔

دلیل نمبر۱۷:

عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه قال سمعت رسول الله ﷺ یقول: والذی نفس ابی القاسم بیده لینزلنّ عیسٰی ابن مریم..... ثم لئن قام علٰی قبری فقال یامحمّد: لاجبتهٗ. قلت هو الصحیح باختصار.

(رواه ابو یعلٰی ورجاله رجال الصحیح۔مسند ابو یعلٰی ج ۱۱ ص ۴٦۲ حدیث نمبر ٦۵۸۴، مجمع الزوائد ج۸ ص ۲۱۱، المطالب العالیه ج۴ ص ۲۳، باب حیاته فی قبره ج۴، ص ۳۴۹، الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۱۴۸، خصائص کبریٰ ج۲ ص ۲۸۰، روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۵)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ

Marfat.com

فرماتے ہوئے سُنا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں ابوالقاسم ﷺ کی جان ہے کہ البتہ نازل ہوں گے حضرت عیسیٰ بن مریم ۔۔۔۔ پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر یہ کہیں گے: یا محمد! تو میں ان کو جواب دُوں گا۔

دلیل نمبر ۱۸:

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال النبی ﷺ ليلة اسری بی لقيت موسیٰ فنعتهٗ فاذا رجل حسبته قال مضطرب رجل الرأس كأنّهٗ من رجال شنوٴة قال ولقيت عيسیٰ فنعتهٗ النبیُّ ﷺ فقال ربعة احمر كأنّما خرج من ديماسٍ يعنی الحمّام ورأيت ابراهيم وان اشبه ولده به۔

(صحيح بخاری ج ۱ ص ۴۸۹، ۴۸۱. ج ۲ ص ۶۸۴، ۸۴۶، ۸۳۸، صحيح مسلم ج ۱ ص ۹۶، ترمذی ج ۲ ص ۱۴۱، مصنف عبدالرزاق ج۵ ص ۳۲۹، مسند احمد ج ۲ ص ۲۸۲، نسائی ج ۲ ص۳۲۹، الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان ج ۲ ص ۲۲۱)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ شبِ معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی۔ (حضرت ابو ہریرۃ) نے فرمایا کہ پھر آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حلیہ بیان فرمایا اور کہا: پس وہ جوان تھے، میرا خیال ہے آپ نے فرمایا: کسی قدر گھنگریالے بالوں والے تھے، ایسے جیسے کہ قبیلۂ شنوہ کے مرد ہوتے ہیں، فرمایا اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملا، پھر آپ نے ان کا حُلیہ

بیان فرمایا اور کہا: وہ چوڑے جسم کے سُرخ رنگ کے تھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے ابھی ابھی غسل خانہ سے نکل کر آئے ہیں، اور میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور میں ان کی اولاد میں سب سے زیادہ ان سے مشابہ ہوں۔

دلیل نمبر ۱۹:

عن ابن عمر رضی الله تعالی عنهما قال قال النبی ﷺ رأیت عیسٰی وموسٰی وابراهیم، فامّا عیسٰی فاحمر جعد عریض الصدر وامّا موسٰی فادم جسیم سبط کأنّه من رجال الزطّ۔

(صحیح بخاری ج ا ص ۴۸۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (شبِ معراج میں) میں نے حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کو دیکھا، پس حضرت عیسیٰ تو سُرخ رنگ، پُرگوشت جسم اور چوڑے سینے والے تھے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ اور موزوں ساخت والے تھے، وہ ایسے تھے جیسے (سوڈان) کے طویل القامہ زط ہوتے ہیں۔

دلیل نمبر ۲۰:

عن انس بن مالک رضی الله تعالی عنه انّ رسول الله ﷺ قال مررت علی موسٰی لیلة اسری بی عند الکثیف الاحمر وهو قائم یصلّی فی قبره۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶۸، مسند احمد ج ۵ ص ۵۹، مسند

Marfat.com

احمد ج۳ص۱۴۸،۲۴۸، سنن نسائی ج ا ص ۲۴۲، کنز العمال ج ۱۱ص۵۱۸ تلخیص الجیر ج۲ ص ۱۲۶ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ا ص۲۱۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرا معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزر ہوا تو وہ سُرخ ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

دلیل نمبر۲۱:

عن عائشة رضی الله تعالی عنها قالت کنت ادخل بیتی الّذی فیه رسول الله ﷺ وانی واضع ثوبی واقول انّما هو زوجی وابی فلمّا دفن عمر رضی الله تعالی عنه معهم فوالله ما دخلته الا وانا مشدودة علیّ ثیابی حیاءً من عمر۔

(مشکوٰة ص ۱۵۴، فتاوی مظهریه ص ۴۲۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں اپنے اس کمرے میں جس میں حضور اکرم ﷺ مدفون ہیں، بلا حجاب داخل ہو جاتی تھی اور میں سمجھتی تھی کہ ایک تو میرے شوہر ہیں اور دوسرے میرے والد ماجد، پس جب ان کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین ہوئی تو اللہ کی قسم میں اس حجرے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حیا کی وجہ سے بغیر پردہ کبھی نہ جاتی تھی۔

دلیل نمبر۲۲:

عن سعید بن المسیّب قال لم ازل اسمع الاذان والاقامة فی قبر

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ ایام الحرۃ حتی عاد النّاس۔

(خصائص کبری ج۲ ص ۲۸۱، الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۱۴۸، بحوالہ دلائل النبوۃ زرقانی ج ۵ ص ۳۳۲، ۳۳۳)

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ واقعہ حرہ کے دنوں میں، میں حضور ﷺ کی قبر شریف سے اذان اور اقامت کی آواز سنتا رہا یہاں تک کہ لوگ واپس آ گئے۔

دلیل نمبر۲۳:

عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ أکثروا الصلوٰۃ علیّ یوم الجمعۃ فانہ مشھود تشھدہ الملائکۃ وان احدا لن یصلی الا عرضت علیّ صلاتہ حتی یفرغ منھا قال: قلت! وبعد الموت؟ قال: وبعد الموت ان اللہ حرّم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبیّ اللہ حی یرزق رواہ ابن ماجۃ باسناد صحیح۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ذکر وفاتہ ودفنہ ﷺ ج ۱ ص ۵۲۴ حدیث نمبر ۱۶۳۷، الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۳۲۸ حدیث نمبر ۲۵۸۲، مصباح الزجاجۃ ج ۲ ص ۵۹ حدیث نمبر ۶۰۲)

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ دُرود بھیجا کرو، یہ یوم مشھود ہے، اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں، کوئی شخص جب بھی مجھ پر دُرود بھیجتا ہے اس

Marfat.com

کے فارغ ہونے تک میرے سامنے اس کا دُرود مجھے پیش کر دیا جاتا ہے
حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اور موت کے بعد (کیا ہوگا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین کیلئے انبیاءِ کرام کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے۔

دلیل نمبر ۲۴:

عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ: من زار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی۔
(رواه الطبرانی، المعجم الکبیر، الدار قطنی عن حاطب فی السنن ج ۲ ص ۲۷۸ حدیث نمبر ۱۹۳ ، شعب الایمان للبیهقی ج۳ ص ۴۸۹ حدیث نمبر ۴۱۵۴، مجمع الزوائد للهیثمی ج۴ ص ۲)
حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔

دلیل نمبر ۲۵:

عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ لقد رأیتنی فی الحجر، وقریش تسالنی عن مسرای، فسألتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم أُثبتها، فکربت کربة ما کربت مثلهٗ قط، قال :فر فعه الله لی أنظر الیه. ما یسألو نی عن شئ الا

Marfat.com

أنباتهم به. وقد رأيتني في جماعة من الانبياء، فإذا موسٰى عليه السلام قائم يصلّي، فإذا رجلٌ ضربٌ جعد كأنه من رجال شنوئة. وإذا عيسى ابن مريم عليهما السلام قائم يصلّي، اقرب النّاس به شبها عروة بن مسعود الثقفي. وإذا إبراهيم عليه السلام قائم يصلّي، أشبه النّاس به صاحبكم (يعني نفسهٗ) فحانت الصلاة فأممتهم فلمّا فرغت من الصلاة، قال قائل: يا محمّد، هٰذا مالك صاحب النّار فسلّم عليه. فالتفت إليه فبدأني بالسلام۔

(رواه مسلم. الصحيح المسلم كتاب الإيمان باب ذكر المسيح ابن مريم والمسيح الدجال ج ۱ ص ۱۵۶ حديث نمبر ۱۷۲، النسائي في السنن الكبرٰى ج ۶ ص ۴۵۵ حديث نمبر ۱۱۴۸۰، مسند ابو عوانه ج ۱ ص ۱۱۶ حديث نمبر ۳۵۰، المسند المستخرج على صحيح الإمام المسلم ج ۱ ص ۲۳۹ حديث نمبر ۴۳۳، فتح الباری العسقلانی ج ۶ ص ۴۸۷)۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے آپ کو حطیم میں دیکھا اور قریش مجھ سے واقعۂ سفرِ معراج کے بارے میں سوالات کر رہے تھے انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی کچھ چیزیں پوچھیں جنہیں میں نے محفوظ نہیں رکھا تھا جس کی وجہ سے میں اتنا پریشان ہوا کہ اس سے پہلے اتنا کبھی پریشان نہیں ہوا تھا، تب اللہ تعالٰی نے بیت المقدس کو اُٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا۔ وہ مجھ سے بیت

Marfat.com

المقدس کے متعلق جو بھی چیز پوچھتے میں (دیکھ دیکھ کر ان کو بتا دیتا اور میں نے خود کو گروہ انبیاءِ کرام علیہم السلام میں پایا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، اور وہ قبیلہ شنوہ کے لوگوں کی طرح گھنگریالے بالوں والے تھے اور پھر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور عروہ بن مسعود ثقفی ان سے بہت مشابہ ہیں، اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور تمہارا دوست (یعنی خود حضور علیہ وسلم) ان کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہ ہیں۔ پھر نماز کا وقت آیا، اور میں نے سب انبیاءِ کرام کی امامت کروائی۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو مجھے ایک کہنے والے نے کہا: یہ مالک ہیں جو جہنم کے داروغہ ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے پہلے مجھے سلام کیا۔

دلیل نمبر ۲۶:

علامہ امام محمد بن عبد الباقی الزرقانی المالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وفی الفتاوی الرّملیة الانبیآء والشھدآء والعلماء لایبلون والانبیآء والشھدآء یاکلون فی قبور ھم ویشربون ویصلّون ویصومون ویحجون۔ (زرقانی علی المواھب ج۵ ص ۳۳۴)

فتاویٰ رملیہ میں ہے کہ انبیاء اور شہداء اور علماء نہیں بوسیدہ ہوتے اور انبیاء اور شہداء اپنی قبروں میں کھاتے پیتے اور نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے اور حج کرتے ہیں۔

Marfat.com

دلیل نمبر ۲۷:

علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں کہ۔

إنه ﷺ حيٌّ في قبرهٖ كسائر الانبيآءِ في قبورهم وهم احيآء عند ربهم وإنّ لارواحهم تعلقا بالعالم العُلوىّ والسفلىّ كما كانوا في الحال الدّنيوىّ فهم بحسب القلب عرشيّون وباعتبار القالب فرشيّون والله سبحانهٗ وتعالٰى اعلمُ باحوالِ اربابِ الكمال۔ (شرح شفاء شريف ج۲ ص ۱۴۲)

بے شک وہ نبی ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں جیسا کہ سارے انبیاءِ کرام اپنی قبروں میں اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں اور بیشک ان کی ارواح کا تعلق عالم علوی اور عالم سفلی سے اسی طرح قائم رہتا ہے جیسا کہ دنیا میں تھا اور وہ اس معاملہ میں قلب کے اعتبار سے عرشی اور قالب کے اعتبار سے فرشی ہوتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالٰی اربابِ کمال کے احوال کو زیادہ جانتا ہے۔

دلیل نمبر ۲۸:

علامہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں۔

إن الأنبياء لايموتون وإنهم يصلون ويحجون في قبورهم و إنهم احيآء۔ (فيوض الحرمين ص ۲۸)

بے شک انبیاءِ کرام نہیں مرتے اور بے شک وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے اور حج کرتے ہیں۔

Marfat.com

دلیل نمبر۲۹:

إنّ اللــه تـعـالـی یُعطی لارواحهم قوّة الاجساد فیذهبون من الأرض والسّمـآء والـجنّة حیثُ یشاء ون وینصُرون اولیآء هم ویُدمّرون اعدآء هم. انشآء الله تعالی۔

(تفسیر مظهری ج ا ص ۱۵۲)

بے شک اللہ تعالیٰ انبیاءِ صدیقین، شہداء اور اولیاء کی ارواح کو (درجہ بدرجہ) جسموں کی قوّت عطا فرماتے ہیں تو وہ زمین آسمان اور جنّت میں جہاں بھی چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں اور اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔

انشاء اللہ تعالیٰ۔

دلیل نمبر۳۰:

امام قسطلانی اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں۔

ولاشک ان حیـاة الأنبیـآء علیهم السّلام ثابتةٌ مَعلومةٌ مستمـرّة ونبیّنا ﷺ افضلهم بالنصوصِ والاجماعِ (وإذ کان کذٰلک ینبغی) یجبُ أن تکون حیاته اکمل واتمّ من سآئرهم أی الأنبیاء علیهم السلام۔

(زرقانی علی المواهب ج۸ ص ۳۰۹)

بلا شک وشبہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات ثابت شدہ حقیقی ویقینی اور دوامی ہے اور ہمارے نبی ﷺ ان سب سے افضل ہیں نصوص اور اجماع کے ساتھ تو لازم وضروری ہے کہ آپ کی حیات بھی تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات سے اکمل واتم ہو۔

Marfat.com

دلیل نمبر ۳۱:

دیوبند کے تمام بڑے بڑے علماء کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ۔

فھو ﷺ حیٌّ فی قبرہ الشریفِ یتصرّفُ فی الکونِ باذن اللہ تعالٰی کیف شاء۔ (المھند ص ۲۸)

وہ نبی ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور جہان میں جیسے چاہتے ہیں باذن اللہ تصرّف فرماتے ہیں۔

دلیل نمبر ۳۲:

استاذ ابو منصور عبدالقاہر بن طاہر البغدادی الفقیہ الاصولی شیخ الشافعیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قال المتکلمون المحقّقون من اصحابنا أن نبیّنا ﷺ حیٌّ بعد وفاتہ وإنّہ یسر بطاعات امّتہ ویحزن بمعاصی العُصاۃ منھم وإنّہ تبلغہ صلاۃ من یصلّی علیہ من أمّتہٖ۔

(الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۴۸۴)

ہمارے تمام متکلمین اور محققین علماء شافعیہ کا فرمان ہے کہ بیشک ہمارے نبی کریم ﷺ اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں اور اپنی امت کی نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں اور گنہگاروں کے گناہوں سے غمگین ہوتے ہیں اور بے شک آپ کی امت میں سے جو آپ پر درود بھیجے اس کا درود آپ کو پہنچتا ہے۔

دلیل نمبر ۳۳:

مولوی انور شاہ صاحب کشمیری صدر مدرس دیوبند فرماتے ہیں۔

Marfat.com

ونُقِلَ عن مالک رحمه الله تعالٰی أنّ احترام النبی ﷺ بعد وفاته ایضا کما کان فی حیاتہٖ وفی البیهقیّ عن انس وصحّحه ووافقه الحافظ فی المجلّد السادس أن الأنبیآء أحیاء فی قبورهم یصلون معناه أن أرواح الأنبیاء علیهم السلام لیست بمعطّلة عن العبادات الطیّبة والأفعال المبارکة بل هم فی قبورهم ایضًا کم کانوا مشغولین حین حیاتهم فی صلاۃٍ وحجّ وکذلک حال تابعیهم علی قدر المراتب۔

(فیض الباری ج ۲ ص ۶۴)

امام مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ بیشک نبی ﷺ کا ادب واحترام آپ کی وفات کے بعد بھی ایسا ہی لازم ہے جیسا کہ آپ کی حیات میں تھا اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور اس کی تصحیح بھی کی اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری کی جلد ششم میں اس کی موافقت کی ہے کہ (حضور ﷺ نے فرمایا) بے شک تمام انبیاءِ کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں معنی اس حدیث کا یہ ہے کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کی ارواح عبادات اور افعال مبارکہ سے معطل نہیں ہوتیں بلکہ اپنی قبروں میں اسی طرح عبادات کرتی ہیں جس طرح ظاہری حیات میں نماز، روزہ، حج وغیرہ کرتی تھیں اسی طرح ان کے تابعین کا حال ہے۔ علی قدر المراتب۔

دلیل نمبر ۳۴:

علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ایک مدلّل اور مبسوط بحث کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

Marfat.com

فحصل من مجموع هذا النقول والأحاديث أن النبی ﷺ حی بجسده وروحه وأنه يتصرف ويسير حيث شاء فی الأرض وفی الملكوت وهو بهيئته الّتی كان عليها قبل وفاته لم يتبدّل منه شئ وإنه فغيّب من الابصار كما غيّب الملآئكة مع كونهم احيآء باجسادهم فإذااراد الله رفع الحجاب عمّن اراد اكرامه برؤيته راٰه علٰی هيئته الّتی هو عليها لامانع من ذٰلک ولاداعی إلی التخصيص بروٴية المثال (الحاوی للفتاوی ج۲ص ۴۸۶)

ان تمام نقول اور احادیث کے مجموعہ کا ماحصل یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے جسم اور روح مبارک کے ساتھ زندہ ہیں اور بلا شبہ آپ جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں۔ اور زمین اور عالم ملکوت کے ہر گوشے میں تصرف فرماتے ہیں اور آپ بالکل اپنی اسی ہیئت پر ہیں جس پر قبل از وفات تھے اس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی اور بیشک آپ ہماری آنکھوں سے غائب کر دیئے گئے ہیں جس طرح فرشتے اپنے اجساد کے ساتھ زندہ ہونے کے باوجود ہماری آنکھوں سے غائب کر دیئے گئے ہیں جب اللہ تعالیٰ آپ کی رؤیت کے ساتھ کسی کو عزت واکرام عطا فرمانا چاہتا ہے تو اس سے حجاب کو اٹھا دیتا ہے اور وہ آپ ﷺ کو اسی ہیئت پر دیکھتا ہے جس پر آپ ہیں اس سے کوئی امر مانع نہیں ہے اور رؤیت مثال کی تخصیص کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

دلیل نمبر ۳۵:

سیّد الطائفہ امام الاولیاء حضرت جنید بغدادی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:

من كانت حياته بنفسه يكون مماته بذهاب روحه ومن كانت

Marfat.com

حیاتہ بربّہ فإنه ینتقل من حیات الطبع إلی حیاۃ الأصل وھی الحیاۃ الحقیقیّة وإذا کان القتیل بسیف الشریعة حیًّا مرزوقًا فکیف من قُتِل بسیف الصدق والحقیقة۔ (تفسیر روح البیان)

جو اپنے نفس کے ساتھ زندہ ہے وہ روح کے نکل جانے سے مردہ ہوجاتا ہے اور جو اپنے رب کے ساتھ زندہ ہے وہ نہیں مرتا بلکہ وہ حیات طبعی سے حیاتِ اصلی وحقیقی کی طرف انتقال کرتا ہے۔ جب شریعت کی تلوار سے قتل ہونے والا زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے تو جو صدق وحقیقت کی تلوار سے قتل ہوتا ہے وہ کتنی اعلیٰ زندگی کے ساتھ زندہ ہوگا۔

دلیل نمبر ۳۶:

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں۔

أن النبی ﷺ حی کما تقرر وإنه یصلی فی قبرہ بأذان وإقامة۔

(فتح الملھم ج۳ ص ۴۱۹)

بے شک نبی اکرم ﷺ (اپنی قبر شریف میں) زندہ ہیں جیسا کہ ثابت ہو چکا، اور بے شک آپ ﷺ اپنی قبر میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں۔

دلیل نمبر ۳۷:

علامہ عینی لکھتے ہیں۔

فانھم لا یموتون فی قبورھم بل ھُم أحیاء۔

(باب فضیلة ابی بکر علی سائر الصحابة عمدۃ القاری شرح بخاری ج۷ ص ۶۰۰)

یقیناً انبیاءِ کرام اپنی قبور شریفہ میں مردہ نہیں ہوتے بلکہ وہاں زندہ ہوتے ہیں۔

دلیل نمبر ۳۸:

علامہ شامی لکھتے ہیں۔

أن الأنبياء احياء فی قبورهم كما ورد فی الحديث۔

(رسائل ابن عابدین ج۲ ص ۲۰۲)

حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

دلیل نمبر ۳۹:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

أن حياتهٗ ﷺ فی القبر لايعقبها موت بل يستمر حيًا والأنبياء أحياء فی قبورهم۔ (فتح الباری ج۷ ص ۲۲)

آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کی زندگی ایسی ہے جس پر موت وارد نہیں ہو گی بلکہ آپ ہمیشہ زندہ رہیں گے کیونکہ انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

دلیل نمبر ۴۰:

امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

أن الله جل ثنائه رد إلى الأنبياء أرواحهم فهم أحياء عند ربهم كالشهداء...الخ۔

(حیات الأنبیاء ص ۱۴، وفاء الوفاء ج۲ ص ۴۰۶، زرقانی

Marfat.com

شرح مواھب ج ۵ ص ۳۳۲)

بے شک اللہ جل شانہ نے انبیاءِ کرام علیہم السلام کی ارواح ان کی طرف لوٹا دی ہیں، سو وہ اپنے رب کے ہاں شہیدوں کی طرح زندہ ہیں۔

دلیل نمبر ۴۱:

علامہ سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

لا شک فی حیاتہ ﷺ بعد وفاتہ و کذا سائر الأنبیاء علیهم السلام أحیاء فی قبورهم حیاة اکمل من حیوٰة الشهداءِ الّتی اخبر الله بها فی کتابه العزیز الخ۔ (وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۰۵)

وفات کے بعد آنحضرت ﷺ کی حیات میں کوئی شک نہیں اور اسی طرح باقی تمام انبیاءِ کرام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی یہ حیات شہداء کی اُس حیات سے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں کیا ہے، بڑھ کر ہے۔

دلیل نمبر ۴۲:

علامہ سمہودی ایک اور مقام پر تحریر کرتے ہیں۔

و أما أدلة حیاة الأنبیاء فمقتضاها حیاة الأبدان کحالة الدنیا مع الاستغناء عن الغذاء الخ۔ (وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۰۷)

بہر کیف حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات کے دلائل اس کے مقتضی ہیں کہ یہ حیات ابدان کے ساتھ ہو جیسا کہ دنیا میں تھی مگر خوراک سے وہ مستغنی ہیں۔

Marfat.com

دلیل نمبر ۴۳:

امام علی بن عبدالکافی السبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

وإما حيوة الأنبياء أعلى وأكمل واتمّ من الجميع لأنها للروح والجسد على الدوام على ما كان فى الدنيا الخ۔

(شفاء السقام ص ۱۵۴)

بہر حال حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات تو تمام سے اعلیٰ، اکمل اور اتم ہے کیونکہ ان کی حیات جسم اور روح دونوں کو دوامی طور پر حاصل ہے جس طرح کہ دنیا میں تھی۔

دلیل نمبر ۴۴:

امام علی بن عبدالکافی السبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

فإن الصلوٰة ليستدعى جسدًا حيا وكذٰلك الصفات المذكوره فى الأنبياء ليلة الاسراء كلها صفات الاجسام ولا يلزم من كونها حياة حقيقية أن يكون الأبد ان معها كما كانت فى الدنيا من الاحتياج إلى الطعام والشراب والامتناع عن النفوذ فى الحجاب الكثيف وغير ذٰلك من صفات الاجسام التى نشاهد ها بل قد يكون لها حكم اٰخر فليس فى العقل ما يمنع من اثبات الحيوٰة الحقيقية لهم وأما الادراكات كالعلم والسماع فلا شك أن ذٰلك ثابت وسنذكر ثبوته لسائر الموتىٰ فكيف بالانبياء انتهٰى۔ (شفاء السقام ص ۱۴۳)

نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے اور اسی طرح معراج کی رات حضرات انبیاءِ

Marfat.com

کرام علیہم السلام کے بارے میں جتنی صفات کا ذکر ہے وہ تمام اجسام کی صفات ہیں اور اس حیات کے حقیقی حیات ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس حیات کے ساتھ ابدان کو کھانے پینے کی ویسی ہی حاجت ہو جیسے دنیا میں تھی یا یہ کہ وہ کثیف پردہ میں نفوذ نہ کرسکیں اور اسی طرح اجسام کی دیگر صفات جن کا ہم دنیا میں مشاہدہ کرتے ہیں یہ ہوسکتا ہے کہ ان ابدان کا حکم دنیوی ابدان سے جدا اور الگ ہو عقلا اس میں کوئی امتناع نہیں کہ ان کے لیے حقیقی حیات ثابت ہو، رہے ادراکات مثلاً علم اور سماع وغیرہ تو ان کے ثبوت میں کوئی شک وشبہ ہی نہیں، یہ تو تمام مردوں کیلئے ثابت ہیں پھر بھلا حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام کے لیے کیوں نہ ثابت ہوں گے؟

دلیل نمبر ۴۵:

تاج الدین السبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

عن انس رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ الأنبياء احياء فی قبور هم يصلون فإذاثبت أن نبينا ﷺ حی فالحی لابد من أن يكون إما عالمًا أو جاهلًا ولايجوز أن يكون النبی ﷺ جاهلًا الخ۔ (طبقات الشافعية الكبری ج٦ ص ٢٨١)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انبیای کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں جب یہ بات ثابت ہوگئی حضرت محمد ﷺ زندہ ہیں تو زندہ کیلئے لازم ہے کہ یا تو عالم ہو یا جاہل اور یہ بات تو ہرگز جائز نہیں کہ آنحضرت ﷺ جاہل ہوں (معاذ اللہ) (تو لامحالہ آپ ﷺ عالم ہونگے).....الخ

Marfat.com

دلیل نمبر ۴۶:

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ:

لأن عندنا رسول الله ﷺ حی یحس ویعلم وتعرض علیه أعمال الأمة ویبلغ الصلوٰة والسلام علی مابیّنا الخ۔

(طبقات الشافعیة الکبری ج ۲ ص ۲۸۲)

ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ زندہ ہیں حس وعلم سے موصوف ہیں اور آپ پر اُمت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور آپ کو صلوٰۃ وسلام پہنچائے جاتے ہیں جس طرح کہ ہم بیان کر آئے ہیں۔

دلیل نمبر ۴۷:

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

ومن عقائد نا أن الأنبیاء علیهم السلام احیاء فی قبورهم فأین الموت إلی أن قال وصنف البیهقی رحمه الله تعالی جزؤا اسمعناه فی حیٰوة الأنبیاء علیهم السلام فی قبورهم واشتد نکیر الاشاعرة علی من نسب هٰذا القول إلیٰ الشیخ الخ۔

(طبقات ج ۶ ص ۲۶۶)

ہمارے عقیدے میں یہ بات داخل ہے کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں تو پھر ان پر موت کہاں؟ (پھر آگے فرمایا) کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام کی قبروں میں حیات پر ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے جو خود ہم نے سُنا ہے اور جن لوگوں نے امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف یہ غلط بات منسوب کی ہے اشاعرہ نے سختی سے اس کا رد کیا ہے۔

Marfat.com

دلیل نمبر ۴۸:

علامہ سمہودی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

انا لانسلم أنه لا يستغفر بعد الموت لما سبق من حياته ومن استغفار أمّته بعد الموت عند عرض أعمالهم عليه الخ۔

(وفاء الوفاء ج۲ ص ۴۱۱)

بے شک ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ آپ ﷺ وفات کے بعد استغفار نہیں کرتے کیونکہ پہلے گزر چکا ہے کہ آپ ﷺ زندہ ہیں اور جب امت کے اعمال آپ ﷺ پر پیش کیے جاتے ہیں تو آپ ﷺ ان کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

دلیل نمبر ۴۹:

قاضی شوکانی لکھتے ہیں کہ۔

وقد ذهب جماعة من المحققين إلى أن رسول الله ﷺ حي بعد وفاته وأنه يسّر بطاعات أمته الخ۔

(نیل الاوطار ج۳ ص ۲۶۴)

محققین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ وفات کے بعد زندہ کیے گئے ہیں اور آپ ﷺ امت کی طاعات سے خوش ہوتے ہیں۔

دلیل نمبر ۵۰:

شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر بن محمد السہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ:

وقد ورد في الخبر عن النبي ﷺ تعرض الأعمال يوم الإثنين والخميس على الله وتعرض على الأنبياء والآباء والأمهات يوم

Marfat.com

الجمعة فيفرحون بحسناتهم وتزداد بياضًا واشراقًا فاتّقوا الله ولاتوذوا موتاكم وفي خبر اٰخر أن أعمالكم تعرض على عشائركم وأقاربكم من الموتى فإن كان حسنًا استبشروا وإن كان غير ذٰلك قالوا اللهم لاتمتهم حتى تهديهم كما هديتنا الخ۔ (عوارف المعارف على هامش الأحياء ج۴ص ۱۵۳)

آنحضرت ﷺ سے حدیث وارد ہوئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ سوموار اور جمعرات کو اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور جمعہ کے دن حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور باپ دادوں اور ماؤں پر پیش کیے جاتے ہیں وہ نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہرے سفید اور چمکیلے ہوجاتے ہیں سوتم اللہ سے ڈرو اپنے مردوں کو اذیت مت دو اور دوسری حدیث میں آتا ہے کہ تمہارے اعمال تمہارے مردہ رشتہ داروں اور اقارب پر پیش کیے جاتے ہیں اگر وہ اعمال اچھے ہوتے ہیں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور اگر اعمال برے ہوتے ہیں تو دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ان کو اس وقت تک موت نہ دے جب تک تو ان کو ہماری طرح ہدایت نہ دے دے۔

دلیل نمبر ۱۵:

علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

لأن الأنبياء عليهم السلام أحياء في قبورهم وقد اقام النكير على افتراء ذٰلك ابو القاسم القشيرى رحمة الله تعالى عليه الخ۔(شامی ج۳ص ۳۶۶ باب المغنم)

اس لئے کہ حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور امام ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس افتراء کی سختی سے تردید کی ہے۔

Marfat.com

دلیل نمبر۵۲:

علامہ داؤد بن سلیمان البغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

والحاصل أن حياة الأنبياء ثابتة بالإجماع الخ۔

(المنحة الوهبية ص ٦ طبع اسبنول)

حاصل یہ ہے کہ حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات بالاجماع ثابت ہے۔

دلیل نمبر۵۳:

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

حياة النبي ﷺ في قبره هو وسائر الأنبياء معلومة عندنا علما قطعيا لما قام عندنا من الأدلة في ذلك وتواترت به الأخبار الدالة على ذلك الخ۔

(انباه الاذكيا ص ٢، فتاوى امام سيوطى رحمة الله تعالى عليه ج ٢ ص ١٤٧)

آنحضرت ﷺ کی اپنی قبر مبارک میں اور اسی طرح دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات پر ہمارے نزدیک دلائل قائم ہیں اور تواتر کے ساتھ اخبار موجود ہیں جو اس پر دلالت کرتے ہیں۔

دلیل نمبر۵۴:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزید دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ۔

أن من جملة ما تواتر عن النبي ﷺ حياة الأنبياء في قبورهم۔

(النظم المتناثر من الحديث المتواتر كذا في شرح البوسنوى رحمة الله تعالى عليه ص ٤)

یعنی جو چیزیں آنحضرت ﷺ سے تواتر کے ساتھ مروی ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ انبیاءِ کرام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔

دلیل نمبر ۵۵:

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

قد صحت الأحاديث أنه ﷺ حى فى قبره يصلى بأذان وإقامة۔ (منح المنة ص ۹۲)

بلا شبہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اذان واقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔

دلیل نمبر ۵۶:

مولوی محمد انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

إن كثيرًا من الأعمال قد ثبتت في القبور كالأذان والإقامة عند الدارمى وقرأة القرآن عند الترمذى۔

(فیض الباری ج ۱ ص ۱۸۳)

قبروں میں بہت سے اعمال کا ثبوت ملتا ہے۔ جیسے اذان و اقامت کا ثبوت دارمی کی روایت میں اور قرأتِ قرآن کا ترمذی کی روایت میں۔

دلیل نمبر ۵۷:

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد امتّنا اثنتین... الأیۃ تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔

اراد بالموتتين الموت فى الدنيا والموت فى القبر وهما موتتان المعروفتان المشهورتان فلذلك ذكرهما بالتعريف وهما

موتتان لكل أحد غير الأنبياء عليهم السلام فإنهم لايموتون فى قبورهم بل هم أحياء و أما سائر الخلق فهم يموتون فى القبور ثم يحيون يوم القيامة الخ۔ (عمدة القارى ج ۷ ص ۶۰۰)

دو موتوں سے مراد ہے، ایک وہ موت مراد ہے جو دنیا میں آتی ہے اور دوسری وہ ہے جو قبر میں آتی ہے یہی دو مشہور اور معروف موتیں ہیں۔ اس لیے ان کو (الف ولام حرف تعریف سے ذکر کیا ہے) ہاں حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام اس سے مستثنیٰ ہیں وہ اپنی قبروں میں نہیں مرتے بلکہ وہ زندہ ہی رہتے ہیں بخلاف دیگر مخلوق کے کہ (حساب وکتاب کے بعد) وہ قبروں میں وفات پا جاتے ہیں اور پھر قیامت کے دن وہ زندہ ہوں گے۔

دلیل نمبر ۵۸:

مولانا عبد الحلیم فرنگی محلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل کرتے ہیں کہ۔

نقل عن الإمام مالك رحمه الله تعالى انه كان يكره أن يقول رجل زرت قبر النبى ﷺ قال ابن رُشد رحمه الله تعالى من اتباعه أن الكراهة لغلبة الزيارة فى الموتىٰ وهو ﷺ أحياه الله تعالى بعد موته حياة تامة واستمرت تلك الحيوٰة وهى مستمرة فى المستقبل وليس هٰذا خاصة به ﷺ بل يشاركه الأنبياء عليهم السلام فهو حى بالحيوٰة الكاملة مع الاستغناء عن الغذاء الحسى الدنيوى۔

(نور الإيمان بزيارة آثار حبيب الرحمٰن ص ۱۴، ونحوه فى وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۱۳)

Marfat.com

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ منقول ہے کہ وہ اسے ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کی قبر کی زیارت کی۔ علامہ ابن رُشد مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کراہیت کی وجہ یہ ہے کہ زیارت کا لفظ بالعموم مردوں کے لیے بولا جاتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وفات کے بعد مکمل حیات بخشی ہے اور یہ مستقبل میں دائمی ہے اور یہ آنحضرت ﷺ ہی سے مختص نہیں بلکہ دیگر انبیاءِ کرام علیہم السلام بھی اس میں آپ کے ساتھ شریک ہیں پس آپ کو حیاتِ کاملہ حاصل ہے لیکن دنیوی اور حسّی خوراک کی حاجت نہیں پڑتی۔

دلیل نمبر ۵۹:

علامہ ابوالوفاء علی بن محمد ابن عقیل الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

قال ابن عقیل رحمۃ اللہ تعالی علیہ من الحنابلۃ وھو ﷺ حی فی قبرہ یصلی۔ (الروضۃ البیھۃ ص ۱۴)

علامہ ابن عقیل الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

دلیل نمبر ۶۰:

امام بدرالدین بعلی الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر کرتے ہیں کہ۔

والأنبیاء أحیاء فی قبورھم وقد یصلون۔

(مختصر الفتاوی ص ۱۷۰)

حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور بسا اوقات نماز بھی پڑھتے ہیں۔

دلیل نمبر ۶۱:

فقیہ وقت امام حسن بن عمار بن علی شرنبلالی الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ:

ولما هو مقرر عند المحققين أنه ﷺ حي يرزق متمتع بجميع الملاذ والعبادات غير أنه احجب عن أبصار القاصرين عن شريف المقامات۔ (نور الايضاح ص ۱۷۷)

محققین کے نزدیک یہ بات طے شدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ زندہ ہیں، آپ ﷺ کو رزق دیا جاتا ہے اور آپ ﷺ تمام لذتوں اور عبادتوں سے متمتع ہیں مگر ان نگاہوں سے اوجھل ہیں جو ان ارفع مقامات تک رسائی سے قاصر ہیں۔

دلیل نمبر ۶۲:

امام سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

نحن نؤمن ونصدق بأنه ﷺ حي يرزق في قبره وأن جسده الشريف لاتأكله الأرض والإجماع على هذا۔

(القول البديع ص ۱۲۵)

ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ اور آپ ﷺ کو رزق ملتا ہے اور آپ ﷺ کے جسدِ اطہر کو زمین نہیں کھا سکتی اور اسی پر اجماع منعقد ہے۔

دلیل نمبر ۶۳:

علامہ محمد عابد سندی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

أما هم فحياتهم لا شك فيها ولا خلاف لأحد من العلماء في

Marfat.com

ذٰلک إلى أن قالَ فهو ﷺ حي على الدوام۔

(رسالہ مدنیہ ص ۴۱)

بہر حال حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات میں کوئی شک نہیں اور علماء میں سے کسی کا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے (پھر آگے فرمایا) پس آنحضرت ﷺ دوامی طور پر زندہ ہیں۔

دلیل نمبر ۶۴:

مولوی احمد علی سہارنپوری صاحب لکھتے ہیں کہ۔

والأحسن أن يقال أن حياته ﷺ لا يتعقبها موت بل يستمر حيا والأنبياء أحياء في قبورهم۔ (ہامش بخاری ج ا ص ۵۱۷)

بہتر بات یہ ہے کہ کہا جائے کہ آنحضرت ﷺ کی حیات ایسی ہے کہ اس کے بعد موت وارد نہیں ہوتی بلکہ دوامی حیات آپ ﷺ کو حاصل ہے اور باقی حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

دلیل نمبر ۶۵:

مولانا عبدالہادی محمد صدیق نجیب آبادی لکھتے ہیں کہ۔

إنهم اتفقوا على حيٰوته ﷺ بل حيٰوة الأنبياء عليهم الصلٰوة والسلام متفق عليها لا خلاف لأحد فيه الخ۔

(انوار المحمود شرح ابی داؤد ج ا ص ۶۰۱)

محدثینِ کرام اس بات پر متفق ہیں کہ حضور اکرم ﷺ زندہ ہیں بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات متفق علیہا ہے اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

دلیل نمبر ۶۶:

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

ودلت النصوص الصحيحة على حيوٰة الأنبياء عليهم السلام كما سيأتي إن شآء الله تعالى في موضع يليق به. انتهٰى ۔(فتح الملهم ج ١ ص ٥٢٥)

نصوصِ صحیحہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام زندہ ہیں۔ جیسا کہ مناسب موقع پر اس کا ذکر ہوگا۔ ان شآء اللہ تعالیٰ۔

دلیل نمبر ۶۷:

مولوی خلیل احمد سہارنپوری تحریر کرتے ہیں کہ۔

ان نبي الله ﷺ حي في قبره كما أن الأنبياء عليهم السلام أحياء في قبورهم الخ۔ (بذل المجهود ج ٢ ص ١١٧)

نبی اکرم ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں جس طرح کہ دیگر حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

دلیل نمبر ۶۸:

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

''آپ ﷺ بنصِ حدیث قبر میں زندہ ہیں''۔ (التکشف ص ۴۴۶)

دلیل نمبر ۶۹:

حضرت امام ربانی شہباز لامکانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔

" برزخ صغریٰ چوں از یک وجہ از مواطن دنیوی است گنجائش ترقی دارد واحوال ایں مواطن نظر باشخاص متفاوتہ تفاوت فاحش دارد الأنبیـــاء یـصـلـون فـی قبورھم شنیدہ باشد۔ (مکتوبات شریف دفتر دوم ص۲۹ طبع لکھنؤ)

چھوٹی برزخ (یعنی قبر) جب ایک وجہ سے دنیوی جگہوں سے ہے تو یہ ترقی کی گنجائش رکھتا ہے اور مختلف اشخاص کے اعتبار سے اس جگہ کے حالات خاصے متفاوت ہیں۔ آپ نے یہ تو سُنا ہی ہوگا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔

دلیل نمبر ۷۰:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

وإذا ثبـت أنهـم أحياء من حيث النقل فإنه يقوّيه من حيث النظر كـون الشهـداء أحياء بنص القرآن والأنبياء افضل من الشهداء الخ۔ (فتح الباری ج۶ ص ۳۷۹)

اور جب نقل کے لحاظ سے ان کا زندہ ہونا ثابت ہے تو دلیل عقلی اور قیاس بھی اس کی تائید کرتا ہے وہ یہ کہ شہداءِ کرام نصِ قرآن کی رُو سے زندہ ہیں اور حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام تو شہداء سے اعلیٰ اور افضل ہیں۔ (تو بطریقِ اولیٰ ان کو حیات حاصل ہوگی)

دلیل نمبر ۷۱:

ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ۔

Marfat.com

وهم أحياء في قبورهم ويستحب اتيان قبورهم لسلام عليهم۔
(قاعده فی المعجزات والكرامت ص۹۷ من مجموعه رسائل ابن تیمیه)

اور حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی قبروں پر آنا ان پر سلام کہنے کے لیے مستحب ہے۔

دلیل نمبر۲۷:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

لأنه بعد موته وإن كان حيا فهي حياة أُخروية لاتشبه حيوٰة الدنيا الخ۔ (فتح الباری ج۴ ص۳۶)

کیونکہ آپ وفات کے بعد اگرچہ زندہ ہیں لیکن یہ دوسری قسم کی حیات ہے، وہ دنیا کی حیات کی طرح نہیں ہے۔

دلیل نمبر۳۷:

مولوی شمس الحق عظیم آبادی تحریر کرتے ہیں کہ۔

ان الأنبياء في قبورهم أحياء۔ (عون المعبود ج۱ ص۴۰۵)

حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

دلیل نمبر۴۷:

مفتی عزیز الرحمٰن لکھتے ہیں کہ:

انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات خصوصاً آنحضرت ﷺ کی حیات شہداء کی حیات سے افضل واعلیٰ ہے اور بحث اس کی طویل ہے فقط۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۵ ص۴۷۱)

Marfat.com

دلیل نمبر ۷۵:

قاضی شوکانی لکھتے ہیں کہ۔

انه ﷺ حي في قبره بعد موته كما في حديث الأنبياء أحياء في قبورهم وقد صححه البيهقي والف في ذٰلک جزءًا قال الأستاذ ابو منصور البغدادي قال المتكلمون المحققون من اصحابنا أن نبينا ﷺ حي بعد وفاته انتهٰى ويؤيدذٰلک ماثبت أن الشهداء أحياء يرزقون في قبورهم والنبي ﷺ منهم الخ۔

(نیل الاوطار ج۵ص ۱۰۱؛ تسکین الصدور ص ۲۶۳)

آنحضرت ﷺ وفات کے بعد اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور بیہقی نے اس کی تصحیح کی ہے اور اس مسئلے میں انہوں نے ایک رسالہ بھی لکھا ہے استاذ ابو منصور البغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب میں محقق متکلمین کا ارشاد ہے کہ آنحضرت ﷺ وفات کے بعد زندہ ہیں۔ ان کا بیان ختم ہوا۔ اس کی تائید یہ بات بھی کرتی ہے کہ شہداء زندہ ہیں اور قبروں میں ان کو رزق دیا جاتا ہے اور آنحضرت ﷺ بھی شہید ہیں۔

دلیل نمبر ۷۶:

مولوی مفتی محمود دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبورِ مطہرہ میں حیات ہیں۔ حدیث معتبر سے ثابت ہے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح الصدور فی احوال الموتٰی والقبور میں اس قسم کی بہت سی احادیث نقل کی ہیں۔

(فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ص ۲۸۰)

Marfat.com

دلیل نمبر ۷۷:

شیخ التفسیر علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی تحریر کرتے ہیں کہ۔

پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام واولیاءِ عظام سب کے سب زندہ ہیں انہیں مردہ کہنا یا مردہ تصور کرنا پرلے درجہ کی بے ایمانی اور گمراہی ہے۔ (فتاویٰ اویسیہ ج ا ص ۵۰)

دلیل نمبر ۷۸:

مولوی مفتی محمود دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبور میں سب احیاء ہیں۔

(فتاویٰ مفتی محمود ج ا ص ۲۸۳)

دلیل نمبر ۷۹:

شیخ التفسیر مفتی محمد فیض احمد اویسی لکھتے ہیں کہ۔

ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ موت بمعنی استخراجِ روح کے ہی نہیں آتا بلکہ موت حیاتِ ابدی کے حاصل کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے مثلاً قرآنِ مجید میں وارد ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو چکے ہیں انہیں مردہ مت خیال کرو اور ان کو مردہ مت کہو کیونکہ وہ زندہ ہیں روزی کھاتے ہیں، ''فرحین ویستبشرون'' کے انعامات پر بے حد خوش ہیں پس جبکہ شہداء مجاہدین جن کا درجہ مرتبہ مراتب نبوت سے کم اور ادنیٰ ہے اور ان کے لیے زبان سے مردہ کہنا اور دل سے مردہ خیال کرنا منع اور حرام ہے تو انبیاءِ کرام علیہم السلام اور خاص کر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ کہنا تو ہر حال میں حرام اور منع ہے۔ (فتاویٰ اویسیہ ج ا ص ۵۰)

Marfat.com

دلیل نمبر ۸۰:

شیخ الحدیث غازی محمد لکھتے ہیں کہ:

جان لو کہ حیات الانبیاء یعنی انبیاء علیہم السلام موت کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور دوسری عبادات ادا کرتے ہیں اور یہ عقیدہ اہل سنت وجماعت کا ہے۔ (مقالات غازی ص ۵۰)

دلیل نمبر ۸۱:

مولانا محمد عطاء اللہ صاحب حنیف لکھتے ہیں کہ۔

انهم أحياء فی قبورهم يصلون وقد قال النبی ﷺ من صلّی علیّ عند قبری سمعته ومن صلی علیّ نائيا بلّغته۔

(التعليقات السلفية علی سنن نسائی ج ۱ ص ۲۳۷)

حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے تو میں خود اس کو سنتا ہوں اور جو دُور سے پڑھتا ہے تو وہ مجھے (بذریعہ ملائکہ) پہنچایا جاتا ہے۔

دلیل نمبر ۸۲:

مفتی سیّد عبدالرحیم صاحب دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

شیخ ابویعقوب سنوی کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک مرید آیا اور کہنے لگا کہ میں کل کو ظہر کے وقت مر جاؤں گا چنانچہ دوسرے دن ظہر کے وقت مسجدِ حرام میں آیا، طواف کیا اور تھوڑی دُور جا کر مر گیا، میں نے اس کو غسل دیا اور دفن کیا جب میں نے اس کو قبر میں رکھا تو اس نے آنکھیں کھول دیں، میں نے کہا کہ مرنے کے بعد بھی زندگی

Marfat.com

ہے، کہنے لگا کہ میں زندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ہر عاشق زندہ ہی رہتا ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج اص ۲۱۱، فضائل صدقات حصہ دوم لمولوی زکریا دیوبندی ص ۴۷۸)

دلیل نمبر ۸۳:

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالہ ''شرف محتم'' میں سلسلہ وار سند سے لکھا ہے کہ۔

وہ روایت کرتے ہیں شیخ کمال الدین سے اور وہ شیخ شمس الدین جزری سے اور وہ شیخ زین الدین مراغی سے اور وہ شیخ عزالدین احمد فاروقی کے واسطے سے اور وہ اپنے والد شیخ ابو اسحاق ابرہیم سے اور وہ اپنے باپ شیخ عز الدین عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کہ میں ۵۵۵ھ میں سید احمد رفاعی کے ساتھ حج کے سفر میں تھا، جب وہ مدینہ طیبہ پہنچے اور روضہ شریفہ پر حاضر ہوئے تو انہوں نے ان الفاظ سے سلام عرض کیا ''السلام علیک یا جدی'' (اے نانا جان آپ پر سلام) وہاں سے جواب عطا ہوا ''وعلیک السلام یا ولدی'' (تجھ پر سلام اے میرے بیٹے) کہ اس کو تمام اہلِ مسجد نے سُنا، حضرت سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ پر وجدِ شدید نے غلبہ کیا اور بڑی دیر تک روتے رہے اور شدتِ شوق میں عرض کیا۔ یا جداہ۔

یعنی اے نانا جان! حالتِ بُعد میں اپنی روح کو حضور میں بھیج دیا کرتا تھا وہ نائب بن کر زمین بوس ہو جاتی تھی، اب جسم کی حاضری کی نوبت آئی ہے سو ذرا اپنا دایاں دستِ مبارک دیجئے تاکہ میرا لب اس کے بوسے سے مشرف ہو جائے، پس فوراً آپ ﷺ کا دست مبارک چمک اور مہک کے ساتھ قبر شریف سے ظاہر ہوا اور ہزاروں آدمیوں نے زیارت کی اور سید رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا بوسہ لیا۔

(مجمع البحور ص ۱۸۶، بحوالۂ فتاویٰ رحیمیہ ج ا ص ۲۱۲، تنویر الایمان بوسیلۃ اولیاء الرحمن ص ۱۰۱)

Marfat.com

دلیل نمبر۸۴:

تنویر الایمان میں لکھا ہے کہ۔

''حضورﷺ نے بھوک کی شکایت سُن کر روٹی عنایت فرمائی''۔ حضرت ابنِ جلا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدینۃ الرسول میں آیا تو مجھ پر ایک دو فاقے گذرے۔ میں نے روضۂ رسول اللہﷺ پر حاضر ہوکر عرض کی۔''انا ضیفک یارسول اللہ ''یارسول اللہﷺ میں آپ کا مہمان ہوں۔اس کے بعد میں سو گیا اور میں نے دیکھا کہ حضورﷺ نے میرے ہاتھ میں ایک روٹی عنایت فرمائی۔آدھی روٹی میں نے خواب میں کھائی اور بیدار ہوا تو باقی آدھی روٹی میرے ہاتھ میں موجود تھی۔

(جذب القلوب،تنویر الایمان ص۹۹)

دلیل نمبر۸۵:

تنویر الایمان میں ہے کہ۔

''میں نے روضۂ رسول اللہﷺ پر حاضر ہوکر فریاد کی اور حضور نے مجھے نقد پیسے عنایت فرمائے''۔

احمد بن محمد صوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تین مہینوں تک جنگلوں جنگلوں گھوما یہاں تک کہ میرے بدن کا چمڑہ پھٹ گیا۔ میں مدینہ منورہ میں آیا اور مزار اقدس پر حاضر ہوکر رسول اللہﷺ اور دونوں صاحبان ابوبکر صدیق اور عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سلام بھیجا۔اس کے بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضورﷺ مجھ سے فرماتے ہیں۔''اے احمد! تو آیا کیا حال ہے تیرا؟ میں نے عرض کیا:''انا جائع فی ضیافتک یارسول اللہ ﷺ ''اے اللہ کے رسولﷺ میں آپ کی ضیافت میں بھوکا ہوں''۔ حضورﷺ نے فرمایا!''اپنا ہاتھ کھول'' میں نے ہاتھ کھولا۔آپ نے چند درہم میرے

Marfat.com

ہاتھ میں رکھ دیے۔ میں بیدار ہوا تو درہم میرے ہاتھ میں تھے۔ میں نے بازار میں جا کر فطیرہ اور فالودہ خرید کر کھایا اور پھر جنگل کو چلا گیا۔ (ص ۹۹، جذب القلوب)

دلیل نمبر ۸۶:

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

"اور جو جاہل کہ بدعت اور گمراہی میں پڑ جاتا ہے اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسی کہ اُسے رسول اللہ ﷺ نے کتنا ہی سمجھایا مگر وہ اپنی جہالت سے باز نہ آیا، اور یاد رہے کہ جو شخص انبیاءِ کرام علیہم السلام کو مردہ جانے اس پر ایمان سلب ہو جانے کا خوف ہے الخ"۔ (کتاب عین الفقر از سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ص ۱۰۲ بحوالہ تسکین الصدور ص ۲۹۴)

دلیل نمبر ۸۷:

غیر مقلد مولوی فضل الرحمٰن ہری پوری لکھتے ہیں کہ۔

"کُل پیغمبروں کے جسم صحیح وسالم ہیں اور قبر شریف میں زندہ ہیں اور جو کوئی قبر کے پاس دُرود بھیجے یا سلام کرے تو آپ خود سُن لیتے ہیں اگر دُور سے دُرود بھیجے تو فرشتے آپ تک پہنچا دیتے ہیں۔ اہلِ حدیث کا یہی اعتقاد ہے۔

(رسالہ دُرود شریف ص ۱۶)

دلیل نمبر ۸۸:

مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ۔

"محققین کی جماعت کا یہی مسلک ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنے مرقد میں زندہ ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ امت کی اطاعت کی خبر پا کر خوش ہوتے ہیں"۔

(اسلام کی چودھویں کتاب ص ۳۵)

Marfat.com

دلیل نمبر ۸۹:

عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی لکھتے ہیں کہ۔

والذی نعتقد أن رتبة نبینا ﷺ علی مراتب المخلوقین علی الإطلاق وانه حی فی قبره حیوة مستقرة ابلغ من حیات الشهداء المنصوص علیها فی التنزیل إذ هو افضل منهم بلا ریب وانه یسمع من یسلم علیه۔

(بحوالہ اتحاف النبلاء ص ۴۱۵ طبع کانپور)

جس چیز کا ہم اعتقاد کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا درجہ مطلقاً ساری مخلوق سے بڑھ کر ہے اور آپ اپنی قبر مبارک میں حیات دائمی سے متصف ہیں، جو شہداء کی حیات سے اعلیٰ وارفع ہے۔ جس کا ثبوت قرآنِ کریم سے ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ بلا شبہ شہداء سے افضل ہیں اور جو شخص آپ ﷺ پر سلام کہتا ہے آپ ﷺ سنتے ہیں۔

دلیل نمبر ۹۰:

نواب قطب الدین دہلوی لکھتے ہیں کہ۔

"زندہ ہیں انبیاءِ کرام علیہم السلام قبروں میں۔ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے، کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ حیات ان کو وہاں حقیقی جسمانی دنیا کی سی ہے"۔

(مظاہر حق ج ۱ ص ۴۴۵)

دلیل نمبر ۹۱:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

Marfat.com

''حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را دروے خلافے نیست''۔

(اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۶۱۳)

حیاتِ انبیاء متفق علیہ ہے کسی کا اس میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

دلیل نمبر ۹۲:

علماءِ دیوبند کے نزدیک حیات النبی ﷺ۔

عندنا وعند مشائخنا حياة حضرة الرسالة ﷺ حي في قبره الشريف وحيٰوته ﷺ دنيوية من غير نكليف وهي مختصة به ﷺ وبجميع الأنبياء صلوات الله عليهم اجمعين والشهداء لا برزخية كما هي حاصلة لسائر المؤمنين بل لجميع الناس كما نص عليه العلامة السيوطي في رسالته انباه الاذكياء بحيٰوة الأنبياء حيث قال قال الشيخ تقي الدين السبكي حيٰوة الأنبياء والشهداء في القبر كحياتهم في الدنيا ويشهد له صلوٰة موسىٰ عليه السلام في قبره فإن الصلوة تستدعي جسدا حيا إلى آخر ماقال فثبت بهٰذا أن حيٰوته دنيوية برزخية لكونها في عالم البرزخ ولشيخنا شمس الإسلام والدين محمد قاسم العلوم على المستفيدين قدس الله سره العزيز في هٰذا المبحث رسالة مستقلة دقيقة المأخذ بديعة المسلك لم يُر مثلها قد طبعت وشاعت في الناس و اسمها آب حيات أي ماء الحيات الخ۔

(المهند على المفند ص ۱۳، ۱۴، عقائد علماء ديوبند وحسام الحرمين ص ۲۲۱، فتاوی مظاهر العلوم المعروف فتاوی خليليه ج ۱ ص ۴۱۱)

Marfat.com

ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت محمد ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں، اور آپ ﷺ کی حیات دنیا کی سی ہے، بلا مکلف ہونے کے، اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ، برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو، چنانچہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالے ''انباء الاذکیاء بحیٰوۃ الانبیاء'' میں بتصریح لکھا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کی اور شہداءِ کرام کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔۔۔ الخ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کی حیات دنیوی ہے اور اس معنی کو برزخی بھی کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے، نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے اس کا نام ''آبِ حیات'' ہے۔

دلیل نمبر ۹۴:

شیخ الحدیث مولوی عبدالحق ودیگر مفتیانِ کرام جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تحریر کرتے ہیں کہ۔

'' حضور انور ﷺ ودیگر تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام کے بارے میں تمام اہلسنت وجماعت اور جملہ اکابرین دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات موعود کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور انکے ابدان مقدسہ بعینہ محفوظ و مامون ہیں اور جسدِ عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے جو حیاتِ دنیوی کے

Marfat.com

مماثل ہے۔فرق صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے مکلف نہیں ہیں۔لیکن فطری تقاضے کی بناء پر مشغول بالعبادت ہیں اور حضور اکرم ﷺ کے روضۂ اطہر کے قریب جو دُرود وسلام پڑھا جائے اس کو آپ ﷺ بلا واسطہ سنتے ہیں۔ اور یہ تمام محدثین، متکلمین اہلسنت وجماعت کا متفق علیہا عقیدہ ہے۔اکابر علماء دیوبند کے مختلف رسائل میں اس کی تصریح موجود ہے۔(فتاویٰ حقانیہ ج۱ص۱۵۸)

دلیل نمبر۹۴:

قاضی شوکانی تحریر کرتے ہیں کہ۔

ورد النص فی کتاب الله فی حق الشهداء أنهم أحياء يرزقون وأن الحياة فيهم متعلقة بالجسد فكيف بالأنبياء والمرسلين۔

(نیل الاوطار ج۳ص۲۱۲،بحوالۂ فتاوی حقانیه ج۱ص۱۵۸)

دلیل نمبر۹۵:

واسئل من ارسلنا من قبلک الخ۔

اس آیت کریمہ سے حیات الانبیاء پر استدلال کرتے ہوئے علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

"یستدل به علی حیاة الانبیاء"۔(مشکلات القرآن ص۲۳۴، دُرمنثور ج۶ ص۱۶، روح المعانی ج۲ص۲۵،جمل ج۴ص۸۸، شیخ زادہ ج۳ص۲۹۸، خفاجی ج۴ص۴۴۴، بحوالہ آپ کے مسائل اوران کا حل ج۱ص۴۶۵)

دلیل نمبر۹۶:

مفتی صوبۂ سرحد، قاطع النجدیت، شائستہ گل القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

Marfat.com

وكرامات الاولياء لا تنقطع بعد موتهم اما الانبياء عليهم السلام فلأنهم أحياء في قبورهم يصلون ويحجون كما وردت به الأخبار فتكون الاغاثة معجزة لهم والشهداء ايضا أحياء في قبورهم شوهدو انهارا جهارا يقاتلون الكفار۔

(المقاصد السنیہ ص۱۲۷)

ترجمہ:

دلیل نمبر ۹۷:

امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ افغانی قندھاری ثم بریلوی فرماتے ہیں کہ۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ   میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

(حدائقِ بخشش)

دلیل نمبر ۹۸:

مفتی عبدالعلیم القادری الرضوی لکھتے ہیں کہ۔

یاحبیبی أنت حی فی المزار   ہے عقیدہ دل نے پایا ہے قرار

حیاۃ النبی کا ہے عقیدہ، مصطفیٰ ﷺ کا یہ فرمان ہے

نبی اللہ حیّ لایموت   مجتبیٰ ﷺ کا ہی اعلان ہے

(المقاصد السنیہ ص۱۲۶)

دلیل نمبر ۹۹:

مته باباجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

''میرے عزیز سُنی مسلمان بھائیو! دونوں احادیث مبارکہ کے الفاظ پر غور کرو

Marfat.com

(عزضت)(معروضة علیّ)(انّ اللہ حرّم)(فنبیّ اللہ حیّ)(یرزق)(بعد الموت) کی تردید (ارمت) کی تردید۔ یہ تمام صیغے وجملے اس بات کی دلیل ہیں کہ حضور پُر نور ﷺ قبرِ اطہر میں زندہ ہیں۔ (المقاصد السنیہ ص۱۳۳)

دلیل نمبر ۱۰۰:

صاحبِ زادالمسیر لکھتے ہیں کہ۔

انہ لما اسری بہ جمع الانبیاء فصلی بھم، ثم قال لہ جبریل سل من ارسلنا من قبلک، الآیۃ، فقال! لا اسأل، قد اکتفیت، رواہ عطاء عن ابن عباس وھذا قول سعید بن جبیر والزھری وابن زید، قالوا! جمع لہ الرسل لیلۃ اسری بہ فلقیھم وامر ان یسألھم فما شک ولا سأل۔

(زاد المسیر فی علم التفسیر ج ۷ ص ۳۱۹)

جب آنحضرت ﷺ کو معراج پر پہنچایا گیا تو آپ ﷺ کیلئے تمام انبیاء کو جمع کیا گیا، آپ ﷺ نے نماز میں ان سب کی امامت فرمائی، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں عرض کیا! آپ ان سب پیغمبروں سے پوچھئے جن کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے الخ۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا! مجھے سوال کی ضرورت نہیں، میں نے اس پر اکتفاء کیا (جو مجھے بتلایا گیا)۔۔۔۔ حضرت سعید بن جبیر، زہری اور ابن زید فرماتے ہیں کہ معراج کی رات آپ ﷺ کے لئے تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام کو جمع کیا گیا، اس موقع پر آپ ﷺ کی ان سے ملاقات ہوئی اور آپ کو حکم ہوا کہ آپ ﷺ ان سے پوچھئے، پس آپ ﷺ کو نہ تو شک تھا اور نہ آپ ﷺ نے پوچھا۔

Marfat.com

دلیل نمبر ۱۰۱:

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

قال عطاء عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ لما اسری بہ ﷺ إلی المسجد الاقصی بعث اللہ لہ آدم وجمع المرسلین من ولدہ فأذن جبریل ثم اقام فقال! یا محمد! تقدم فصل بھم، فلما فرغ رسول اللہ ﷺ من الصلاۃ فقال لہ جبرئیل علیہ السلام! واسأل یا محمد من ارسلنا من قبلک من رسلنا، الآیۃ، فقال ﷺ لا اسأل لأنی لست شاکًا فیہ (تفسیر کبیر ج ۲۷ ص ۲۱۶)

حضرت عطاء، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ کو معراج پر لے جایا گیا، اور جب آپ ﷺ مسجد اقصیٰ میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام جو ان کی اولاد میں سے تھے سب کو جمع کیا، پس جبرئیل علیہ السلام نے اذان اور اقامت کہی اور عرض کیا! اے محمد ﷺ آگے بڑھئے اور ان کو نماز پڑھایئے، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا! اے محمد ﷺ اور پوچھئے ان سے جن کو ہم نے آپ ﷺ سے پہلے رسول بنا کر بھیجا ہے، پس آپ ﷺ نے فرمایا! میں ان سے کچھ نہیں پوچھتا کہ مجھے اس میں کوئی شک نہیں۔

دلیل نمبر ۱۰۲:

تفسیر قرطبی میں ہے کہ۔

لمّا اسری برسول اللہ ﷺ من المسجد الحرام إلی المسجد

Marfat.com

الاقصٰی. وهو مسجد بیت المقدس. بعث الله له آدم ومن وُلد من المرسلین، وجبریل مع النبی ﷺ، فاذن جبریل علیه السلام ثم اقام الصلاة، ثم قال! یا محمد ﷺ تقدم فصل بهم، فلمّا فرغ رسول الله ﷺ قال له جبریل علیه السلام! سل یا محمد ﷺ من ارسلنا من قبلک من رسلنا اجعلنا من دون الرحمٰن الهة یعبدون. فقال رسول الله ﷺ، لا اسأل قد اکتفیت. قال ابن عباس رضی الله تعالی عنه! وکانوا سبعین نبیًا منهم ابراهیم وموسٰی وعیسٰی علیهم السلام، فلم یسألهم لأنه کان أعلم بالله منهم، فی غیر روایة ابن عباس. فصلوا خلف رسول الله ﷺ سبعة صفوف، المرسلون ثلاثة صفوف والنبیّون أربعة، وکان یلی ظهر رسول الله ﷺ ابراهیم خلیل الله، وعلی یمینه اسماعیل وعلی یساره اسحاق ثم موسٰی، ثم سائر المرسلین، فأمهم رکعتین، فلمّا انفتل قام فقال! "ان ربی أوحی إلیّ أن أسألکم هل أرسل أحد منکم یدعو إلی عبادة غیر الله؟" فقالوا! یا محمد! انا نشهد انا أرسلنا أجمعین بدعوة واحدة أن لا إلٰه إلا الله وأن مایعبدون من دونه باطل، وانک خاتم النبیین وسید المرسلین، قد استبان ذٰلک لنا بامامتک ایانا، وأن لانبیّ بعدک إلی یوم القیامة إلا عیسٰی بن مریم فإنه مأمور أن یتبع أثرک۔ (تفسیر قرطبی)

جب آنحضرت ﷺ کو مسجد حرام سے مسجد اقصٰی پر لے جایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اور جو ان کی اولاد میں سے انبیاء تھے سب کو

Marfat.com

اکٹھا فرمایا، جبرئیل علیہ السلام بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے، پس جبرئیل علیہ السلام نے اذان واقامت کہی اور عرض کیا اے محمد ﷺ آگے بڑھئے اور ان کو نماز پڑھایئے جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی! آپ سوال کیجئے ان رسولوں سے جو آپ ﷺ سے پہلے بھیجے گئے تھے کہ کیا ہم نے اللہ کے علاوہ کوئی معبود بنائے تھے کہ جن کی پوجا کی جاتی تھی؟ پس آپ ﷺ نے فرمایا! مجھے سوال کی ضرورت نہیں کہ میں نے اس پر کفایت کی (جو مجھے بتایا گیا)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہاں ستر نبی تھے، جن میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام بھی تھے، پس آپ ﷺ نے ان سے کوئی سوال نہیں کیا، اس لیے کہ آپ ﷺ ان سب سے زیادہ اللہ کی جانب سے علم رکھتے تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے علاوہ دوسری روایت میں ہے کہ، پس آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی سات صفیں تھیں، جن میں سے تین صفیں رسولوں کی اور چار انبیاء کی تھیں، آپ ﷺ کے پیچھے متصل حضرت ابراہیم علیہ السلام، دائیں جانب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام، بائیں جانب حضرت اسحاق علیہ السلام، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پھر تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو دو رکعتیں نماز پڑھائی، جب آپ ﷺ نماز پڑھا کر فارغ ہوئے تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ! بے شک میرے رب نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ میں آپ سے سوال کروں کہ کیا تم میں سے کوئی ایک ایسا رسول بھیجا گیا تھا جو لوگوں کو غیر اللہ کی عبادت کی طرف بلاتا ہو؟ ان سب نے کہا! اے محمد ﷺ! بے شک ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم بھیجے گئے ایک (اللہ) کی طرف دعوت کے لیے اور یہ کہ نہیں کوئی معبود سوا اللہ تعالیٰ کے، اور یہ کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی

Marfat.com

عبادت کرتے ہیں وہ سب باطل ہے۔ اور بے شک آپ ﷺ خاتم النبیین اور تمام رسولوں کے سردار ہیں، اور یہ بات اس سے واضح ہوگئی ہے کہ آپ ﷺ نے ہماری امامت فرمائی ہے اور یہ کہ آپ ﷺ کے علاوہ قیامت تک کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا، سوائے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے کہ بے شک وہ اس پر مامور ہیں کہ وہ آپ ﷺ کی اتباع کریں۔

دلیل نمبر ۱۰۳:

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

وأراد بذلك لقائه ﷺ إياه ليلة الاسراء كما ذكر في الصحيحين وغيرهما، وروى نحو ذلك عن قتادہ وجماعة من السلف، وكان المراد من قوله تعالىٰ! فلاتكن في مرية من لقائه على هذا وعده تعالى نبيه ﷺ بلقائه موسىٰ عليه السلام وتكون الآية نازلة قبل الاسراء۔ (روح المعانی ج۲۱ ص۱۳۸)

اس سے مراد یہ ہے کہ معراج کی رات آنحضرت ﷺ کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تھی، جیسا کہ صحیحین وغیرہ میں ہے، اور اسی طرح کی ایک اور روایت حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سلف کی ایک جماعت سے بھی منقول ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد سو آپ اس کے ملنے میں شک نہ کیجئے، کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کا وعدہ فرمایا، اس اعتبار سے یہ آیت واقعۂ معراج سے پہلے نازل ہوئی ہے۔

دلیل نمبر ۱۰۴:

تفسیر زاد المسیر میں ہے کہ۔

Marfat.com

والثانی من لقائه موسٰی لیلة الاسراء قاله ابو العالیه ومجاهد وقتاده وابن السائب۔ (زاد المسیر ج٦ ص٤٣)

دوسری بات یہ ہے کہ آپ ﷺ کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات معراج کی رات ہوئی تھی۔

دلیل نمبر ۱۰۵:

تفسیر بحر محیط میں ہے کہ۔

ای من لقائک موسٰی ای فی لیلة الاسراء، ای شاهدته حقیقة وهو النبی الذی اوتی التوراة وقد وصفه الرسول فقال طوال جعدٍ کأنه من رجال شنوة حین راٰه لیلة الاسراء الخ۔

(تفسیر بحر محیط ج ۷ ص ۲۰۵)

یعنی آپ ﷺ معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات میں شک نہ کیجئے، یعنی آپ ﷺ نے واقعتاً ان کو دیکھا ہے، اور وہ وہی نبی تھے جن کو تورات دی گئی تھی اور تحقیق آپ ﷺ نے ان کا حلیہ بیان کیا اور فرمایا وہ لمبے قد کے گھنگریالے بالوں والے تھے جیسے قبیلۂ شنوۃ کے آدمی ہوتے ہیں۔

دلیل نمبر ۱۰٦:

تفسیر جلالین میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

فانعم الله تعالی علی النبی ﷺ بالاسراء المشتمل علی اجتماعه بالانبیاء۔(ای بارواحهم واجسادهم معًا علی الصحیح کما قال شیخنا)۔(جلالین وجمل ج ۲ ص ۶۱۰ اسرٰی)

ہمارے شیخ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو معراج کی رات

Marfat.com

لامکاں پر بلاکر بے پناہ انعامات فرمائے انہی میں سے جمیع انبیاءِ کرام علیہم السلام سے ملاقات بھی شامل ہے اور تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام بوقتِ ملاقات اپنے اجسام اور ارواح کے ساتھ حاضر تھے۔

دلیل نمبر ۱۰۷:

صاحبِ تفسیرِ صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

ولقد اتینا موسیٰ الکتاب فلاتکن فی مریۃ من لقائہ (وقد التقیا لیلۃ الاسراء) جلالین، السجدہ. ای فی الارض عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ وفی السماء السادسۃ. کما ورد بہ الحدیث۔ (تفسیرِ صاوی ج۲ص۶۶)

تحقیق ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی سو (اللہ تعالیٰ کی جانب سے موسیٰ علیہ السلام کو جو کتاب تورات عطا کی گئی) اس میں شک نہ کر (دونوں حضور پُرنور ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام کی) معراج کی رات ملاقات ہوئی۔ حضور پُرنور ﷺ فرماتے ہیں معراج کی رات جب میرا گزر کثیب احمر (لال ٹیلہ) کے پاس سے ہوا تو میں نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں کھڑے ہوکر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا (اور جب حضور پُرنور ﷺ بیت المقدس پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بمع جمیع انبیاءِ کرام علیہم السلام کے بیت المقدس میں استقبال کیلئے حاضر ہیں) (اور جب حضور پُرنور ﷺ چھٹے آسمان پر پہنچے) تو وہاں پر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی) جس طرح کہ احادیث میں وارد ہے۔

دلیل نمبر ۱۰۸:

صاحبِ تفسیرِ خازن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

عن انس رضی اللہ تعالی عنہ قال! قال رسول اللہ ﷺ لما اسری بی رأیت موسیٰ علیہ السلام یصلی فی قبرہ فی کثیب الاحمر۔

(خازن ج ۵ سجدہ ۱۸۸، معالم ج ۵ ص ۱۸۸، صاوی ج ۲ ص ۲۶۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پُر نور ﷺ نے فرمایا جب مجھے (معراج کیلئے لے جایا گیا) (بیت المقدس جاتے ہوئے) میں نے کثیب احمر (لال ٹیلہ) میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

دلیل نمبر ۱۰۹:

صاحبِ تفسیرِ جمل فرماتے ہیں کہ۔

کیفیة الانبیاء الآتی ذکرھم فی السمٰوٰت السبع فاجتمع بھم کذٰلک فی جملة الانبیاء فی بیت المقدس فسبعة ھٰؤلآء المذکورین إلی السمٰوٰت صعدوا فوجدھم فیھا لحکم ومصالح. (تفسیر جمل ج ۲ ص ۶۱۱ ..... قال جبرئیل علیه السلام ھٰذا ابوک آدم فسلم علیه فسلمت علیه فرد السلام وقال مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح۔

(بخاری. باب المعراج. ۵۹)

ان انبیاءِ کرام علیہم السلام کا ذکر (جن کا ذکر میں اپنی تفسیر میں) آگے چل کر کرنے والا ہوں جنکے ساتھ حضور پُر نور ﷺ کی ساتوں آسمانوں پر ملاقاتیں ہوئیں (حالانکہ) یہ انبیاءِ کرام علیہم السلام بیت المقدس میں دیگر

Marfat.com

انبیاءِ کرام علیہم السلام کے ساتھ موجود تھے پھر ان انبیاءِ کرام کا ساتوں آسمانوں پر حضور ﷺ سے پہلے پہنچ جانا اللہ جل جلالہ کی حکمت و مصلحت (سے خالی نہیں) ہے (حضور پُر نور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں پہلے آسمان پر پہنچا) تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہیں جو آپ کے جدِ امجد (والد) ہیں انہیں سلام فرمائیں سو میں نے سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا نیز یہ بھی کہا۔ خوش آمدید۔ ایسے عظیم المرتبت، غیب جاننے والے، صالح فرزند کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

دلیل نمبر ۱۱۰:

علامہ مفتی امجد علی صاحب لکھتے ہیں کہ۔

قرآن مجید میں شہداء کو مردہ کہنے سے منع فرمایا ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات '' پھر انبیاء تو انبیاء ہیں (علیہم السلام) حدیث میں ہے! ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی الله حی یرزق ۔(فتاوی امجدیہ ج۴ ص ۳۱۹)

دلیل نمبر ۱۱۱:

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''فیوض الحرمین '' میں لکھتے ہیں کہ۔

لم یزل ﷺ ولا یزال متوجهًا إلى الخلق مقبلًا إليهم بوجهه ۔

(فیوض الحرمین ص ۳۰) بحوالہ

(حیات الانبیاء والشهداء والموتی)

سرکار دو عالم ﷺ ہمیشہ مخلوق کی جانب چہرہ مبارکہ فرماتے رہیں گے۔ لہٰذا

Marfat.com

آپ ﷺ حیاتِ جسمانیہ کے ساتھ زندہ رہنے کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ
آپ ﷺ رحمۃ للعلمین ہیں۔

افلت شموس الاولین وشمسنا　　ابداعلی افق العُلی لاتغرب

دلیل نمبر۱۱۲:

امام بارزی کا فتوی۔

امام بارزی سے سوال کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ وصال کے بعد زندہ ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ حضور ﷺ زندہ ہیں جیسا کہ استاذ العلماء ابومنصور البغدادی فقیہ اُصولی شافعیوں کے شیخ نے ''مسائل انجاز مبین'' میں فرمایا کہ علماء متکلمین محققین اہلِ سنت کا ارشاد ہے کہ ہمارے نبی ﷺ وصال کے بعد زندہ ہیں اور اپنی اُمت کی نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں اور گنہگاروں کے گناہ سے رنجیدہ ہوتے ہیں اور یہ کہ حضور ﷺ کے دربار میں تمام سرکاری غلاموں کا دُرود پیش ہوتا ہے۔

''وقال ان الانبیاء لایبلون ولاتاکل الارض منهم شیاء''۔
اور یہ بھی فرمایا کہ انبیاء بوسیدہ نہیں ہوتے اور ان حضرات کے پاک جسموں کا کوئی حصہ زمین نہیں کھا نہیں سکتی۔

(انبـاء الاذکیـاء لـلسیوطی ص ۹) بحوالہ (حیـات الانبیـاء والشہداء والموتٰی)

دلیل نمبر۱۱۳:

مولوی سید حسین احمد مدنی دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

'' آپ کی حیات نہ صرف رُوحانی ہے جو کہ عام شہداء کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی اور از قبیل حیاتِ دنیوی بلکہ بہت وجوہ سے اس سے قوی تر''۔

(مکتوباتِ شیخ الاسلام مکتوب نمبر۴۴، ج۱ص۱۲۰)

Marfat.com

دلیل نمبر ۱۱۴:

اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ۔

''وہ (وہابی) وفاتِ ظاہری کے بعد انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات جسمانی اور بقائے علاقہ بین الروح والجسد کے منکر ہیں اور یہ (علماء دیوبند) حضرات صرف اس کے قائل ہی نہیں بلکہ مثبت بھی ہیں اور بڑے زور وشور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل اس بارے میں تصنیف فرما کر شائع کر چکے ہیں''۔ (نقشِ حیات ج ا ص ۱۲۰)

دلیل نمبر ۱۱۵:

شیخ الاسلام علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

من انكر الحيٰوة فى القبر وهم المعتزلة ومن نحا نحوهم واجاب اهل السنة عن ذلك۔

(عمدة القارى شرح بخارى ج ۸ ص ۱۰۶)

جن لوگوں نے آنحضرت ﷺ کی قبر کی زندگی کا انکار کیا ہے وہ معتزلہ اور ان کے ہم عقیدہ ہیں، اہلِ سنت نے ان کے دلائل کے جوابات دیئے ہیں۔ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اسی کو اختیار فرمایا ہے کہ منکرینِ حیات، اہلِ سنت میں سے نہیں ہیں۔

''قد تمسک به من انكر الحيٰوة فى القبر واجيب عن اهل السنة.... ان حيٰوته ﷺ فى القبر لايعقبها موت بل يستمر حيًا''۔ (فتح البارى ج ۷ ص ۲۲)

منکرینِ حیات فی القبر اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور اہلِ سنت

Marfat.com

کی طرف سے ان کا جواب دیا جاتا ہے کہ حضور ﷺ کی قبر کی زندگی ایسی ہے کہ دوبارہ اس پر موت نہیں اور آپ ﷺ اب دائمی طور پر زندہ ہیں۔

دلیل نمبر ١١٦:

تفسیر قرطبی میں ہے کہ۔

عن علی رضی الله تعالی عنه قال قدم علینا اعرابی بعد مادفنا رسول الله ﷺ بثلاثة ایام، فرمی بنفسه علی قبر رسول الله ﷺ وحثا علی رأسه من ترابه، فقال! قلت یا رسول ﷺ فسمعنا قولک ووعیت عن الله فوعینا عنک وکان فیما انزل الله علیک "ولو انهم إذ ظلموا انفسهم" الآیة. وقد ظلمت نفسی وجئتک تستغفرلی، فنودی من القبر انه قد غفر لک۔

(تفسیر قرطبی ج ۵ ص ۲۶۵،۲۶۶)

یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دفن کے تین روز بعد ایک بدوی نے روضۂ رسول ﷺ پر حاضر ہو کر اس آیتِ کریمہ کے حوالے سے مغفرت طلب کی، روایت ہے کہ مرقد اطہر سے صدا آئی! "انه قد غفر لک"

(تفسیر معارف القرآن ج ۲ ص ۴۵۸،۴۵۹، تسکین الصدور ۳۶۷)

دلیل نمبر ١١٧:

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "التنویر" میں فرماتے ہیں کہ۔

ان النبیّ ﷺ حیٌّ بجسده وروحه وانه یتصرّف و یسیر فی

Marfat.com

اقطار الارض وفی الملکوت وھیئۃ التی کان قبل وفاتہ ولم یبدل منہ شیٔ وأذن لھم ای الانبیاء فی الخروج من قبورھم والتصرف فی الملکوت العلویّ والسفلیّ وان حیات النبی ﷺ فی قبرہ وحیات سائر الانبیاء معلومۃ عندنا علمًا قطعیًا لما قام عندنا من الادلۃ القطُ حجۃ فی ذلک وتواترت بہ الاخبار منھا قال رسول اللہ ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون ومنھا قال رسول اللہ ﷺ حرم اللہ علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء۔ (التنویر للسیوطی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ)

بے شک نبی کریم ﷺ جسم اور روح کے تعلق کے ساتھ حیات ہیں اور جس طرح کہ حضور ﷺ کو وفات سے پہلے اطراف زمین اور ملکوت میں چلنے پھرنے کی قدرت حاصل تھی، اسی طرح اب بھی زمین میں چلتے پھرتے ہیں اور اطرافِ زمین اور عالم ملکوت میں تصرّف فرماتے ہیں۔ ان امور میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ اللہ تعالٰی نے انبیاءِ کرام علیہم السلام کو اجازت دے رکھی ہے کہ قبروں سے نکل کر سیر فرمائیں اور ملکوتِ علوی اور سفلی میں تصرّف فرمائیں اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ نبی اکرم ﷺ اپنے روضۂ اطہر میں حیات ہیں۔ اسی طرح سارے انبیاءِ کرام حیات ہیں۔ یہ بات ہمارے نزدیک علم قطعی سے ثابت ہے اس لیے کہ اس کے ثبوت میں قطعی دلائل اور حجتیں موجود ہیں اور متواتر حدیثیں وارد ہیں۔ ان میں سے یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں۔ قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالٰی نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ اجسادِ انبیاء علیہم السلام کو کھائے۔

Marfat.com

دلیل نمبر ۱۱۸:

شیخ الاسلام مولوی سید احمد شاہ شاگردِ خاص مولانا غور غشتوی بابا فرماتے ہیں کہ:

انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں اور چلتے پھرتے ہیں۔

پھر اس کے بعد لکھتے ہیں:

ولا مانع من ان یراہ کثیرون فی وقت واحد کأنہ کالشمس۔

(تنویر الایمان فی اتباع مذہب النعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ص ۵۱)

دلیل نمبر ۱۱۹:

فتاویٰ فیضِ نقشبندیہ میں لکھا ہے کہ۔

''حیاتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام اجماع سے ثابت ہے اور اجماع کی مخالفت کفر ہے''۔(ص ۶۵)

اس سے معلوم ہوا کہ جو حیاتِ انبیاء کا منکر ہو وہ کافر ہے اور اسلام کے دائرے سے باہر ہے۔(واللہ ورسولہ اعلم)

تاریخ: 21/12/2006 دن: جمعرات

المجیب: فقیر سید احمد علی شاہ سیفی مہتمم جامعہ امام ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ فقیر کالونی کراچی

Marfat.com

کلام الموتیٰ

(مُردے بولتے ہیں)

Marfat.com

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام اس مسئلے میں کہ کیا مردہ زندوں سے کلام کرسکتا ہے یانہیں اور زندہ مردوں کی بات سُن سکتا ہے یانہیں اور مردہ قبر میں تلاوتِ قرآن پاک کرسکتا ہے یانہیں۔

المستفتی: مولانا محمد فیصل سیفی (فاضل جامعہ علیمیہ اسلامیہ)

الجواب ومنه الصدق والصواب:

مُردہ زندوں سے کلام کرسکتا ہے اور زندہ مُردوں کی بات سُن سکتا ہے اور مُردہ قبر میں تلاوتِ قرآنِ پاک کرسکتا ہے۔ اور قبر پر آنے والے اپنے زائرین کو بھی پہچانتا ہے۔

مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

> ''اللہ کی مشیت پر موقوف ہے، اللہ کی مشیت سے جس طرح مردے زندہ لوگوں کی بات سن سکتے ہیں اسی طرح اللہ کی مشیت سے مُردوں کی بات زندہ بھی سُن سکتے ہیں اور یہ سننا زیادہ تر خواب (نیند) میں ہوتا ہے اور گاہے بیداری کی حالت میں بھی ہو جاتا ہے اور دونوں قسم کے صحیح واقعات مستند کتابوں میں ملتے ہیں''۔

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ جلیل القدر انصاری صحابی ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلاف میں ان کا وصال ہوا۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ جب ان کا جنازہ تیار کر کے رکھ دیا گیا اور نماز کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتظار ہونے لگا تو میں نے ارادہ کیا کہ انتظار کے

اس وقفے میں دو رکعت نماز ہی پڑھ لوں، چنانچہ میں نے ایک طرف کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کر دی دوسرے لوگ آپس میں باتیں کر رہے تھے اتنے میں جنازے سے آواز آئی! ''السلام علیکم انصتوا انصتوا'' (یعنی خاموش ہو کر بات سنو) اس کے بعد مرحوم حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک طویل کلام فرمایا جس میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق اور حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بارے میں شہادت دی اور ان کے کچھ اوصاف بیان فرمائے اور اخیر میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ایک پیشین گوئی فرمائی جو بعد میں بالکل حق ثابت ہوئی۔

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ''بعد الموت تکلم'' کرنے کا واقعہ اور ان کا وہ پورا کلام قریب قریب ان سب کتابوں میں مروی ہے جو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے احوال میں لکھی گئی ہیں اور آئمہ حدیث و روایت نے اس کو قبول کیا ہے۔ امام بخاری تک نے اس کو ذکر کیا ہے۔ ''کما فی الاصابة'' بحوالہ تذکرہ شاہ عبدالرحیم و شاہ ابو الرضا دہلوی مرتبہ: نسیم احمد فریدی امروہوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مع ضمیمہ ''اہلِ قبور کی زندوں سے ہم کلامی'' (از مولانا محمد منظور نعمانی ص ۱۷۱،۱۷۲) تہذیب، عمدۃ الاخبار، اکفار الملحدین: بحوالہ: ملفوظاتِ محدث کشمیری مرتب: سید احمد رضا بجنوری مؤلف انوار الباری ص ۱۲۸ بحوالہ فتاوی رحیمیہ: ص ۲۰۳۔

مرتبہ: مفتی صالح محمد صاحب رفیق دار الافتاء جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن۔

شیخ الحدیث مولوی محمد زکریا دیوبندی ''فضائلِ صدقات میں روض الریاحین کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ۔

ایک کفن چور تھا وہ قبریں کھود کر کفن چرایا کرتا تھا اس نے ایک قبر کھودی تو اس میں ایک شخص اونچے تخت پر بیٹھے ہوئے قرآن پاک ان کے سامنے رکھا ہوا، وہ قرآن

Marfat.com

پڑھ رہے ہیں اور ان کے تخت کے نیچے ایک نہر چل رہی ہے، اس شخص پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ بے ہوش ہو کر گر پڑا لوگوں نے اسے قبر سے نکالا تین دن بعد ہوش آیا تو لوگوں نے قصہ پوچھا تو اس نے سارا حال سنایا، بعض لوگوں نے اس قبر کے دیکھنے کی تمنا کی اس سے پوچھا کہ قبر بتادے اس نے ارادہ بھی کیا کہ ان کو لے جا کر قبر دکھاؤں رات کو خواب میں ان قبر والے بزرگ کو دیکھا کہہ رہے ہیں کہ اگر تو نے میری قبر بتائی تو ایسی آفتوں میں پھنس جائے گا کہ یاد کرے گا، اس نے عہد کیا کہ نہیں بتاؤں گا۔

(روض الریاحین، فضائل صدقات حصہ دوم ص ۴۷۵)

نیز فضائلِ صدقات میں یہ واقعہ بھی مذکور ہے کہ ''شیخ ابو یعقوب سنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک مُرید آیا اور کہنے لگا کہ میں کل ظہر کے وقت مر جاؤں گا چنانچہ دوسرے دن ظہر کے وقت مسجد حرام میں آیا طواف کیا اور تھوڑی دُور جا کر مر گیا، میں نے اس کو غسل دیا اور دفن کیا، جب میں نے اس کو قبر میں رکھا تو اس نے آنکھیں کھول دیں، میں نے کہا کہ مرنے کے بعد بھی زندگی ہے، کہنے لگا کہ میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہی رہتا ہے۔

(روض الریاحین، فضائلِ صدقات ض ۴۷۸ حصہ دوم)

فضائلِ صدقات میں ہی مذکور ہے کہ۔

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرید کو غسل دیا اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا میں نے کہا میرا انگوٹھا چھوڑ دے، مجھے معلوم ہے کہ تو مرا نہیں ہے، یہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال ہے، اس نے میرا انگوٹھا چھوڑ دیا، شیخ ابن الجلاء فرماتے ہیں کہ جب میرے والد کا انتقال ہوا اور ان کو نہلانے کیلئے تختہ پر رکھا تو وہ ہنسنے لگے نہلانے والے چھوڑ کر چل دیئے، کسی کو ہمت ان کے نہلانے کی نہ پڑتی تھی ایک اور بزرگ ان کے رفیق (دوست) آئے تو انہوں نے غسل دیا۔

Marfat.com

(روض الریاحین، فضائلِ صدقات ص ۴۷۶ حصہ دوم)

اس کے بعد شیخ الحدیث صاحب فرماتے ہیں کہ۔

غرض صاحبِ روض نے بہت سے واقعات ان مرنٹوں کے ایسے لکھے ہیں جن سے ان کے مرنے کے وقت اور مرنے کے بعد نہایت بشاش ہونا، ہنسنا مذاق کرنا، لطف اُڑانا معلوم ہوتا ہے۔ مرنے کے بعد کلام کرنے کے واقعات حافظ ابن عبدالبر نے استیعاب میں بھی ذکر کیے ہیں۔ حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ! اس میں اختلاف نہیں کہ انہوں نے مرنے کے بعد کلام کیا اور اسی طرح بعض دوسرے صحابۂ کرام سے بھی نقل کیا ہے۔

(فضائلِ صدقات ص ۴۷۶ حصہ دوم فتاوی رحیمیہ ص ۲۱۲)

مولوی اشرف علی تھانوی دیو بندی کی تصنیف ''شوقِ وطن'' میں ہے۔

عن جبیر رضی الله تعالیٰ عنه قال اما والله الذی لا اله الا هو لقد ادخلت ثابتا البنانی فی اللحد ومعی حمید الطویل فلما سوینا علیه اللبن سقطت لبنة فإذاهو فی قبره یصلی وکان یقول فی دعائه اللهم ان کنت اعطیته احدا من خلقت الصلوة فی قبره فاعطینها فما کان الله لیرد دعائه (اخرجه ابو نعیم فی الحلیة)

حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ قسم اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی کھا کر کہتے ہیں کہ میں نے ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان کی لحد میں رکھا اور میرے ساتھ حمید طویل بھی تھے۔ جب ہم نے اُن پر کچی اینٹیں چُنیں تو ایک اینٹ گر پڑی میں دیکھتا کیا ہوں کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں اور وہ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے کہ اے اللہ اگر کسی کو آپ نے قبر میں نماز پڑھنا عطا فرمایا ہے تو مجھ کو بھی عطا کیجئے۔ سو خُدا تعالیٰ نے ان کی دُعا رد نہیں فرمائی۔ (بلکہ جیسا موسیٰ علیہ السلام کو یہ دولت عطا فرمائی

Marfat.com

ہے) (اخرجہ مسلم) اس طرح ان کو عطا ہوئی۔ (شوقِ وطن ص ۲۳، ۳۹، ۴۰ مطبوعہ مکتبۂ اشرفیہ، محمد علی روڈ بمبئی بحوالۂ فتاوی رحیمیہ ص ۲۰۸)

مولانا سید نور الحسن بخاری دیوبندی ''حیات الاموات'' میں لکھتے ہیں کہ۔

حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام کی تو شان ہی نرالی اور عظیم ورفیع ہے حقیقت یہ ہے کہ غیر انبیاء کا بھی قبر میں نماز پڑھا اور قرآن پڑھنا ثابت ہے۔ چنانچہ جلیل القدر تابعی حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قبر میں نماز پڑھنا مشہور ومعروف واقعہ ہے۔ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سادات تابعین میں سے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص اصحاب میں تھے ان کا فرمان ہے! ''ہر شی کی ایک کنجی ہوتی ہے اور ثابت خیر کی کنجی ہے''۔ دنیا کے سب سے بڑے عابد مشہور تھے۔ صائم الدھر تھے دن رات میں پورا قرآن ختم کرتے تھے۔ ۱۲۳ھ میں وفات پائی۔

(تابعین۔ مطبوعہ اعظم گڑھ ص ۶۳) ان سے متعلق روایت ملاحظہ ہو۔

عن ثابت البنانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ قال اللھم ان کنت اعطیت احدا الصلوۃ فی قبرہ فاعطنی الصلوۃ فی قبری۔

(طبقات ابن سعد، مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزھد امام احمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ وابو نعیم، شرح الصدور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ مطبوعہ مصر ص ۷۸، حیات الاموات ص ۶۳)

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے انہوں نے دعا کی الٰہی! اگر تو نے کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کا شرف عطا فرمایا تو مجھے بھی قبر میں نماز پڑھنے کا شرف عطا فرما۔ ابونعیم کی روایت ہے، جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے ''واللہ الذی لا الٰہ الا لہ!'' میں حمید طویل کے ساتھ بنانی

Marfat.com

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر پر تھا ''یصلی فی قبرہ '' وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ اللہ سے یہ دعا کیا کرتے تھے اللہ نے اس کی دعا قبول کر لی۔ (شرح الصدور ص۷۸ ایضًا) ابن جریر نے ''تھذیب الآثار'' میں اور ابونعیم نے ابراہیم بن الصمہ المہلبی سے روایت کی ہے کہ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر سے گزرنے والے کہتے ہیں کہ ہم نے قبر سے قراۃ القرآن کی آواز سُنی ہے۔ (شرح الصدور ص۷۸) ابن مندہ نے بسند روایت کی ہے کہ ابوحماد الحفار جو ثقہ اور متقی تھے، نے کہا کہ میں نے ایک قبر سے جمعہ کے دن دوپہر کے وقت قرآن کی قرأت سُنی۔

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی ''شوق وطن'' میں لکھتے ہیں کہ

عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ قال ان بعض اصحاب النبی ﷺ جلس علی قبر وھو لا یحسب انہ قبر فإذا فیہ انسان یقرأ سورۃ الملک حتی ختمھا فاتی النبی ﷺ فاخبرہ فقال رسول اللہ ﷺ ھی المانعۃ وھی المنجیۃ تنجیہ من عذاب القبر.

(اخرجہ الترمذی، شوق وطن ص۲۳،۲۴،۴۰، فتاوی رحیمیہ ص ۲۰۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے کوئی صحابہ کسی قبر پر بیٹھ گئے اور (بوجہ نشان نہ ہونے کے) ان کو معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے۔ سو دیکھتے ہیں کہ اس میں ایک آدمی ہے جو سورۂ مُلک پڑھ رہا ہے یہاں تک کہ اس کو پورا ختم کیا۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو آکر خبر دی آپ ﷺ نے فرمایا یہ سورۃ عذاب سے بچانے والی اور نجات دینے والی ہے کہ مُردے کو عذابِ قبر سے نجات دیتی ہے۔

ابوالقاسم السعدی نے کتاب ''الروح'' میں لکھا ہے کہ۔

Marfat.com

هذا تصدیق من النبی ﷺ بان المیت یقرأ فی قبره فان عبدالله اخبره بذلک وصدّقه رسول الله ﷺ۔

یہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے اس بات کی تصدیق ہے کہ میت اپنی قبر میں قرآت کرتی ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کو اس کی خبر دی اور آپ ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی۔

امام کمال الدین ''کتاب العمل المقبول فی زیارة رسول ﷺ'' میں لکھتے ہیں کہ

هذا الحدیث واضح الدلالة علی ان المیت کان یقرأ فی قبره سورة الملک۔

یہ حدیث اس بات پر واضح دلالت کرتی ہے کہ میت اپنی قبر میں تلاوت کرتی ہے۔ اس روایت میں بعض اولیاء اللہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اکرام کا ثبوت ہے اور بعض اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے تھے۔ تو بعض کے ساتھ قبر میں نماز کے ساتھ اللہ کے اکرام کا ثبوت ہے۔

فاذا کان من کرامة الله لاولیائه تمکین من الطاعة والعبادة فی القبر فالانبیاء بطریق الاولی۔

مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

ان کثیرا من الاعمال قد ثبتت فی القبور کالاذان والاقامة عند الدارمی وقرأة القرآن عند الترمذی الخ۔

(فیض الباری ج ۱ ص ۱۸۳، کتاب العلم باب من اجاب الفتیا۔ مطبع مجلس علمی دابھیل)

قبروں میں بہت سے اعمال کا ثبوت ملتا ہے جیسے اذان واقامت کا ثبوت دارمی کی روایت میں اور قرآنِ پاک کی تلاوت کا ترمذی کی روایت میں۔

Marfat.com

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''اخبار الاخیار'' میں شیخ محمد ترک نارنومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ذکر میں فرماتے ہیں کہ وہاں دوشہیدوں کی قبریں ہیں ایک کو بوجہ بلند زمین بلند شہید اور دوسرے کو بوجہ نشیبِ زمین نشیب شہید کہتے ہیں۔ کہ یہ دونوں شہداء حافظ کلام اللہ تھے۔ کہتے ہیں کہ بعض بزرگوں نے ان کی قبروں سے تلاوتِ قرآن کی آواز سُنی ہے جو بطریقِ دَور پڑھتے تھے۔(فتاویٰ رحیمیہ ج ا ص ۲۰۹)

صاحبِ خزینۃ الاصفاء شیخ روزبان کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ۔

شیخ ابوطاہر جو شیخ روزبان کے اصحاب میں سے ہیں، کہتے ہیں! کہ میں اور شیخ روزبان ہر روز صبح کو قرآن کا دَور کیا کرتے تھے۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو دنیا میری نظر میں تیرہ وتاریک ہوگئی ایک دن میں نے پچھلی رات کو اُٹھ کر نماز پڑھی اور شیخ کی قبر کے سرھانے بیٹھ کر قرآن شریف پڑھنا شروع کیا مگر مجھے اپنی تنہائی اور بے کسی پر رونا آیا اسی حالت میں میں نے شیخ کی قبر سے تلاوت کی آواز سُنی اور جب تک لوگ جمع نہیں ہوئے برابر سُنتا رہا۔ یہی حال ایک عرصہ تک رہا مگر جب میں نے اس کا ذکر ایک دوست سے کر دیا تو اس روز سے آواز کا آنا موقوف ہو گیا۔

ملاعلی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

ایک شخص ہر روز بوقتِ سحر اپنے شیخ کے ساتھ دس پارے دَور کرتا تھا اس کے شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وفات پا گئے تو وہ مُرید حسبِ عادت وقتِ سحر شیخ کی قبر پر پہنچا اور پڑھنا شروع کر دیا جب اس نے دس پارے پورے پڑھ لئے تو اس قبر سے آواز آئی کہ شیخ پڑھ رہے ہیں حتیٰ کہ جب دس پارے پورے ہوئے تو شیخ خاموش ہو گئے۔ دَور کا یہ معمول جاری رہا یہاں تک کہ اس شخص نے یہ راز اپنے بعض ساتھیوں پر ظاہر کر دیا تو یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ ملاعلی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی نظیر حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے۔(مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۹ ص ۲۳۷، ۲۳۸)

امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت زید بن زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں منقول ہے کہ جب ان کا سر اقدس مصر میں دفن کیا گیا تو لوگ ان کی قبر اطہر سے تلاوتِ قرآن کی آواز سنتے تھے۔

(الکواکب الدریۃ ج ۴ ص ۳۸۴)

امام مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

حضرت احمد بن محمد الطوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر سے ہر جمعہ کی شب میں تلاوتِ قرآن کی آواز سنی جاتی تھی۔ (الکواکب الدریۃ ج ۲ ص ۳۸۴)

حضرت آمنہ بنت موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبرِ انور سے رات کے وقت تلاوتِ قرآن کی آواز آتی تھی۔ (الکواکب الدریۃ ج ۴ ص ۲۳۰)

امام شعرانی کے جد کریم حضرت علی بن شہاب الدین شعراوی کے متعلق شیخ علی العیاشی جو اہلِ قلب حضرات میں سے تھے، بیان کرتے ہیں کہ۔

ایک مرتبہ وہ امام شعراوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ کے اندر قیام پذیر ہوئے تو انہوں نے سنا کہ شیخ کی قبر سے تلاوت قرآن کی آواز آرہی ہے۔ شیخ نے سورۃ مریم سے تلاوت شروع فرمائی اور سورۃ رحمٰن پر اختتام فرمایا جب فجر طلوع ہوئی تو خاموش ہو گئے۔ (الکواکب الدریۃ ج ۴ ص ۴۵۹)

مولانا قاری ظہور احمد فیضی ''انوار العرفان فی اسماء القرآن'' میں لکھتے ہیں کہ۔

قبر کے اندر تلاوتِ قرآن کے متعلق بے شمار واقعات ہیں۔ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ تو بہت مشہور ہے متعدد کتب میں مرقوم ہے کہ آپ کی قبر شریف سے تلاوتِ قرآن کی آواز سنی جاتی تھی۔

(طبقات الکبریٰ للشعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ص ۳۶، الکواکب الدریۃ للمناوی قسم اول ج ۱ ص ۲۴۴، حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۳۶۶)

Marfat.com

یہ سعادت بھی اس امت کے خواص ؛ حاصل ہے کہ ان کی قبر پر اگر کوئی شخص تلاوتِ قرآن کرے اور اسے پڑھتے پڑھتے تشابہ لگ جائے یا غلطی ہو جائے تو وہ قبر کے اندر سے غلطی بتلاتے تھے۔ چنانچہ حضرت علی بن عمر الحمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ۔

ایک مرتبہ ان کی قبر پر ان کے فرزند حسین بن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے ہوش پائے گئے ایک شخص نے چند ساتھیوں کے ساتھ ملکر انہیں اُٹھایا اور ان کے گھر پر پہنچا دیا جب وہ ہوش میں آئے تو ان سے مدہوشی کا سبب دریافت کیا گیا انہوں نے فرمایا کہ میں اپنے ابا حضور کی قبرِ انور پر تلاوت کر رہا تھا اچانک مجھے غلطی لگی تو میں نے سُنا کہ میرے والد محترم قبر کے اندر سے مجھے لقمہ دے رہے ہیں پس میں اپنے آپ کو قابو نہ رکھ سکا یہاں تک کہ مجھ پر غشی طاری ہوگئی۔ (جامع کراماتِ اولیاء ج ۲ ص ۲۸۶،۲۹۰)

حضرت شیخ احمد بن نصر الخزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۲۳۷ھ کے حالات میں لکھا ہے کہ۔

مسئلہ خلق قرآن میں ان کی آزمائش کی گئی یہاں تک کہ وہ بادشاہ واثق کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ ابراہیم بن اسمٰعیل بن خلف کہتے ہیں کہ جب ان کی گردن تن سے جُدا ہو کر زمین پر آرہی تو میں نے لوگوں کو کہتے ہوئے سُنا کہ ان کا سر قرآن پڑھ رہا ہے۔ میں اس طرف گیا تو وہاں کچھ گھوڑوں پر اور کچھ کھڑے کھڑے ان پر پہرا دے رہے تھے جب سب آنکھیں سو گئیں تو اُن کے سر نے قرآن پڑھنا شروع کر دیا جو کچھ ان سے سُنا گیا اس میں یہ آیت بھی تھی ''الٓمّٓ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لایفتنون '' (العنکبوت) الف لام میم کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کو صرف اتنی بات پر چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ کہیں ہم ایمان لے آئے اور انہیں آزمایا نہیں جائے گا۔ اس پر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

Marfat.com

(صفة الصفوة ج۲ ص۲۳۷، البدایه والنهایه لابن کثیر ج۷ ص۳۱۶، شرح الصدور ص۲۱۰، الکواکب الدریة ص۵۴۰)

یہاں یہ واقعہ بھی کافی مناسبت رکھتا ہے کہ۔حضرت شیخ احمد بن محمد بن عبدالکریم بن عطاللہ سکندری شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۷۰۹ھ کے حالات میں ہے کہ۔

ایک مرتبہ ان کی قبر پر مشہور ترین حنفی فقیہ حضرت امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد السیواسی ثم السکندری المعروف بابن الھمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۸۶۱ھ حاضر ہوئے اور سورۃ ھود پڑھنا شروع کی، جب ان الفاظ پر پہنچے ''فمنهم شقی وسعید'' (ھود: ۱۰۵) تو قبر سے آواز آئی: ''یا کمال! لیس فینا شقی، فاوصی ان یدفن هناک'' اے کمال! ہمارے اندر کوئی شقی نہیں ہے، اس پر امام ابن الھمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وصیت فرمائی کہ انہیں وہاں دفن کیا جائے۔

(الکواب الدریة ج۳ ص۱۰)

اللہ تعالیٰ نے آپ کی وصیت پوری کرائی اور آپ کو حضرت ابن عطا اللہ سکندری کی قبر کی غربی جانب دفن کیا گیا۔ (شرح حکم ابن عطا اللہ السکندری ص۲۲)

مفتی سید عبدالرحیم دیوبندی سے سوال کیا گیا کہ بزرگانِ دین حینِ حیات یا بعد الوفات حج کیلئے یا دیگر مقامات پر جا سکتے ہیں یا نہیں؟ مفتی عبدالرحیم جواب دیتے ہیں کہ۔

اللہ تعالیٰ کے نیک اور مقرب بندے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے سفر کر سکتے ہیں، حج کے لیے بھی جا سکتے ہیں، مشیتِ الٰہی پر موقوف ہے۔ خود ان کو اختیار نہیں ہوتا اور یہ درجہ یادِ الٰہی، سنت کی پیروی اور اتباعِ شریعت کی برکت سے حاصل ہوتا ہے یہ ان کی کرامت اور حضورِ اقدس ﷺ کا معجزہ ہوگا۔ حقیقتِ السورت میں ہے کہ سورت کے

Marfat.com

ایک بزرگ شیخ محمد فاضل سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۱۷ھ میں ہوئی اور ۱۳۰۲ھ میں وفات ہوئی، جس روز آپ کی وفات ہوئی وہ عرفہ کا دن تھا آپ فرما رہے تھے کہ میں حج کے لیے جا رہا ہوں چنانچہ سورت کے کچھ باشندے حج سے فارغ ہو کر واپس لوٹے تو ان کا بیان ہے کہ ہم نے مولانا صاحب کو حج کے دوران عرفات میں دیکھا تھا۔ (حقیقت سورت فارسی ص ۹۳، فتاوی رحیمیہ ج ۱ ص ۲۱۳)

اسی طرح فتاوی رحیمیہ میں اور واقعات بھی ذکر کیے گئے ہیں۔

امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''كفاية المعتقد'' میں کہا ہے کہ۔

بعض فقہاءِ صالحین سے فقیہ الکبیر ولی الشہیر حضرت احمد بن موسیٰ بن عجیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر میں سورت نور کی قرآت کی سماعت مشہور ہے۔

(شرح الصدور ص ۸۷)

اس تحقیق سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ علماءِ اعلام، تابعین عظام کے اقوال سے غیر انبیاء کا قبر میں نماز پڑھنا ثابت ہے اور حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ارشادات بلکہ خود نبی کریم ﷺ کی تقریر و تصدیق سے ثابت ہے کہ غیر انبیاء بھی قبر میں تلاوتِ قرآن مجید کرتے ہیں۔ جب غیر انبیاء کا یہ حال ہے تو حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام کے قبر مبارکہ میں نماز پڑھنے میں کیا شک و شبہ ہو سکتا ہے۔

مولانا محمد شعیب دیوبندی فاضل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک اپنی کتاب ''معجزے اور دلیلونہ'' ص ۲۳۵ میں لکھتے ہیں کہ ''الحق'' رسالے میں ایک طالبِ علم کی شہادت کا واقعہ چھپا ہے۔ وہ واقعہ اس طرح تھا کہ ایک طالبِ علم مولوی محمد شریف جوزر مل علاقے افغانستان کا رہنے والا تھا، اس نے اپنے والد سے جہاد میں جانے کی اجازت مانگی مگر والد نے اجازت نہیں دی بالآخر والد کی اجازت کے بغیر ہی جہاد پر چلا گیا اور شاہ توری علاقہ ارگون پر پہنچ گیا اور معاون عبدالحمید کے ساتھ حرکتِ انقلاب

Marfat.com

اسلامی سے ملکر جہاد میں شریک ہو گیا۔ شدید جنگ شروع ہو گئی اور مختلف مقامات سے مسلمان امداد کے لیے امیر ارسلا خان کی قیادت میں پہنچ گئے۔ یہ طالب علم بہت بہادری سے لڑ رہا تھا کہ ایک کلاشنکوف کی گولی اس کے دل پر لگی جس سے وہ شہید ہو گیا۔ سخت سردی اور برف باری کے موسم کی وجہ سے اس کی لاش اپنے مورچہ میں دو دن تک پڑی رہی۔ تیسرے دن اس شہید کو اپنے مرکز میں لا کر وہاں دفن کر دیا۔ اس شہید طالب علم کے گاؤں کا ایک دوست زرمل پہنچا تو اس کو اس کی شہادت کی اطلاع ملی پھر اس نے شہید کے والدین کو خبر دی کہ تمہارا بیٹا شہید ہو گیا ہے۔ سات دنوں بعد اس شہید کے دوست نے مرکز میں آ کر امیر حرکت انقلاب اسلامی سے عرض کی کہ اس شہید کا بوڑھا باپ بہت اصرار کر رہا ہے کہ اس کے شہید بیٹے کو یہاں سے نکال کر اس کو دیں تا کہ وہ اسے اپنے گاؤں میں دفن کرے۔ بالآخر بہت اصرار کے بعد امیر نے اجازت دے دی کہ اسے نکال لیا جائے۔ جب اس شہید کی قبر کھودی گئی تو دیکھا کہ اس کا جسم تر و تازہ تھا اور نہایت خوبصورت تھا اور اپنا ہاتھ اُس نے اپنے دل پر رکھا ہوا تھا۔ معاون عبدالحمید کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! میں نے سات مرتبہ اس کے ہاتھ کو سیدھا کیا مگر جیسے ہی میں اس کا ہاتھ سیدھا کرتا وہ فوراً اپنا ہاتھ دل پر رکھ لیتا۔ آخر کار ہم نے اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔ پھر مجاہدین نے اس کی لاش کو اُٹھا کر اس کے گاؤں پہنچا دی۔ جب اس شہید کی لاش اپنے گاؤں پہنچی جہاں بہت سے لوگ جمع تھے تو اس کا بوڑھا باپ اس کے پاس کھڑا اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا پھر اچانک اس کے باپ نے چیختے ہوئے اپنے بیٹے کو مخاطب کیا اے میرے جگر گوشے! اگر تم حق عقیدے اور اچھی نیت کے ساتھ شہید ہوئے اور اگر اللہ رب العزت تم سے راضی ہے تو ابھی تم مجھ سے مصافحہ کرو تو میں اپنے تمام حقوق معاف کر دوں گا اور اگر تم نے مصافحہ نہیں کیا تو میں اپنے حقوق معاف نہیں کروں گا کہ تم میری بغیر اجازت کے میرے بڑھاپے میں مجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

سینکڑوں لوگ وہاں موجود تھے جن میں مجاہدین بھی تھے، اُن تمام لوگوں نے دیکھا کہ اس شہید نے ہاتھ اُٹھا کر اپنے باپ کے ساتھ مصافحہ کیا۔ پھر اس کے باپ نے بلند آواز سے اُس کو معاف کیا۔ اس واقعہ کی گواہی تقریباً بیس ہزار لوگ دیتے ہیں۔ (ماہانہ ''الحق'' شمارہ نمبر اج ۱۷ص ۲۲۶ ۱۴۰۲ھ مطابق اکتوبر ۱۹۸۱ء)

ان مذکورہ تمام واقعات ودلائل سے ثابت ہوا کہ مردہ قبر میں تلاوت کر سکتا ہے اور نماز پڑھ سکتا ہے اور زندوں کا کلام سن سکتا ہے اور حج بھی کر سکتا ہے اور گھوم پھر بھی سکتا ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت سے۔ جیسا کہ صاحب تفسیر مظہری نے لکھا ہے کہ۔

ان اللـه يعطى لارواحهم قوّة الاجساد فيذهبون من الارض والسماء والجنة حيث يشاء ون وينصرون اولياء هم ويدمّرون اعدائهم إن شاء الله تعالٰى۔

یعنی اللہ تعالیٰ انبیاءِ کرام علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور اولیاء کی ارواح کو (درجہ بدرجہ) جسموں کی قوت عطا کرتا ہے تو وہ زمین، آسمان اور جنت میں جہاں بھی چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں۔ اور اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔

ان شاء الله تعالیٰ۔ (والله ورسولهٗ اعلم)

تاریخ: ۲۲_۱۲_۲۰۰۶ء: دن: جمعۃ المبارک

المجیب:

سید احمد علی شاہ سیفی فاضل دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سکنہ شاہپین ضلع سوات حال کراچی

Marfat.com

قبر، برزخ اور عذابِ قبر کی تحقیق

Marfat.com

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام اس مسئلے میں کہ برزخ کا کیا معنی ہے اور قبر کسے کہتے ہیں اور عذاب قبر حق ہے یا نہیں؟ اور عذاب قبر روح اور جسم دونوں پر ہوتا ہے یا نہیں؟ اور عذابِ قبر کے منکر کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب ومنه الصدق والصواب:

برزخ کے معنی دو چیزیں کے درمیان حدِ فاصل اور روک کے ہیں۔

(مفردات القرآن امام راغب اصفہانی) برزخ دو چیزوں کے درمیان کی حد؛ روک؛ حائل؛ عالم برزخ موت سے حشر تک کے عالم کا نام ہے؟

(لغات القرآن ج ۲ ص ۲۸)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن ورا ئهم برزخ الیٰ یوم یبعثون۔

اور ان کے پیچھے برزخ ہے (جہاں وہ) اس دن تک کہ (دوبارہ اٹھائے جائیں گے) رہیں گے؛ برزخ بازداشت میان دو چیز یعنی برزخ دو چیزوں کے درمیان پردہ ہے۔ وتقال مابين الدنيا والآخرة من وقت الموت الى البعث فمن مات دخل البرزخ۔

برزخ دو چیزوں کے درمیان پردہ ہے اور یہ بولا جاتا ہے (اس زمانے اور مکان پر) جو موت کے وقت سے لیکر حشر تک ہے پس جو شخص مر گیا وہ

Marfat.com

برزخ میں داخل ہو گیا: (صراح؛ علامہ ابوالفضل محمد بن عمر القریشی) برزخ ایک غیر محسوس پردہ ہے دنیا اور آخرت کے درمیان حائل ہے اور فعل انسانی کو اس میں کوئی دخل نہیں؛ مولوی سید نور الحسن بخاری لکھتے ہیں: تو برزخ موت کے بعد سے قیامت تک کے درمیانی دور: عہد: زمانہ اور مدت کا نام ہے: اس دور میں دنیاں والوں سے پردہ ہو جاتا ہے؛ اور آخرت بھی پوری طرح سامنے نہیں آتی؛ اس لیے اسے برزخ کہتے ہیں؛ قبر اس عالم برزخ کی پہلی منزل ہے؛ گویا میت کیلئے قبر اور برزخ دونوں؛ ظرف؛ ہیں؛ برزخ ظرف زماں اور قبر ظرف مکاں:

قبر اس مقام کو کہتے ہیں جس میں میت کو دفن کیا جاتا ہے؛ قرآن وحدیث میں عموماً اس مدفن پر قبر کا اطلاق ہوا ہے مثلاً نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرمایا گیا: ولا تقم علیٰ قبرہ: (پ نمبر۱۰ سورۃ التوبۃ) اور اس کافر منافق کی قبر پر کھڑے نہ ہو: واذا القبور بعثرت (پ۳۰ س انفطار)

یعنی اور (قیامت کے دن) جب قبریں اکھاڑ جائیں گی؛ حدیث شریف میں ہے کہ:

ان العبداذا وضع فی قبرہ؛

(متفق علیہ) (مشکوٰۃالمصابیح باب عذاب القبر)

بیشک بندہ جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اس مرض کے دوران فرمایا جس کے بعد آپ صحت یاب نہ ہوئے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ پر لعنت فرمائی ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاء اور نیک لوگوں کی قبر کو سجدہ گاہ بنالیا۔ (بخاری مع فتح الباری ص۱۶۵)

Marfat.com

ظاہر ہے کہ یہود و نصاریٰ اپنے انبیاء اور صلحاء کی انہی قبروں کو سجدہ کرتے تھے جو زمین پر موجود تھیں۔ علیین میں قبروں کو سجدہ کرنے کیلئے جانا بھلا کب ان کے بس کا روگ تھا۔

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (ام المؤمنین) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں گیا اور کہا کہ اماں جان مجھے حضور ﷺ کی قبر اور آپ کے دونوں ساتھیوں کی قبریں دکھائیں تو ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے تین قبریں دکھائیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہی قبریں دکھائیں جو زمین پر موجود تھیں۔ اگر قبر سے مراد علیین ہے تو کوئی بتائے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سائلین کو علیین پر کیونکر لے گئیں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

فاذا وضع فی قبره وسوی علیه وتفرق عنه اصحابهٗ اتاه منکر ونکیر فیجلسانه فی قبره۔ (شرح الصدور ص ۵۴)

جب مردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس پر مٹی ڈال دی جاتی ہے اور اس کو دفن کرنے والے رخصت ہو جاتے ہیں تو اس کے پاس منکر اور نکیر آتے ہیں، پس اسے قبر میں بٹھاتے ہیں۔

حضرت بشیر اکال المعوی کی حدیث کے الفاظ۔

انی مررت بقبر وهو یسأل عنی فقال لا ادری فقلت لا دریت۔ (کنز العمال ج ۱۵ ص ۶۴۲، مجمع الزوائد ص ۴۸، شرح الصدور ص ۵۰)

بے شک میں ایک قبر کے پاس سے گزرا تھا، جس سے میرے بارے میں سوال کیا جا رہا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا، اس پر میں نے کہا کہ تم نے نہ خود جانا (نہ کسی جاننے والے کی بات مانی)۔

Marfat.com

حضور اکرم ﷺ میت (کی قبر پر) تین بار دونوں ہاتھوں سے مٹی ڈالتے تھے اور حضور ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر پانی چھڑکا اور قبر پر سنگریزے رکھے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک آدمی کی نماز جنازہ پڑھائی پھر اس کی قبر پر آئے اور اس کے سر کی طرف سے تین بار مٹی ڈالی۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۴۹)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی بیٹی کی تدفین کے وقت ہم موجود تھے۔ حضور ﷺ قبر پر بیٹھے تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ پھر فرمایا تم میں سے کوئی ہے جس نے آج رات اقتراف مع المرأۃ نہ کیا ہو ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میں ہوں۔ فرمایا اس کی قبر میں اُتر جا پھر وہ بنتِ رسول ﷺ کی قبر میں اُترے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

عن عمرو بن حزم قال رانی النبی ﷺ متکئًا علی قبرہ فقال لا تؤذصاحب ھٰذا القبر۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۴۹، ابن عساکر، مسند احمد، کنز العمال ج۱۵ ص ۷۴۰ حدیث نمبر ۴۲۹۹۰)

عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے قبر پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا قبر والے کو ایذاء نہ پہنچاؤ۔

ان احادیث مبارکہ کو ایک نظر دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ میت کو جس قبر میں داخل کرتے ہیں، جس قبر پر دونوں ہاتھوں سے مٹی ڈالتے اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اکرم ﷺ کا یہ عمل اپنی آنکھوں سے دیکھتے وہ اسی زمین پر ہی ہو سکتی ہے۔

Marfat.com

باقی قبر کے معنی لغات قرآن کے امام سے سُن لیجئے۔

القبر کے معنیٰ میت کو دفن کرنے کی جگہ کے ہیں۔ اقبرہ کے معنیٰ کسی کے لیے قبر مہیا کرنے کے ہیں تاکہ اسے دفن کیا جائے۔ قرآن میں ہے۔ ''ثم اماتہ فاقبرہ'' پھر اس کو موت دی۔ پھر اسے قبر میں دفن کرایا۔ (مفردات القرآن للا صفہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ص ۲۲۳)

عربی کی مشہور لغت ''منجد'' دیکھئے۔

القبر : آدمی کے دفن کا مقام جمع قبور اقبرہ: کسی کے دفن کرنے کو قبر بنانا، اقبر القوم: قوم کو مقتول کے دفن کی اجازت دینا۔ (المنجد عربی اردو ص ۹۵۷)

لغات القرآن کے امام (راغب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) یا صاحبِ منجد نے قبر کے معنی میں کہیں گڑھا کا لفظ نہیں لکھا۔ قبر کے معنی گڑھا تو کوئی جاہل ہی کرے گا، گڑھا تو ہیں خفرہ کے معنی، قبر کے معنیٰ تو ہیں: میت کو دفن کرنے کی جگہ، آدمی کے دفن کا مقام مقرّ المیت۔

قرآن کریم میں ایک جگہ ''قبر'' کا لفظ آیا ہے۔ ''قبرہ'' (پارہ ۱۰ ع ۱۷)
چار مقامات پر ''القبور'' ہے۔ (پ ۱۷ ع ۸، پ ۲۲ ع ۱۵، پ ۲۸ ع ۸، پ ۳۰ ع ۲۵)
ایک مقام پر ''القبور'' ہے۔ (پ ۳۰ ع ۷)
ایک مقام پر ''اقبرہ'' ہے۔ (پ ۳۰ ع ۵)
ایک مقام پر ''المقابر'' ہے۔ (پ ۳۰ ع ۲۷)

ان آٹھ مقامات میں سے کسی مقام پر بھی قبر کے معنیٰ نہ گڑھا ہیں اور نہ ہی عالم برزخ بلکہ آٹھوں مقامات پر قبر ہی مراد ہے۔ اور حدیث مین بھی جہاں قبر کا ذکر آیا ہے وہاں یہی محسوس قبر ہے۔

Marfat.com

قبر کا عذاب وثواب

قبر کے عذاب وثواب پر جمیع اہلسنت متفق ہیں۔ ان کے نزدیک عذابِ قبر حق ہے۔ یہ کتاب وسنت سے ثابت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے حق فرمایا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ سے عذاب قبر کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا ''نعم عذاب القبر حق'' ہاں: قبر کا عذاب حق ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی ہو (الا تعوّذ باللہ من عذاب القبر) مگر عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ نہ مانگی ہو۔

ترمذی شریف کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

استعیذوا باللہ من عذاب القبر۔ (ترمذی ج۲ ص ۲۰۰) اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو عذابِ قبر سے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

اللھم انی اعوذ بک من العجز والکسل والجبن والھرم، واعوذ بک من عذاب القبر واعوذ بک من فتنة المحیا والممات۔ (بخاری شریف ج۲ ص ۹۴۲، مسلم شریف ج۲ ص۳۴۷، ترمذی ج۲ ص۱۸۷، نسائی ج۲ ص۳۱۳)

اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں عجز وکسل سے، بزدلی اور انتہائی بڑھاپے سے اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں عذابِ قبر سے اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کے فتنوں سے۔

عذاب روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے۔ بعض مبتدع فرقوں کا زعم ہے کہ

Marfat.com

عذابِ قبر صرف رُوح کو ہوتا ہے اور بعض کا وہم ہے کہ صرف بدن کو۔ لیکن اہلسنت کا اجماعی عقیدہ یہ ہے کہ قبر کا عذاب یا آرام روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے۔

بل العذاب والنعیم علی النفس والبدن جمیعًا باتفاق اهلِ السنة والجماعة۔ (کتاب الروح ص ۶۲)

عذاب وراحت وآرام روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے اس پر تمام اہلِ سنت وجماعت کا اتفاق ہے۔

امام تقی الدین السبکی فرماتے ہیں۔

وقد اجمع اهل السنة والجماعة علی اثبات الحیٰوة فی القبور۔

بیشک قبروں میں اثباتِ حیات پر اہلسنت والجماعت کا اجماع ہے۔

پھر آگے لکھتے ہیں۔

ان حیٰوة جمیع الموتٰی بارواحهم واجسامهم فی قبورهم لاشک فیها۔

بلاشُبہ تمام مُردوں کا قبروں میں اپنے ارواح واجسام دونوں کے ساتھ زندہ ہونا، اس میں کوئی شک نہیں۔

حضرت علامہ ملاّ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔

العذاب علی الروح والبدن کما هو مذهب الجمهور وهو الصحیح۔

قبر میں گناہ گار کے بدن وروح دونوں کو عذاب دیا جاتا ہے۔

ومحل العذاب الروح والبدن جمیعًا باتفاق اهل السنة والجماعة وکذا القول فی التنعیم۔

اہلِ سنت وجماعت اس بات پر متفق ہے کہ قبر میں عذاب وثواب روح اور

جسم دونوں کو دیا جاتا ہے۔

ان براہینِ قاطعہ سے خوب واضح ہوا کہ قبر میں روح وجسد دونوں کو سزا و جزاء دی جاتی ہیں۔ (المقاصد السنیة ص ۱۰۷)

حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

ومحل التنعيم والعذاب الروح والبدن جميعًا باتفاق اهل السنة والجماعة كما هو مذهب الجمهور وهو الصحيح. وقول العامّة واكثر ارباب الشرع على انهم احياء في الحال بحياة جسدانية (شرح الصدور ص ۲۱۲، المقاصد السنية ص ۱۰۵)

ترجمہ:

عذابِ قبر کے منکر کی اقتداء میں نماز کا حکم:

علامہ طاہر بن احمد حنفی ''خلاصة الفتاوىٰ'' میں لکھتے ہیں۔

ولا يجوز الصلوٰة خلف من ينكر شفاعة النبي ﷺ وينكر كرامًا كاتبين وعذاب القبر كذا من ينكر رؤية لانّه كافر۔

جو شخص آنحضرت ﷺ کی شفاعت اور کراماً کاتبین اور عذابِ قبر اور رؤیت باری تعالیٰ کا منکر ہو اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہے کیونکہ وہ کافر ہے۔ (ص ۱۴۹)

رئیس الفقہاء ورأس المحققین حافظ ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

ولا يجوز الصلوة خلف منكر الشفاعة والرؤية وعذاب القبر والكرام الكاتبين لانه كافر لتواتر هٰذه الامور عن الشارع ﷺ۔ (فتح القدير ج ۱ ص ۲۴۷)

Marfat.com

شفاعت اور اللہ تعالیٰ کے دیدار اور عذابِ قبر اور کراماً کاتبین کے منکر کی اقتداء میں نماز درست نہیں ہے کہ وہ کافر ہے اس لئے کہ یہ امور شارع علیہ السلام ﷺ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہیں۔

مولانا عبدالعلی بحرالعلوم حنفی لکھتے ہیں۔

منکر الشفاعة لاهل الكبائر والرؤية وعذاب القبر ومنكر الكرام الكاتبين كافر۔ (رسائل بحر العلوم ص ۹۹)

اہلِ کبائر کیلئے شفاعت اور رویتِ باری تعالیٰ اور عذاب قبر اور کراماً کاتبین کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

علامہ ابوالشکور سالمی فرماتے ہیں کہ۔

فاما عذاب القبر للمؤمنين من الجائزات وللكافرين من الواجبات والله تعالىٰ يقول النار يعرضون عليها غدوًا وعشيًا. يعني فرعون وقومه دل انه كان صحيحا فى اىّ موضع وعلى اىّ حال ومن انكر هذا يصير كافرًا: "والله تعالىٰ اعلم"۔

(تمهيد ص ۱۲۵)

عذابِ قبر مؤمنوں کیلئے جائز اور کافروں کیلئے واجب ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ فرعون اور اس کی قوم صبح وشام آگ پر پیش کی جاتی ہے، یہ ارشاد دلالت کرتا ہے کہ عذاب صحیح ہے جس جگہ میں ہو اور جس حالت میں ہو جو اس کا منکر ہو سو وہ کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن بکر الانصاری الخزرجی الاندلسی القرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

فاعلموا ايها الاخوان ان عذاب القبر ونعيمه حق كما صرحت

Marfat.com

بـه الاحاديث الصـحيحة ولكن الله تعالٰى يأخذ بابصار الخلائق واسـمـاعهـم مـن الـجـن والانس عن رؤية عذاب القبر ونعيمه لحكمة الٰهية ومن شك فى ذٰلك فهو ملحد الخ۔

(مـختـصـر تـذكـرة القرطبى لعبدالوهاب الشعرانى رحمة الله تعالى عليهما ص ٣٦)

اے بھائیو تم بخوبی جان لو کہ قبر کا عذاب اور اس کی راحت برحق ہے جیسا کہ صحیح احادیث صراحتًا اس پر دلالت کرتی ہیں لیکن اللہ تعالٰی اپنی (مکلّف) مخلوق میں سے جنوں اور انسانوں کی آنکھوں اور کانوں سے قبر کے عذاب وراحت کو اوجھل رکھتا ہے کیونکہ حکمتِ الٰہی کا تقاضہ ہی یہی ہے اور جو شخص اس کا انکار کرے تو وہ ملحد ہے۔

تاریخ: 23/12/2006

المجیب: سید احمد علی شاہ سیفی فاضل دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔

Marfat.com

الحکم الشاق علیٰ عُنُق العاق

(حصہ دوم)

(عاق کا شرعی حکم)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ط

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علماءِ حق اس مسئلے میں کہ ایک شخص اپنے مرشد اور اُستاذ سے عاق ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے۔ فاسق ہے یا کافر۔ اگر فاسق ہے تو کس قسم کا ہے اور امامت وافتاء کے لائق ہے یا نہیں۔ اگر کافر ہے تو کس وجہ سے اور کس دلیل سے اور اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں۔

"بیّنوا وتوجروا"

المستفتی: سید سراج الحق شاہ سیفی

الجواب ومنه الصدق والصواب:

مُرشد اور اُستاذ کا عاق فاسق نہیں بلکہ کافر ہے جیسا کہ خُداوندِ کریم قرآنِ پاک میں فرماتا ہے۔

"واذ قلنا للملائكة اسجدوا لأدم فسجدوا الا ابليس ابىٰ واستكبر وكان من الكافرين.

اى صار منهم باستقباحه امر الله اياه بالسجود لأدم عليه السلام اعتقادًا بأنهٔ افضل منه والافضل لا يحسن أن يؤمر بالتخضع للمفضول" (تفسیر بیضاوی، ص ۶۳، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ، کوئٹہ)

وجۂ کفر یہ ہے کہ اُستاذ و مُرشد کی تخفیف کرنے والا کافر ہوتا ہے۔ جیسے اس

Marfat.com

عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ سب فرشتے بمعہ شیطان کے آدم علیہ السلام کے شاگرد تھے سب فرشتوں نے سجدۂ تعظیمی کیا لیکن شیطان نے نہیں کیا بلکہ آدم علیہ السلام کو حقیر جانا جبکہ وہ اُستاذ ہونے کے باعث لائقِ عزت تھے جیسا کہ مصرح موجود ہے۔

''وھو مراعاۃ للأدب بتفویض العلم کلہ إلیہ''

(تفسیر بیضاوی، ص ۶۴)

اور جیسا کہ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے۔

''ابی ای امتنع من السجود لأدم فلم یسجد واستکبر وھذا کان من اللہ خبرا عن ابلیس فانہ من خلق اللہ الذین یتکبرون عن الخضوع لامر اللہ والانقیاد لطاعتہ فیما امرھم وفیما نھی ھم عنہ والتسلیم لہ فیما اوجب لبعضھم علی بعض من الحق فنبہ اللہ إلی الکافرین انہ کان حین ابی من السجود فصار من الکافرین حینئذ وقبل فی ھذا الموضع''۔

(تفسیر ابن جریر ج ۱ ص ۱۷۵)

تفسیر ابن جریر کی عبارت سے ثابت ہے کہ ایک شخص کا دوسرے شخص پر حق ہوتا ہے اور خُداوندِ کریم فرماتا ہے کہ تو اس کا حق ادا کر اور وہ اس کا حق ادا نہیں کرتا بسبب تکبر اور حسد کے تو وہ اس صورت میں کافر ہو جاتا ہے۔ اس طرح سے آنحضرت سرورِ کائنات ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور طاعت تمام دنیا پر واجب تھی کیونکہ وہ معلم الخیر تھے۔ جس وقت یہودیوں نے تعظیم وتوقیر سے انکار کیا بوجۂ تکبر وحسد کے تو خُداوندِ کریم نے اُن کو کفر میں مبتلا کیا۔ اسی طرح سے استاذ ومرشد معلم الخیر ہیں ان کی تعظیم وتوقیر شاگرد ومرید پر واجب ہے اگر وہ تعظیم وتوقیر نہیں کرتا بلکہ تخفیف کرتا ہے تو اس صورت میں کفر لازم ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ خُداوندِ کریم قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے۔

Marfat.com

"یاایها الذین امنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم. قال ابن عباس وجابر رضی الله تعالی عنهما هم الفقهاء والعلماء الذین یعلمون الناس معالم دینهم وهو قول الحسن والضحاک والمجاهد"۔ (خازن، ج ۱،ص ۳۷۲، لبنان بیروت)

خُداوندِ کریم اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت واجب ہے اور نافرمانی کُفر ہے۔ اسی طرح اُستاذ کی اطاعت واجب ہے اور نافرمانی کرنا کفر ہے۔ کیونکہ حکم معطوف اور معطوف علیہ دونوں کا ایک ہوتا ہے۔

دوسری دلیل اس آیتِ کریمہ کی دلالت النص سے ہے۔

"لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا"۔ مطلب یہ ہے کہ اصل نصوص میں تعلیل ہے۔ اس نص میں علت یہ ہے کہ آنجناب سرورِ کائنات ﷺ تمام مخلوق کیلئے مُعلم الخیر تھے اس لیے ان کا نام مبارک لیکر پکارنا حرام ہے اور ان کی تخفیف کرنا کفر ہے جیسا کہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

"وفی هٰذه الأیة بیان توقیر معلم الخیر لان رسول الله ﷺ کان معلم الخیر فأمر الله بتوقیره وتعظیمه وفی هٰذه الأیة معروفة حق الاستاذ لانه معلم الخیر أیضا وجب علی التلمیذ توقیره"۔ (تفسیر روح البیان، ج ۲،ص ۱۹۷، سورۃ نور)

اس کی تائید یہ آیتِ کریمہ کرتی ہے۔

"قال له موسٰی هل اتبعک علی ان تعلمن مما علمت رشدا الخ. قال ستجدنی ان شآء الله صابرا ولااعصی لک امرا"۔

موسیٰ علیہ السلام باوجود کمالِ علم کے اور عالی منصب ہونے کے اپنے اُستاذ کی تعظیم اور توقیر اور تابعداری کرتے تھے۔ اس سے صاف ثابت ہوا کہ

Marfat.com

اُستاذ اور مُرشد کی تخفیف اور نافرمانی کرنا کفر ہے۔

''وفیه دلیل علی انه ینبغی لاحدٍ ان یترک طلب العلم وان کان قد بلغ نهایة وان یتواضع لمن هو اعلم منه'' (تفسیر مدارک ص ۲۱۸)

جواب توبہ:

توبہ کا جواب یہ ہے کہ یعنی استاذ و مُرشد کے عاق کی توبہ قبول نہیں ہوسکتی جیسا کہ نصًا موجود ہے اس آیۃ کریمہ کی تفسیر میں

فان تولوا فانّ اللّٰہ علیم بالمفسدین قال المشائخ رحمهم اللّٰہ تعالٰی فی تفسیر هٰذه الآیة عقوق الاستاذین لاتوبة منه۔

(تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۴۶ لبنان بیروت)

اس سے معلوم ہوا کہ عاق توبہ سے نہیں بخشا جاتا۔ جس طرح سابی الرسول توبہ سے نہیں بخشا جاتا یہ مذہب مختلف ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ عاق، شرک سے بڑا گناہ ہے کیونکہ شرک توبہ سے بخشا جاتا ہے۔ اعوذ باللہ منه

تحذیر الاخوان ص ۱۷۰ میں فجِ عمیق کے حوالے سے منقول ہے کہ عاق کے کفر کے بہت سی روایات منقول ہیں آخر میں لکھا ہے کہ عاق کا کفر۔ نوادر اور ذخیرہ کی روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اخون درویزہ بابا رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے رسالے میں لکھا ہے کہ کسی کتاب میں نہ روایت ہے کہ کسی سے سُنا گیا ہے اور نہ کوئی کہتا ہے کہ عاق کے پیچھے نماز جائز ہے۔ دُرر الفرائد میں لکھا ہے۔

''حق الاستاذ فرض فمن انکر من حقه فهو کافر و کذا الشیخ بل الشیخ افضل من الاب فادبهٗ اولٰی من ادبه وقال یحیٰی بن معاذ العلماء ارحم بامة محمد ﷺ من ابائهم و امّهاتهم قیل

وکیف ذٰلک قال لان اٰبائهم وامّهاتهم یحفظونهم من نار الدنیا وهم یحفظونهم من نار الآخرة''۔

یعنی استاذ کا حق فرض ہے جس نے اُستاذ کے حق کا انکار کیا وہ کافر ہے اس طرح شیخ (پیرومُرشد) کا حق ہے بلکہ شیخ والد سے افضل ہے تو شیخ کا ادب والد کے ادب سے اولیٰ ومقدم ہے۔ یحیٰی بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علماءِ کرام امتِ محمدیہ پر ان کے والدین سے بڑھ کر رحم کرنے والے ہیں پوچھا گیا کہ وہ کیسے فرمایا کہ ان کے والدین انہیں دنیاوی آگ سے محفوظ رکھتے ہیں اور علماءِ کرام ان کو آخرت کی آگ سے محفوظ رکھتے ہیں۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مبدأومعاد ص ۴۶ میں لکھا ہے کہ۔
پیرومرشد کا حق تمام حقداروں (والدین، اساتذہ) کے حقوق سے بڑھ کر ہے۔تربیت السالکین صفحہ ۱۲۴ میں پوری تحقیق ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ باپ تین قسم پر ہے اور ان میں بہتر وہ ہے جو اس کو تعلیم دے الخ۔

جامع الفتاوی فی الهدایة لاهل الخیاریٰ ص ۹۲ پر لکھا ہے۔

''واما حقوق الوالدین فثابت بنص القرآن کما قال الله تعالی (ان اشکر لی ولوالدیک) حیث قرّن اداء شکرهما باداء شکره واما حقوق الاستاذ (معلم العلم الشرعی) فوق ذٰلک فی الرعایة کما قال اسمٰعیل الحقی البروسوی فی تفسیره (روح البیان سورة لقمان ج۷ ص۷۸) حق المعلم فی الشکر فوق حق الوالدین قال الامام الواعظ رکن الاسلام محمد بن ابی بکر المعروف بامام زاده الحنفی فی کتابه شرعة الاسلام

Marfat.com

(ویقدم حق معلمه علی حق ابویه وسائر المسلمین) وقال العلامة یعقوب بن السید علی فی شرح شرعة الاسلام فی باب فضل العلم وسنة التعلم والتعلیم (روی عنه ﷺ انه قال خیر الامام من علمک وقد اشیر الیه فی قول علی رأیت احق الحق حق المعلم"۔ (شرعة الاسلام ص ۴۴)

وفی الفتاوی الهندیة ای فی الباب الثلثون فی المتفرقات ج ۵ ص ۳۷۸ (وینبغی للرجل ان یراعی حقوق استاذه واداب لایضن بشیٔ من ماله ولایقتدی به فی سهوه) وقال وحید العصر الشیخ الاجل طاهر بن عبدالرشید البخاری فی خلاصة الفتاوی (وفی الشافی لا یجوز لن یتقدم العالم علی ابن استاذه او ابن ابن استاذه اذ کان ذلک الابن او ابن الابن عالمان، اما اذا کان جاهلًا فهو بالخیار زجرًا له) واما حقوق مشائخ الصوفیة (اهل البیعة) اشرف وافضل من حقوقهم فی رعایة الأداب) جامع الفتاوی ج ۱ ص ۹۳ شرح تعلیم المتعلم، مجالس الابرار، مجمع العجائب وغیره۔

جو شخص اپنے حقیقی باپ کا حکم نہ مانے تو وہ عاق اور نافرمان ہے کیونکہ نافرمانی گناہ کبیرہ ہے اور خاص کر علماء ومشائخ کی نافرمانی۔ مولوی عبدالهادی دیوبندی شاہ منصوری تسہیل المشکوۃ صفحہ ۵ میں لکھتے ہیں کہ۔

"وعقوق الوالدین الخ والمعلم والشیخ قیاس علیهما وفی الفتاوی بر التلمیذ لاستاذه افضل من بر الولد لوالدیه۔لان الاب یحمی ولده من افات الدنیا والاستاذ یحمی تلمیذه من افات

Marfat.com

الآخرة انتهى. ويؤيده ما فى كتب الفقه وزوج المرضعة اب المرضع انتهى. وتربية العلم افضل من تربية اللبن وقال فى الظهرية وغيرها لايجوز الصلوة خلف العاق ولا تقبل توبة انتهى. وفى العاق ثلاثة احرف العين دال على العيب والالف دال على الاهانة والقاف دال على القهر فهٰذه اسباب العقوق اعاذنا الله تعالى منه ولايجوز تعليم العلم ولاطلب المسئلة من العاق''۔

یعنی والدین کی نافرمانی اور اس پر قیاس استاذ اور پیر ومرشد کی نافرمانی ہے۔شاگرد کا اپنے استاذ کی خدمت بیٹے کا اپنے والدین کی خدمت سے افضل ہے۔ کیونکہ باپ اپنے بچے کو دنیاوی مصیبتوں سے بچاتا ہے اور استاذ اپنے شاگرد کو اُخروی آفات سے بچاتا ہے۔اسکی تائید فقہ کے دلائل سے بھی ہوتی ہے۔ دودھ پلانے والی عورت کا شوہر دودھ پینے والے بچے کا باپ ہے۔اورعلم کی تربیت دودھ کی تربیت سے افضل ہے۔ظہریۃ میں ہے کہ عاق کے پیچھے نماز جائز نہیں اور عاق کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ عاق میں تین حروف ہیں۔ عین، عیب پر دلالت کرتا ہے، الف، اہانت پر دلالت کرتا ہے، قاف، قہر پر دلالت کرتا ہے۔ اور یہ تینوں عقوق کے اسباب ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے بچائے۔آمین۔ عاق کو تعلیم دینا یا اس سے مسئلہ پوچھنا جائز نہیں۔

اور صفحہ ٦ میں لکھتے ہیں کہ۔

ولاتعقن والديک اه وقياس عليهما المعلم والشيخ وزوج المرضعة معها والعجب فى هٰذا الزمان ان الاولاد يخالفون عن

Marfat.com

الوالدين والتلميذ من الاساتذة وهلم جرا وقال فضل بن عياض لااكلم العالم الذى يخالف عن شيخه ولاانظر إلى وجهه انتهى۔ (تسهيل المشكوة ص ٦)

یعنی اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرو اور اس پر قیاس استاذ اور پیرومرشد ہے اور رضائی باپ بھی۔ اس زمانے میں تعجب کی بات یہ ہے کہ اولاد اپنے والدین اور شاگرد اپنے اساتذہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ فضل بن عیاض فرماتے ہیں میں اس عالم سے بات نہیں کرتا جو اپنے پیرومرشد کی مخالفت کرتا ہے اور نہ اس کے چہرے کی طرف دیکھتا ہوں۔

دُررالفرائد معروف بکچکول الحیدری (مصنف: شیخ ابوعبدالرحمٰن حاجی ملا غلام حیدرالحنفی القادری) میں ہے کہ۔

من تعلم منه حرفا من القرآن او من تفسير او من الفقه او من مسئلة من المسائل الدينية او من كلمة الشهادة او من كلمة الاخرى او من الصلوة او من ذكر الله او نصيحة من الحسنات فهو استاذ فمن انكر من حقه فقد كفر لان حق الاستاذ فرض فمن انكر من حقه فهو كافر قال النبى صلى الله عليه وسلم من استخف استاذه ابتلاه الله بثلاثة بلاء اوله نسى منه العلم والثانى قل رزقه والثالث يخرج من الدنيا كافرا ومن منع كلمة من كلام الاستاذ فهو عاق لايقبل الله تعالى عنه الصلوة والصوم والحج والزكاة وكل عبادة ولايجوز الصلوة خلفه ولايقبل شهادته ولايعتبر قوله ولو كان عالما فقيها ولاذبيحة من يده لانه صار عاقا فذبيحة العاق والكافر سواء كان فى النار من الكافرين الا ان

یرضی عنه استاذه صار مسلما کما اسلم الکافر من الکفر کذا ذکر فی منهاج العابدین۔

یعنی دُررالفرائد میں ہے کہ جس نے کسی سے ایک حرف قرآن یا تفسیر یا فقہ یا دینی مسئلہ یا کلمہ شہادت یا کوئی دوسرا کلمہ یا نماز یا ذکر یا نیکی کی کوئی نصیحت سیکھی تو وہ اس کا استاذ ہے پس جو اپنے استاذ کے حق سے منکر ہوا وہ کافر ہے کیونکہ استاذ کا حق فرض ہے اور جو اس سے انکار کرتا ہے وہ کافر ہے۔ اسی طرح جس نے اپنے استاذ کی اہانت کی وہ کافر ہے آپ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے استاذ کی توہین کی اس کو اللہ تعالیٰ تین مصیبتوں میں مبتلا کرے گا۔

(۱) اس سے علم بھول جائے گا۔(۲) رزق میں کمی ہو گی۔(۳) دنیا سے کافر جائے گا۔

جس نے اپنے استاذ کی کوئی بات منع کی تو وہ عاق ہے اللہ تعالیٰ اس کی نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور کوئی عبادت بھی قبول نہیں فرمائے گا۔ اور عاق کے پیچھے نماز جائز نہیں اور اس کی شہادت قبول نہیں اور نہ ہی اس کے قول کا اعتبار ہو گا اگر چہ عالم ہو یا فقیہ اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز نہیں کیونکہ وہ عاق ہے اور عاق اور کافر کا ذبیحہ برابر ہے اور کافروں کے ساتھ دوزخ میں ہو گا۔ مگر یہ کہ استاذ اس سے راضی ہو جائے تو وہ مسلمان ہو جائے گا۔ آگے لکھتے ہیں کہ۔

لایقبل الله تعالی منه کل طاعة کالکافر ولایجوز الصلوة خلفه قال رسول الله ﷺ المرتد علی نوعین احدهما مرتد عن الدین فیلقنه علی الفور فان عاد وتاب صار مسلما فیصح توبته ولایقتل والثانی المرتد عن الاستاذ لایقبل الله تعالی منه کل

طاعة بالاتفاق الاان یرضی استاذہ ذکر فی الظھیرة وکذلک لا تسافر بغیر اذن الاستاذ حتی لاتصیر عاقا۔

(تذکرہ غوثیہ ص ۲۲ بحوالہ دُرر الفرائد فصل فی الکراھیة ص ۳۳۵، ۳۳۶، بریقہ ص ۱۴۸)

یعنی اللہ تعالیٰ عاق کی کوئی عبادت کافر کی طرح قبول نہیں فرماتا اور عاق کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا مرتد کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) دین سے مرتد: ایسے مرتد کو فوراً دین کی تلقین کی جائے گی اگر واپس آیا اور توبہ کی تو مسلمان ہو گیا اور اس کی توبہ قبول ہے اور اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

(۲) اپنے استاذ سے مرتد: ایسے مرتد کا کوئی بھی عمل قبول نہیں ہوگا مگر یہ کہ اس سے استاذ راضی ہو جائے اور استاذ کی اجازت کے بغیر سفر بھی نہیں کرنا چاہیئے تا کہ عاق نہ ہو جائے۔

عاق کا شرعی حکم یہ ہے کہ اس پر اپنی بیوی طلاق ہو جاتی ہے اور اس کا ذبیحہ حرام اور گواہی مردود ہے اور اس کی امامت صحیح نہیں یعنی اسکی اقتداء میں پڑھی ہوئی نماز واجب الاعادۃ ہے۔ عاق کا کوئی قول و فعل معتبر نہیں اور کوئی بھی مالی و جانی عبادت قبول نہیں ہے اور اگر اسلامی قانون نافذ العمل ہو تو عاق واجب القتل اور لازم الاہانت ہے۔

سب سے پہلے عاق شخص کو توبہ کی ترغیب دی جائے گی اگر توبہ کر کے اپنے حقدار (استاذ، مرشد اور والدین) کو راضی کیا تو پھر اس کو اسلام کی تلقین کی جائے گی اور نکاح کی بھی تجدید کی جائے گی۔ اگر توبہ کرنے سے انکار کیا تو واجب القتل ہے۔ اور اگر قتل کا غلبہ و قدرت نہ ہو تو عاق کے ساتھ قطع تعلق کرنا واجب ہے البتہ استاذ کا حق والدین کے حق سے زیادہ ہے جس نے کسی سے ایک بھی حرف پڑھا اس کی قدر کرے گا اور اس کے سامنے عاجزی کرے گا۔

فتاوی خانیہ میں ہے کہ عاق اور صلہ رحمی قطع کرنے والا جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔ مجمعة العجائب میں ہے کہ۔

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ والدین کے نافرمان کی مغفرت کی جائے گی مگر استاذ کے نافرمان کی مغفرت نہ ہو گی۔ بحر الرائق ج ۵ صفحہ ۱۲۳، درسہ جا آوردہ۔ ''الاستهزاء بالعلم والعلماء كفر''۔ ونیز بحرالرائق صفحہ ۱۲۴۔ ''ولو صغر الفقيه قاصدًا لاستخفاف بالدين كفر''۔ درشامی ج ۳ صفحہ ۲۰۳ آوردہ۔ ''لان اهانة اهل العلم كفر على المختار''۔ عالم کی تخفیف اور استہزاء کرنا کفر ہے۔ تو کیا استاذ کی تخفیف واستہزاء کفر نہیں ہو سکتا بلکہ ہو سکتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو حقوق استاذ کے ہیں وہ دلالت النصوص کے ساتھ ثابت ہیں وہ نصوص جو نبی کریم ﷺ کے حقوق میں وارد ہوئے ہیں کیونکہ دونوں کی علتِ مشترکہ ہے۔ اور وہ علت یہ ہے کہ ہر ایک معلم الخیر ہے۔ اور دلالت النص حکمِ قطعی اور یقینی ثابت کرتی ہے جیسا کہ ظاہر علمِ اصول میں مرقوم ہے۔ اگر کسی صاحب کو علماء سے دوسری علت بغیر اس علت کے جو علماء متقدمین سے منقول ہے، معلوم ہو تو بتلاوے۔ خاکسار تسلیم کرنے کو تیار ہے۔

جوابِ ثانی:

بعض علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ اُستاذ ومُرشد کا عاق فاسق ہوتا ہے۔ ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ فاسق لُغت میں خارج عن حدالایمان کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ تفسیر بیضاوی میں اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں فرمایا ہے۔

''قوله تعالى الاالفاسقين الذين. الفاسق فى اللُغة خارج عن حد الايمان''۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فاسق بھی کافر ہوتا ہے۔ فاسق کا کفر دلالت النص سے ثابت ہے جیسا کہ مولوی صاحب شرح علی الحسامی نے تشریح کی ہے۔

Marfat.com

''فان استدل بمعناه اللغوی فدلالت النص ص ۴۷۔ وفی الشرع الخارج عن امر الله بارتکاب الکبیرۃ ولهٗ درجات ثلث الاولی التغابی وھو ان یرتکبھا احیانًا مستقبحًا ایاھا والثانیة الانھماک وھو ان یعتاد ارتکابھا غیر مبال بھا والثالثة الجحود وھو یرتکبھا متصوبا ایاھا فخلع ربقته الایمان عن عنقه وھو لابس الکفر''۔ (تفسیر بیضاوی ص ۵۴)

عاق استاذ کا اگر فاسق ہے تو اعلیٰ درجے کا فاسق ہے (وھو لابس الکفر) اس سے ثابت ہوا کہ عاق امامت کے لائق ہرگز نہیں ہوسکتا۔

لان معصومیت الامام عن الکبائر شرط لان الامام ھو الذی یؤتمّ به ویقتدی به فلو صدر منه الکبائر لوجب علینا الاقتداء له فی ذٰلک فیلزم ان یجب علینا فعل الکبائر وذٰلک محال لان کونه معصیة عبارت عن کونه ممنوعًا من فعله وکونه واجب عبارت عن کونه ممنوعا عن ترکه والجمع بینھما محال فثبت بدلالة النص بطلان امامة الفاسق وقال ﷺ لا طاعة للمخلوق فی معصیة الخالق ودل ایضا علی ان الفاسق لایکون حاکما واحکامه لاتنفذ اذا ولی الحکم وکذا لاتقبل شھادتهٗ ولاخبرهٗ اذا اخبر عن النبی ﷺ ولافتیاہ اذا افتی ولایقدم لصلوۃ۔ (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۲۶۹) واما امامة الفاسق فقد علّلوا کراھته تقدمه بانه لایھتم لامر دینه وبان تقدمه للامة تعظیمه وقد وجب علیھم اھانته شرعا بل مشی فی شرح منیة علی ان کراھة تقدیمه کراھته تحریم لما ذکرنا ولھٰذا لم تجز الصلوٰۃ

خلفة اصلا عند مالک رحمه الله تعالی وفی روایة عن احمد رحمه الله تعالی۔ (شامی ج ۱ ص)

اس طرح کبیری میں موجود ہے (ص ۳۱۸،۳۱۹) فاسق، علماء، مجتہدین کے درمیان کافر اختلافی ہوگیا ہے۔ اس سے ثابت ہوگیا ہے کہ عاق کافر ہے اور اس کی کوئی عبادت بھی قبول نہیں ہے۔ فتاوی نور الھدیٰ المشہور فتاویٰ جامع الفوائد میں ہے۔

وینبغی للمتعلم ان یعظم استاذہ لان فی تعظیمه برکة ومن لم یعظم او شتم فهو عاق لا تقبل صلاته ولاامامتهٗ ویعذر ویشهر وعلیه الفتوٰی فی زماننا. (مختار الفتاوی) ولایجوز شهادة العاق ولاامامته وتسقط عدالته ولایتعتبر قوله ولایعمل بفتواه لو کان مفتیا. (تحفة الفقهاء) لایحل ذبیحة العاق ولاامامته لان العاق یصیر مرتدا فی الحال ومثواه فی النار. (فتاوی جامع) من امتنع کلمة من الاستاذ فهو عاق لم یدخل الجنة ولانجاة له من النار ویخرج من الدنیا بغیر الایمان ولاتقبل عبادته ان کان الاستاذ ممن تعلم منه حرفا من القرآن او تعلّم مسئلة من مسائل الفقه او الحدیث او النصیحة من الحسنات او الذکر او لقّن کلمة طیبة.

(فتاوی نور الهدٰی، ص ۴۲۴،۴۲۵)

یہ مسئلہ میں نے کسی کے ساتھ تعصب یا عداوت کی وجہ سے شائع نہیں کیا۔ بلکہ ہر ایک کو آگاہ کرنے کے لیے پیش خدمت ہے۔ کیونکہ آج کل بہت سے شاگرد استاذ کے ساتھ ہتک کے ساتھ پیش آتے ہیں اس لئے ان کو خُداوندِ کریم کے حکم سے اور استاذ کے حقوق سے آگاہ کرتا ہوں۔ علماءِ کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس

Marfat.com

مسئلے میں تمام کی رائے ایک ہونی چاہئے۔ واللہ ورسولہ اعلم

تاریخ: ۳۔۲۔۲۰۰۷

المجیب: تراب اقدام العلماء فقیر سیّد احمد علی شاہ سیفی

''ما قال المجیب فھو فیہ مصیب حرّرہٗ'' خادم الاولیاء والعلماء الحقانی فقیر محمد روشن کوکاروی ضلع سوات صوبۂ سرحد۔

''الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب حرّرہٗ'' فقیر محمد سرتاج علی۔

''المجیب مُصیب فی جواب الاول'' کیونکہ درحقیقت حقوق اُستاذ مصرحا قرآن مجید میں مثل حقوق والدین مذکور نہیں ہیں اس لیے بعض کے نزدیک وہ کفر نہیں سمجھا جاتا مگر حقیقت یہ ہے کہ اُستاذ کے حقوق نبی ﷺ کے حقوق میں داخل ہیں لیکن قرآن شریف میں تشریح نہیں ہے۔ بعض فتاویٰ میں نصًا تصریح موجود ہے اور بعض میں اشارتًا بہرحال کفر میں کلام نہیں جس میں تصریح کفر ہے وہ جوابِ اول میں ذکر کیے گئے ہیں مگر ان کا ذکر نہیں ہوا جس میں اشارتًا کفر مذکور ہے۔ اھانت العلماء من حیث العلم کفرًا لان العلم صفة ان دلته اللہ تعالی (بزازیه). من ابغض عالمًا من غیر سبب دنیوی او دینوی خیفه علیه الکفر والحق انه یکفر فقه خلاصه حرّرہٗ۔ فقیر سید سراج الحق شاہ ترمذی۔

اقول وباللہ التوفیق ومنه الوصول إلی غائیة التحقیق. استخفاف العلماء واھانتھم من حیث العلم کفر علی ما ھو المختار فی اکثر الکتب الموضوعة للفتوی لانہٗ یستلزم استخفاف الانبیاء لاتصال بینھما مضًا کما فی الحدیث ''علماء امّتی کأنبیاء بنی اسرائیل'' فجعل العلماء من امته ﷺ کالأنبیاء من بنی اسرائیل مشعرًا بان استخفافھم من حیث

العلم الذى هو وجه التشبيه موجب للارتداد كاستخفاف الأنبياء عليهم السلام العياذ بالله وفى فن الثانى من الاشباه. الاستهزاء بالعلم والعلماء كفر. وفى تعزير جامع الرموز انهٔ لاتعزير بنحو يا حمارًا الا إذا قال لعالم بالعلوم الدينية عن وجه المزاح فانه تعزير فلو قال بطريق الحقارة كفر لان اهانة اهل العلم كفر على المختار (انتهى). فلما كان استخفاف مطلقًا العالم مفضى إلى الكفر فاستخفاف المعلم إذا كان عالمًا بالعلوم الدينية اولى لان احجار قلب الاستعاز بارتكاب ما لايجوز فى حقه حرام لانه اوجب حرمته التافيف فى حق الوالدين بالنص القطعى عبارتًا وهما او ناحقًا ما الاولى ان تجب فى حق المعلم دلالته وهو اعلى حقا ويؤيد لك فيما تقدم ما فى احياء العلوم قال رسول الله ﷺ انما انا لكم مثل الوالد لولده بان نقصد انقاذهم من النار وهو اهم من انقاذ الوالد ولدهما من نار الدنيا فلذالك صار حق المعلم اعظم من حق الوالدين فان الوالد سبب الوجود الحاضر والحياة الغائية والمعلم سبب الحياة الباقية ولو لاالمعلم لانساق ما حصل جهة الاب إلى الهلاك الدائم وانما المعلم هو المفيد للحيوٰة الاخروية الذائمية. (انتهى ج ا ص٣٣) فالحاصل ان استخفاف المعلم بالعلوم الدينية دليل على استحلال ايلامه المحرم القطعى وهو موجب الكفر قال الامام الهمام التفتازانى فى شرح عقائد النسفى. " استحلال المعصية صغيرة او كبيرة

Marfat.com

كفر اذاثبت كونها معصية دليل قطعي وجد علم ذالك مماسبق والاستهانة بها كفر" (انتهى) حرّرهٗ فقیر عابد علی سیفی مدرس جامعہ امام ربانی فقیر کالونی کراچی۔

الجواب صحيح بلاريب ومخالفه عنيد فلا اعتبار لهٗ حرّره

فقیر ضیاء الحق

فی صحة هٰذا الجواب اتفاق فليس لاحد فيه شقاق حرره

سیف الحق

عُلماءِ کرام کے ساتھ کینہ بُغض رکھنا اور اُن کی توہین کرنا یا عُلماء کرام کی شان میں بُرا بھلا کہنا کفر ہے۔ خاص کر عوام جہلاء ایسی باتیں نہیں جانتے اِسلئے علمائے کرام کی توہین کرتے ہیں۔ اِس وجہ سے علامہ شامی نے لکھا ہے۔

"والاحتياط ان يجدد الجاهل ايمانه كل يوم ويجده نكاح امرأته عند شاهدين فی كُل شهر مرة او مرتين إذا الخطاء وان لم يصدر من الرجل فهو من النّساء كثير"۔ (شامی ص۳۲)

یعنی احتیاط اِس میں ہے کہ جاہل (عامی) شخص روزانہ ایمان کی تجدید کرتا رہے۔ اور ہر مہینے میں دو یا ایک مرتبہ اپنا نکاح پڑھاتا رہے۔ (یعنی نیا کرتا رہے) دو گواہوں کے سامنے کیونکہ اگرچہ آدمی کی طرف سے کوئی گناہ نہ ہو۔ مگر عورتیں گناہ میں کثرت کرتی ہیں۔

"حق العالم على الجاهل وحق الاستاذ على التلميذ واحد على السواء وهو ان لايفتح بالكلام قبله ولايجلس مكانه وان غاب ولايرد عليه كلامه ولايتقدم عليه فی مشيه"۔ (فتاوی عالمگیری ج٦ ص ٣٥١ بر حاشيه فتاوی البزازيه)

Marfat.com

عالم کا جاہل پر اور اُستاذ کا شاگرد پر حق ایک جیسا ہے۔ اور وہ حق یہ ہے۔ کہ استاذ یا عالم کے سامنے ان سے پہلے بات شروع نہ کرے۔ ان کی بیٹھنے کی جگہ پر نہ بیٹھے۔ اگرچہ اُستاذ غائب ہو۔ اور ان کی بات کو رد نہ کرے۔ اور چلنے میں ان سے آگے نہ بڑھے۔

دُرر الفرائد میں لکھا ہے کہ۔

''حق الاستاذ فرض فمن انکر من حقه فهو کافر و کذا الشیخ افضل من الاب فادبه اولی من ادبه وقال یحییٰ بن معاذ العلماء ارحم بامة محمدﷺ من ابائهم و امّهاتهم قیل و کیف ذالک. قال لان ابائهم وامّهاتهم یحفظونهم من النار الدنیا وهم یحفظونهم من النار الآخرة ''۔

استاد کا حق فرض ہے۔ جس نے استاد کے حق سے انکار کیا۔ وہ کافر ہے اس طرح شیخ (پیر و مرشد) کا حق ہے۔ بلکہ شیخ والد سے افضل ہے۔ اس لئے ان کا ادب والد کے ادب سے مقدم و اولیٰ ہے۔ یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں کہ۔ اُمتِ محمدﷺ پر علماءِ کرام والدین سے بڑھ کر رحم فرمانیوالے ہیں۔ پوچھا گیا۔ کہ یہ کیسے؟ آپ نے فرمایا کہ والدین بچوں کو دنیاوی آگ سے بچاتے ہیں۔ اور علماءِ کرام ان کو اخروی آگ سے بچاتے ہیں۔

بریقه محمودیه فی شرح طریقه محمدیه ص ۲۵۸ پر لکھا ہے۔

وینبغی ان یقدم حق معلمه علی حق أبویه کما روی ان الحلوانی حین خروجه من بخاریٰ زارته تلامذته الاالمزنجری قال منعتنی عن الزیارة خدمة امی قال الشیخ ترزق العمر ولاترزق الدرس وکان کذٰلک قال الشاعر۔

آبـاء اجسـامنـا الـذين مـضـوا　　قـد أوقـعونـا فی موقـع التلف

مـن عـلـم العلم كـان خير أب　　وهـو أبـو الـروح لا أبـو الـنطف

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر کبیر ج ا صفحہ ۲۶۱ پر تحریر کرتے ہیں۔

''ان الشيخ مقدم من الأب والأم لان الأباء والامهات يحفظونهٗ من نار الدنيا وآفاتها والمشائخ يحفظونه من نار الآخرة واشتدادها''۔

علامہ ابراہیم عبیدی مالکی اپنی کتاب عمدۃ التحقیق فی بشائر آل الصدیق صفحہ ۳۳۰ پر لکھتے ہیں۔

''الولد علی قسمين: ولد صُلب وولد قلب وعند العارفين ولد القلب مقدم علی ولد الصُلب''۔ فتدبر ولاتكن من المتعصّبين۔ والله ورسوله اعلم۔

شعبۂ للبنات جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ معلمہ حافظہ نازیہ بنت محمد مسکین (مرحوم)۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ استاد کی تعظیم کے متعلق فرماتے ہیں۔

''اناعبد من علمنی حرفا واحدا ان شاء باع وان شاء اعتق وان شاء استرق''۔

(تعليم المتعلم، بريقه محموديه فی شرح طريقه محمّديه)

یعنی میں اس شخص کا غلام ہوں جس نے مجھے ایک حرف پڑھایا۔ اگر وہ چاہے تو مجھے بیچ دے اگر چاہے تو آزاد کردے اور اگر چاہے غلام بنالے۔

سرکارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ۔

Marfat.com

''من تعلم عبدا آية من كتاب الله فهو مولاه لاينبغي له ان يخذله ولايستأثر عليه''۔

یعنی جو کسی کو کتاب اللہ کی ایک آیت سکھا دے وہ اس کا آقا ہے لہٰذا سیکھنے والے طالب علم کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس کی توہین کرے یا اس پر برتری جتائے۔

کسی شاعر نے حقوق الاستاذ کے بارے میں عجیب اشعار لکھے ہیں۔

رأيت احق الحق حق المعلم ۔۔۔ واوجبه حفظا على كل مسلم

لقد حق ان يهدى اليه كرامة ۔۔۔ لتعليم حرف واحد الف درهم

میں نے تمام حقوق سے زیادہ استاد کا حق دیکھا ہے۔ میں استاد کے حق کی حفاظت کرنا تمام مسلمانوں پر زیادہ ضروری سمجھتا ہوں۔ بے شک حق یہ ہے کہ استاد کے ایک حرف کی تعلیم کے بدلے میں ادب کی بناء پر ہزار درہم ہدیہ پیش کیا جائے تو بھی کم ہے۔

(بريقه محموديه في شرح طريقه محمديه ج ۴ ص ۳)

لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ استاد اور شیخ کی فرمانبرداری اور ادب لازمی ہے۔ شیخ اور استاد کی نافرمانی اور بے ادبی سے بچنا ضروری ہے کیونکہ نافرمانی اور بے ادبی کرنے سے طالبِ علم اور مُرید عاق ہو جاتا ہے۔ اور عاق کے بارے گذشتہ سطور میں تفصیل گذر چکی ہے۔ والله اعلم بالصواب۔

(ہادیہ بنتِ مفتی عبدالحنان نوّر الله مرقدهٗ سابقہ معلّمہ: شعبہ للبنات جامعہ امام ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کاٹلنگ ضلع مردان)۔

قال في تعليم المتعلم ان طالب العلم لا ينال العلم ولاينتفع به الا بتعظيم العلم واهله وتعظيم الاستاذ وتوقيرة قبل ما وصل من وصل الابمراعاة الحرمة وماسقط من سقط الا بترك

Marfat.com

الحرمة وتعظيم العلم خير من الطاعة الا ترى ان الانسان لا يكفر بالمعاصية وانما يكفر بترك الحرمة ومن تعظيم العلم تعظيم المعلم قال على كرم الله وجهه " انا عبد من علمنى حرفا وان شاء باع وان شاء استرق" ومن علمك حرفا مما تحتاج اليه فى الدين فهو أبوك فى الدين ومن توقير المعلم ان لايمشى أمامه ولايجلس مكانهٗ ولايبدأ الكلام عندهٗ ولايسأل شيئا عند ملالته ويراعى الوقت ولايدق الباب ويطلب رضاه ويجتنب سخطه ويمتثل امره فى غير معصية ومن توقيره توقير أولاده وقرابته وخدامه ثم قال فمن يؤذى أستاذه يحرم بركة العلم ولاينتفع به الا قليلا (انتهى). وفى الفتاوى البزازيه بر حاشيه فتاوى عالمگيرى ج٦ ص ۳۵۱ "حق العالم على الجاهل وحق الاستاذ على التلميذ واحد على السواء وهو ان لايفتتح بالكلام قبله ولايجلس مكانه وان غاب ولايرد عليه كلامه ولايتقدم عليه فى مشيه. وفى الفتاوى العالمگيريه "وينبغى للرجل أن يراعى حقوق استاذه وآدابه لايضن بشئ من ماله ولايقتدى به فى سهوه كذا فى الغرائب ويقدم حق معلمه على حق أبويه وسائر المسلمين. (ص۳۷۸). وفى خلاصة الفتاوى التقديم على العلماء معصية كبير كما جاء فى الحديث من تقدم على العلماء فهو ملعون هكذا فى الفتاوى وفى الشافى لايجوز ان يتقدم العالم على ابن استاذه او ابن ابن استاذه اذا كان ذلك الابن وابن الابن عالما اما اذا كان جاهلا

Marfat.com

فهو بالخيار زجرا له. (ج۴ ص۳۲۷). وفی الدرر الفرائد فصل
فی الکرهية ص ۳۳٦ وكذلک لاتسافر بغير اذن الاستاذ حتى
لا يصير عاقا. وفي الوسيلة الاحمدية والذريعة السرمدية بر
حاشيه شرح طريقه محمديه ص ۲۵٦ ولايتقدم عليه في مشيه
فقد صح قولهٗ ﷺ لمن تقدم على الصديق في ذلک أتمشى
امام من هو خير منک الحديث. كما هو في المواهب وروى
الديلمي وغيره عن جابر رضي الله تعالى عنه قال قال رسول
الله ﷺ المشي بين يدی الكبراء من الكبائر ولايمشى بين
يدی الكبراء الا ملعون قالوا ومن الكبراء يا رسول الله قال
العلماء والصالحون كما في التوفيق وقد ورد في الاخبار من
عظم الشيوخ يعطى لهٗ مثل عمرهم وفي تعليم المتعلم اى
الكتاب المسمى به ومن توقير (بالقاف) المعلم أن لايمشى اى
الطالب امامه اى الاستاذ تعظيما له ولايجلس مكانه ولايبتدی
الكلام عنده الاباذنه ولايكثر الكلام أی المباح فضلا عن غيره
عنده لانه يفضى للخروج عن الادب ولايسأل منه شيئا من
العلم عند ملالته لثقل الجواب عليه ويراعى الوقت فيأتى وقت
ظهوره ولايدق الباب عند وصوله إليه لئلا يؤذی الاستاذ فيه بل
يصبر حتى يخرج قال الله تعالى. "ولو أنهم صبروا حتى تخرج
إليهم لكان خيرا لهم" فالحاصل في ذلک انه اى التلميذ
والجاهل يطلب رضاه أی العالم ويجتنب سخطهٗ أی ما يؤذيه.
وفي التكملة ج ۱ ص ۱۴۵ . ومن طعن على علماء الامة فلايلوا

Marfat.com

من الا امۃ کما فی الکرمانی. وفی بحر الرائق ومن ابغض عالما من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر ولو صغر الفقیه او العلوی قاصدا الاستخفاف بالدین کفر (ج ۱ ص ۱۲۴). وفی عالمکیری. وفی النصاب من ابغض عالما من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر ج۲ ص ۸۸۹ وایضا فی عالمکیری ویخاف علیه الکفر إذا شتم عالما او فقیها من غیر سبب ج۲ ص ۸۹۰ وایضًا شامی. قال فی الاشباه الاستهزاء بالعلم والعلماء کفر وعن مجموع النوازل اهانة علماء الدین کفر وعن المحیط ان شتم عالما فقد کفر فتطلق امرأتهٗ. الاستخفاف بالعلماء کفر لکونه استخفافًا بالعلم والعلم صفة الله تعالیٰ (بزازیه ص ۱۷۸). قال فی الاشباه الاستهزاء بالعلم والعلماء کفر وعن منیة المفتی تخفیف العلم والعلماء کفر وعن الخزانة من اذی العلماء ینفی من البلد وعن مجموع النوازل اهانة علماء الدین کفر. (بریزه ج۴ ص۴) حررهٗ۔

فقیر سیّد عبدالحق شاہ ترمذی حنفی سیفی۔

والله اعلم بالصواب۔

اللّٰهم اغفر لمصنفه ولوالدیه ولاحبابه ولاولاده ولعشیرته ولازواجه ولاخوانه ولذرّیاته النسبی والروحانی ولمن سعیٰ فیه. آمین یارب العٰلمین برحمتک یاارحم الراحمین. تمت بالخیر۔

تاریخ: ۱۳۔۲۔۲۰۰۷ وقت: ۱۰:۰۰صبح

Marfat.com

والدین کی نافرمانی اوران کی گستاخی کرنا شریعت میں بدترین جُرم اوردنیاوی واُخروی تباہی وبربادی کا باعث ہے۔ اوراُن کی خوشنودی اورتابعداری جنت میں داخلے کا ذریعہ وسبب ہے۔ بلکہ حضور سیدِ دوعالم ﷺ نے جنت کو تحت اقدام الامھات قرار دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی باپ کی خوشنودی سے جوڑ رکھی ہے۔ تو والدین کا نافرمان اللہ تعالیٰ کے نزدیک یقیناً بہت بڑا مجرم ہے۔ اور ایسا شخص سزا کے قابل ہے البتہ دنیا میں زجر وسزا رائے الامام کے حوالے ہے وہ جتنا اور جیسا مناسب سمجھے وہی بہتر ہوگا۔

''لما قال الله تعالیٰ ولاتقل لهما اُف ولاتنهرهما وقل لهما قولا كريما''۔(سورة بنی اسرائيل آيت ۲۱، فتاوىٰ حقانيه ج۲ ص ۴۴۹)وقال عبدالله بن عمر الكبائر سبع الاشراک بالله وعقوق الوالدين...الخ. وسئل ابن عباس عن الكبائر اسبع هی قال هن إلى السبعين أقرب وعد منهن عقوق الوالدين...الخ (جوهرة النيّرة شرح قدوری ج ۲ كتاب الشهادات ص۲۹۵). وعن عبدالله بن عمرو قال قال رسول الله ﷺ الكبائر الاشراک بالله وعقوق الوالدين وقتل النفس واليمين الغموس. روى البخاری وفی رواية انس رضی الله تعالیٰ عنه وشهادة الزور بدل اليمين الغموس. (متفق عليه، مشكوٰة المصابيح ج ۱ ص۱۷ باب الكبائر وعلامات النفاق الفصل الاول، فتاوىٰ فريديه ج۲ ص۴۲۴). عن عبدالله ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال قال رسول الله ﷺ رضی الربّ فی رضی الوالدين سخط الله فی سخط الوالد. كذا فی

Marfat.com

الجامع الصغیر لانهٗ تعالی امر ان یطاع الاب ویکرم ومن اطاعه فقد اطاع الله تعالی ومن اغضبهٗ فقد اغضب الله تعالیٰ وھٰذا وعید شدید یفید ان العقوق کبیرة وعلم منه بالاولی ان الام کذٰلک کذا فی التیسیر لان حقّها اکثر فعلی العاقل ان یحترز ان یکون عاقا لوالدیه. (بحواله دُرّة الناصحین ج ۲ ص)۔

یہ بات پہلے ثابت ہو چکی ہے کہ استاذ و مرشد کا حق والدین کے حق سے زیادہ اور فوق ہے۔ لہٰذا ان کی نافرمانی بہت بڑا جرم اور گناہ ہے۔ اور گناہ چاہے صغیرہ ہو یا کبیرہ اسے حلال جاننا یہ کفر ہے۔ لہٰذا ایسا شخص کافر ہے۔

در فاتحۃ العلم گفتہ کہ عقوق والدین را توبہ محو کند و عقوق استاذ را نکند

(فتاوی برہنہ ج ا ص ۱۰۵)۔ نمبر ۶۰ (من المحرمات)

و مشی پیش از کبری ای علماء و صلحاء و فی الحدیث المشی بین یدی الکبیریاء کبیرة ولا یتقدم الا ملعون این در کنز گفتہ۔ (ج ا ص ۱۱۲ برہنہ)

در جامع گفتہ باہانت علم و علماء کافر میشود براصح۔ (برہنہ ج ا ص ۱۲۷)

یا تشبیہ کند بمذکران یا معلمان بطریق استہزاء در خلاصہ گفتہ و ہمچنین جماعتی کہ بادی بخندد۔ یا استہزاء کند شریعت را اھ (فتاوی برہنہ ج ا ص ۱۲۷)

الاستهزاء بالعلم والعلماء کفر

(حموی شرح اشباه والنظائر ص ۱۷۸)

قال الملا علی قاری من ابغض عالما من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر قلت الظاهر انه یکفر لانه اذا ابغض العالم من غیر سبب دنیوی او اخروی فیکون بغضهٗ لعلم الشریعة ولاشک فی کفر من انکره فضلًا عمن ابغضهٗ. (شرح فقه الاکبر لملا

Marfat.com

علیٰ قاری ص ۱۷۳ فصل فی العلم والعلماء) بحواله: (فتاوی فریدیه ج۲ ص ۴۲۳)۔

تفسیر روح البیان میں لکھا ہے استاد کا عاق توبہ سے نہیں بخشا جاتا جب تک کہ استاد کو راضی نہ کرے۔ اس سے ثابت ہوا کہ عاق، شرک سے بڑا گناہ ہے کیونکہ شرک توبہ سے بخشا جاتا ہے۔ اللہ ربّ العزت ہمیں والدین، استاد اور شیخ کی نافرمانی سے بچائے۔ آمین۔ (عبدالاکبر نقشبندی سیفی)

Marfat.com

قبر کے گرد تبرکاً گھومنے کا شرعی حکم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اور مفتیانِ کرام اس مسئلے میں کہ کعبۃ اللہ کے علاوہ کسی اور چیز کا طواف کرنا اور اس کے ارد گرد گھومنا کیسا ہے۔

بیّنوا توجروا۔ فقط والسلام

المستفتی: سید سراج الحق سیفی

الجواب ومنہ الصدق والصواب:

طواف کرنا بہ نیت تقرب وتعبد کے یہ خاصہ ہے بیت اللہ شریف کا۔ مذکورہ نیت کے بغیر کسی اور چیز کا طواف کرنا یا اس کے ارد گرد گھومنا جائز ہے۔ اگر نیت تقرب اور تعبد (یعنی عبادت کرنے) کی نہ ہو بلکہ معائنہ کرنا مقصود ہو یا اس سے برکت حاصل کرنا یا اس میں برکت ڈالنا مقصود ہو تو پھر جائز ہے اور شرع میں اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

جیسا کہ حدیث شریف ہے۔

''انما الاعمال بالنیات''۔ (بخاری، ج ا، ص ۴۰۱)

ایک اور حدیث شریف میں ہے: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ۔

''طاف حول اعظمها بیدرًا ثلث مرات''۔ (مشکوٰۃ، ص ۵۴۷)

Marfat.com

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ ﷺ نے کھجوروں کے بڑے ڈھیر کے ارد گرد تین چکر لگائے۔ اسی روایت کو بخاری شریف ج ۱ صفحہ ۳۹۰ میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔

''فجعل الناس یطوفون به ویتعجبون له اه ''۔(بخاری ج ۱ ص ۵۰۱) فجعل یطوف بالجمل اه (بخاری ج ۱ ص ۴۰۱) فطاف بالنخل ودعا بثمرها اه (بخاری ج ۱ ص ۳۲۲، ایضا بخاری ج ۱ ص ۳۵۴) حدیث (طاف حول اعظمها...الخ) طیبی شرح مشکوٰۃ شریف ج ۱۱ ص ۱۳۶ باب فی المعجزات اورمظاہر حق ج ۵ ص ۲۴ اوراشعة اللمعات ج ۴ ص ۸۷ پر بھی ہے۔یدور بیدرا بیدرا اه نسائی للمجتبیٰ ج ۲ ص ۱۳۰۔

واللہ اعلم ورسولہ

المجیب: فقیر سید احمد علی شاہ سیفی

Marfat.com

سیف الرحمٰن علیٰ مُنکرِ قیّومِ الزّمان

(بندہ کب قیوم الزمان بنتا ہے؟)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماءِ اہلسنت و جماعت اس مسئلے میں کہ کسی بزرگ کو قیوم زمان یا قیوم جہاں کہنا کیسا ہے۔ بعض لوگ اس کو کفر کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نا جائز ہے۔ اس کا حکم کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للّٰہ الّذی جذّب قلوب المؤمنین الی جنابه وحرّق وجود العاشقین بنار ذاته وبیّض وجوه المقرّبین بشمع جماله والصلوٰة والسلام علی رسول الّذی ارسل الی عباده واورد اسمه فی توراته محمّد رسول اللہ ﷺ وخیر العاقبة لعباده الّذین لاخوف علیهم ولاهم یحزنون.

الجواب بعون الملک الغفار وبحرمة سیّد الابرار ﷺ.

کسی بزرگ کو قیوم زمان یا قیوم جہاں کہنا جائز ہے۔ جیسا کہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکتوبات شریف میں فرمایا:

(مکتوب نمبر ۴ ۷ حصہ ۷ دفتر ۳ ص ۷۵)

ان کی عبارت آگے بیان کی جائے گی۔ ولایت کے مقامات ومراتب میں

Marfat.com

سے صوفیاءِ کرام کا ایک مقام ہے جسے ''مقامِ قیومیت'' کہتے ہیں۔ بلکہ اس کے اُوپر ایک مقام ''مقامِ صدیقیت'' ہے اور اس سے بھی اُوپر ایک مقام ''مقامِ رضا و عبدیت'' ہے۔ پھر اس مقام یعنی (عبدیت) میں مراتب کی ترقی ہوتی ہے۔ بعض دوسرے سے اُوپر ہوتے ہیں اپنے مراتب کے اعتبار سے۔ مصنف عمدۃ المقامات محمد الملقب بفضل اللہ سرہندی اپنے پیرو شیخ کے بارے میں صفحہ ۷۵۶ پر اس طرح لکھتے ہیں کہ۔

''چونکہ از صحبت کثیر البرکت حضرت قیوم جہاں قطب دائرۂ زمین وزمان''

یعنی چونکہ ان کی صحبت کثیر البرکت ہے اور (وہ اپنے شیخ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ) وہ قیوم جہاں ہیں اور زمین وزمان کے قطب ہیں۔ یہاں پر انہوں نے اپنے شیخ کو قیومِ جہاں اور قطبِ زمین وزماں کہا ہے۔ کیونکہ وہ ان مراتبِ عالیہ پر فائز تھے۔ اگر یہ کفر و شرک ہوتا تو پھر صاحبِ عمدۃ المقامات اس طرح کیوں کہتے۔ پھر یہ ابیات تحریر فرماتے ہیں:

خلعت قطبیت وغوثیت وقیومی — از کمالِ کرم ایزد نمود انعامش
منکر او شود از درگہِ یزداں محروم — ہمچو ابلیس کہ شد از سبب ہم نامش

خلعتِ قطبیت وغوثیت وقیومیت کا اللہ نے اپنے فضل وکرم سے انہیں انعام عطا فرمایا اور ان کا منکر اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے محروم ہوگا جیسے کہ ابلیس تکبر اور حضرتِ آدم علیہ السلام کے انکار کی وجہ سے محروم ومردود ہوا۔

پھر صاحبِ عمدۃ المقامات صفحہ ۵ پر اپنے شیخ کے متعلق لکھتے ہیں کہ۔

میرے مُرشد قیوم جہاں وقیوم زمان ہے (قُدِّس سرہٗ)

یہاں بھی قیومیت کا اطلاق اپنے شیخ ومرشد پر کیا ہے۔ اور مزید صفحہ ۲۵۰ پر لکھتے ہیں کہ۔

''در ذکرِ احوالِ حضرت عروۃ الوثقیٰ محبوبِ سبحان قیوم عالمیان حضرت امام معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ''۔

Marfat.com

یہاں پر بھی حضرت امام معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر محبوبیت وقیومیت وامامت کا اطلاق ہوا ہے۔ آگے صفحہ ۳۲۴ پر لکھا ہے کہ۔

''درذکرِ قطب دوران قیومِ زمان حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ''۔

یہاں پر بھی حضرت محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قطبِ دوران اور قیوم زمان کہا ہے۔ اسی طرح صاحبِ عمدۃ المقامات صفحہ ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷ میں بار بار مختلف اولیاءِ کرام پر لفظِ قیوم کا اطلاق کیا ہے۔ اور صفحہ ۳۵۱ پر لکھا ہے کہ۔

''درذکرِ فضائل وخصوصیات وتصرف وخرق عادات جناب حضرت قیوم زمان شیخ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ''۔

یہاں پر بھی قیومِ زمان کا اطلاق شیخ محمد صادق پر کیا ہے۔ اور صفحہ ۳۹۶ پر لکھا ہے کہ۔

''دراحوالِ حضرت قطب الاقطاب غوث الاغواث سرمست بادہ حضرت شیخ حاجی غلام محمد معصوم وقدوۃ الاولیاء ملاذ الاتقیاء مستغرق انوار سرمد حضرت شاہ غلام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ''۔

پھر صفحہ ۳۹۷ پر یہ ابیات تحریر کیے ہیں:

ای مستِ شرابِ قیوم — شد بر تو مزین اسم معصوم
ای بلبل آشیان جبروت — منظور تو بوستانِ لاہوت
ای آہوی مرغزار قدسی — صحرای تو صحنِ عرش و کرسی

اور صفحہ ۴۰۲ پر لکھتے ہیں:

نگاہِ جذباتِ لایزالی — بردش بحریم بی زوالی
زد سکۂ قطبیت نامش — ہم کرد قیوم خاص وعامش

ہم غوث و امام وقت خود شد ہم فردِ ہمام وقت خود شد
شد ملک و ملک مسخر او کونین چو حلقہ بر درِ او

پھر صفحہ ۴۰۹ پر مزید لکھتے ہیں کہ:

شد دین امام قیوم قطب دو جہان امام معصوم
آن زنگ خطر چون بود در دل شد رفع ز فضل پیرِ کامل

پھر صفحہ ۴۴۵ پر لکھا ہے کہ:

در احوالِ مجدد مائۃ ثالث عشر غوث الجن والبشر قطب زمان قیومِ جہان زبدۃ اہل اللہ حضرت حاجی محمد صفی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

پھر صفحہ ۴۵۹ پر اس مبارک ہستی کو ''قیومِ جہاں'' کہا گیا ہے۔

پھر صفحہ ۴۶۵ پر ''قیومِ جہاں محبوب رحمان'' کہا ہے۔

پھر ۴۷۶، ۴۸۷ پر بھی ''قیوم جہاں'' کہا گیا ہے۔

اور صفحہ ۴۸۹ پر لکھا ہے۔

''الشيخ الاجل قطب الاكمل غوث الاغواث قيوم البشر مجدد مائة ثالث عشر مولانا ومرشدنا الحضرت حاجی صفی الله رحمة الله تعالى عليه''۔

مرثیہ:

هو قطب الاقطاب العلىٰ فاسترجعوا اهل البلاء
محى الدين قد علىٰ قيوم وقت معتلىٰ
هو فرد عصر مختبر هو غوث الاغواث البشر

Marfat.com

ھــو قــطــب الارشــاد الامــم	قــطــب الــمــدار الــمــحــتــشــم
هــادی الــطــریــق الــمــعــتــصــم	فــاسـتـرجـعـوا اھـل الـبـلاء

اس سے معلوم ہوا کہ متقدمین اولیاء ومشائخ واسلاف اپنے شیوخ کو قطب، قیوم اور محبوب کے القاب سے یاد فرماتے تھے اور اس کو شرک یا کفر نہیں سمجھتے تھے۔

اور ''حضرات القدس'' (جو تصنیف ہے حضرت شیخ بدر الدین سرہندی کی) صفحہ ۲۶۹ اور صفحہ ۲۷۰ پر لکھا ہے کہ۔

''مقامِ قیومیت کی نسبت چند لوگوں پر ہوئی ہے۔ جن میں سے حضرت امام معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی احمد بن عبد الاحد السرہندی الفاروقی النقشبندی المتوفی ۱۰۳۴ فرماتے ہیں کہ: آیت کریمہ فمنهم ظالم لنفسه کی تاویل اور آیت کریمہ انا عرضنا الامانة کے بیان اور انسان کامل کی خلافت کے بیان میں کہ اس کا معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کو تمام اشیاء کا قیوم بنادیتے ہیں۔ اور وہ ظالم لنفسہ ہے۔ اور مقتصد کو ندیم اور خلیل سے تعبیر کیا ہے۔ اور سابق بالخیرات کو محب ومحبوب کے ساتھ جن کا سرحلقہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اس آیۃ کریمہ ''انا عرضنا الامانة علی السمٰوٰت والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان انه کان ظلومًا جهولًا''۔

ترجمہ: ہم نے اپنی امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کی لیکن انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اُٹھا لیا یہ بڑا ہی ظالم اور جاہل ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آگے لکھتے ہیں کہ۔ محسوس ہوتا ہے کہ بالفرض اگر اس بار امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے

Marfat.com

حوالہ بھی کرتے تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے اور ان کا کچھ اثر باقی نہ رہتا۔ وہ امانت اس فقیر کے خیال میں نیابت کے طور پر تمام اشیاء کی قیومیت ہے جو انسان کامل کے ساتھ مخصوص ہے یعنی انسانِ کامل کا معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کو خلافت کے حکم سے تمام اشیاء کا قیوم بنا دیتے ہیں۔ اور تمام مخلوق تمام ظاہری و باطنی کمالات کا اضافہ اور بقا اس کے ذریعے پہنچاتے ہیں۔ (مکتوبات صفحہ ۲۰۶ م نمبر ۳۷) پھر مکتوب نمبر ۹۵ دفتر سوم حصہ نو میں لکھتے ہیں: "ایں کرم در حق ما امروز نیست مشت خاک مارا از خاک برداشتہ خلیفہ خود ساخت و بہ نیابت خود اشیاء گردانید"۔

لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ کسی بزرگ کو قیوم زمان و قیوم جہاں کہنا جائز ہے۔

"وقال فی تفسیر روح البیان تحت هٰذه الآیۃ "الله لا اله الا هو الحی القیوم" ای فی تفسیر القیوم ومدخل العبد فی هٰذا الوصف بقدر استغنائه عما سوی الله تعالٰی"۔

یعنی بندہ (بھی) اس صفت سے اس وقت متصف ہوتا ہے جب وہ ماسوی اللہ سے (کامل طور پر) مستغنی ہو۔

پیر کو قیوم زمان اس لیے بھی کہتے ہیں کہ مُرید بیعت سے پہلے شریعت کا پابند نہیں تھا پھر وہ بیعت کرنے کے بعد شریعت پر قائم ہو گیا۔ ذکر اللہ پر قائم ہوا، حضور مع اللہ پر قائم ہو گیا، اوامر اللہ پر قائم ہو گیا، حب فی اللہ پر قائم ہو گیا بغض فی اللہ پر قائم ہو گیا، جہادِ اکبر (یعنی نفس کے ساتھ جہاد) پر قائم ہو گیا۔ عقیدہ اہلِ سنت و جماعت اور اولیاء اللہ کو ماننے پر قائم ہو گیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا (یعنی بیعت نہ کرتا) تو پھر وہابی، نیچری وغیرہ فرق ضالہ میں سے ہوتا۔ اس لیے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مکتوبات شریف میں فرمایا کہ ولایت کے مراتب اور صوفیاءِ کرام میں ایک مقام ہے جسے "مقامِ قیومیت" کہا جاتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Marfat.com

''تفکروا فی صفات اللہ تعالی ولاتتفکروا فی ذاتہ... او کما قال علیہ السلام''۔ اللہ کی صفات میں غور وفکر کرو لیکن اس کی ذات میں تفکر مت کرو۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کی تین اقسام ہیں:

(۱) صفات ذاتی حقیقی: جو کہ آٹھ ہیں: حیات، علم، کلام، قدرت، ارادہ، سمع، بصر، تکوین۔

(۲) صفاتِ سلبیہ: جیسا کہ لیس کمثلہ شیئ، لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوًا احد، لا یاکل ولایشرب، ولایموت ولاینام۔

(۳) صفاتِ فعلیہ: جنہیں صفاتِ اضافی بھی کہا جاتا ہے۔ خالق، رازق، محی، ممیت، رؤف، رحمٰن، رحیم، کریم، منّان۔

اب اگر آپ سے کوئی پوچھے کہ غیر اللہ کو حیات، عالم، متکلم، قادر، سمع والا، بصارت والا یا ارادہ والا کہا تو کیا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہوا اگر ایسا ہو تو پھر دنیا میں کوئی بھی مسلمان نہیں رہے گا حالانکہ ہمارے محاوروں میں کہا جاتا ہے کہ یہ بہت بڑا عالم ہے، یہ حیات ہے، یہ فلاں کا کلام ہے اور یہ اس کا ارادہ ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی صفات ظاہر اور باطن بھی ہیں جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے۔

''ھو الاول والاٰخر والظاھر والباطن ''۔ اور اعلیٰ، اکبر، عظیم بھی ہیں۔ عام لوگوں کے محاورے میں یہ استعمال ہوتا ہے کہ یہ ظاہر ہے، یہ باطن ہے، یہ اول ہے، یہ آخر ہے، یہ اعلیٰ ہے۔ عرب کہتے ہیں ھذا اکبر، ھذا اخی اکبر۔ پاکستانی کہتے ہیں یہ وزیرِ اعلیٰ ہے، یہ وزیرِ اعظم ہے، یہ عظیم الشان ہے۔ یہ تمام باتیں ہم بھی کہتے ہیں اور تمام لوگ بھی کہتے ہیں تو کیا (نعوذ باللہ من ذٰلک) ہم تمام مشرکین ہیں۔ تو لٰہذا ہمیں شرکِ اسمی وحقیقی کے درمیان فرق کرنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ ہم اپنے علم سے خود ہی کافر ہو جائیں جیسے کہ فارسی دان کہتے ہیں۔ ''کم علم زود خود را کافر میکند''۔

Marfat.com

چونکہ یہ ایک مختصر رسالہ ہے اس لیے اس میں طوالت مناسب نہیں ہے جو حضرات اسماء وصفات کے بارے میں مزید تفصیل چاہیں وہ علم الکلام کی کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ''رب'' ہے جو کہ اسم مشترک ہے۔ جیسا کہ فقہاءِ کرام فرماتے ہیں:

''وإذا اختلط الخیاط ورب الثوب فقال رب الثوب امرتک ان تعمله قباء وقال الخیاط قمیصًا۔

(ھدایہ. کتاب الاجارات ج ۳، صفحہ ۲۶۱)

رب العبد. (ھدایہ ج ۳ صفحہ ۶۵ باب الحقوق)''

''رب'' اسم مشترک ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ معلم صاحب نے میری تربیت کی ہے۔ اور قرآن مجید میں مختلف مقامات پر لفظ ''رب'' کی نسبت غیر اللہ کی طرف کی گئی ہے۔ جیسا کہ سورۃ یوسف میں ہے۔

''وقال الذی ظنّ انه ناج منهما اذکرنی عبد ربک فأنسه الشیطٰن ذکر ربه...الخ. امّا احد کما فیسقی ربه خمرا...الخ. قال ارجع إلی ربک...الخ. قال معاذ الله انه ربی احسن مثوای...الخ وقل رب ارحمهما کما ربّیٰنی صغیرا''۔ وغیرہ۔

اب اگر یہاں ان اسماء مشترک میں فرق نہیں کیا اور اللہ اور بندے کی صفات میں فرق نہیں سمجھا تو خود بھی مشرک و کافر ہو جائیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلم شریف میں ایک طویل حدیث منقول ہے۔

''قال اخبرنی عن اماراتها قال ان تلد الامة ربتها وفی روایة ربّها علی التذکیر وفی الاُخریٰ بعلها والبعل ھٰھنا وھو الرب

Marfat.com

والسیّد"۔ (فتح الملهم ص ۱۶۹ شرح صحیح مسلم)

اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم "اللہ" ہے جو اس کا علَم ہے یعنی ذاتی نام ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی پر نہیں بولا جاتا باقی دوسرے اسماء کا غیر اللہ پر اطلاق ہوسکتا ہے۔

جیسا کہ فتاویٰ سراجیہ وابوالمنتہیٰ صفحہ ۱۷ پر ہے:

"اعلم ان هٰذا الاسم اعظم الاسماء (یعنی الله) لانه دال علی الذات الجامعة لصفات الالٰهیة ولانه اخصّ الاسماء اذ لا یطلقهٗ احد علی غیر الله لاحقیقة ولامجازًا وسائر الاسماء قد سمی بها غیر الله کالقادر، والعالم، والرحیم، وغیرها"۔

اور اسی طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ۔

"لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم"۔

اس آیت کریمہ میں رؤف ورحیم دو صفات استعمال ہوئی ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی صفات بھی ہیں اور رسولِ اکرم ﷺ کی صفات بھی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی حضور ﷺ کی شان میں فرمایا۔

"انه لقول رسول کریم"۔

کریم اللہ کی صفت ہے اور اس آیت میں حضور ﷺ کو بھی کریم فرمایا گیا ہے۔ اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"عن ابن عمر رضی الله عنه عن النبی ﷺ الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراهیم علیهم السلام"۔ (بخاری، ج۱، ص۴۷۹)

Marfat.com

حضور اکرم ﷺ نے قبط کے بادشاہ کو ایک خط لکھا:

"من محمد بن عبداللہ و رسولہ إلی المقوقس عظیم القبط سلام علی من اتبع الھدیٰ... الخ"۔

اب علماءِ کرام خود فیصلہ یہ فرمائیں کہ اللہ نے اپنے پیغمبر کو تین صفات رؤف، رحیم اور کریم سے یاد فرمایا اور حضور علیہ السلام نے چار انبیاءِ کرام کو جو کریم کہا ہے اور حضور اکرم ﷺ نے بادشاہ مقوقس کو خط میں عظیم لکھا، یہ تمام اسماء اللہ تعالیٰ کے ہیں اگر یہ شرک ہوتا تو اللہ اور اس کا رسول ان کا اطلاق غیر اللہ پر کیسے کرتے۔ لیکن یہ شرک نہیں ہے بلکہ یہ تمام اسماء مشترکہ ہیں۔ یعنی یہ اسماء اللہ پر اور غیر اللہ دونوں پر بولے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح ایک اسم "حق" ہے۔ اور لفظ "حق" بہت سی چیزوں پر بولا جاتا ہے۔ جیسا کہ یہ کہتے ہیں کہ۔ "یہ بات حق ہے"۔ یہ آدمی حق پر ہے"۔ میرا اس پر یہ "حق" ہے۔ "اتنا حق ہے"۔ "حق کہنا، حق چھپانا" "یہ استاد کا حق ہے کسی اور کا نہیں"۔ "ماں باپ کا حق اتنا ہے" "زوج کا حق اتنا ہے"۔ زوجہ کا حق اتنا ہے، پڑوسی کا حق اتنا ہے، مہمان کا حق اتنا ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔

"للمؤمن علی المؤمن ستۃ حقوق"۔ یعنی "حق" بھی اسماء مشترکہ میں سے ہے۔

"یراد فی حق العباد غیر ما یراد فی حق اللّٰہ"۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء میں ایک اسم "جامع" ہے۔ حالانکہ ہمارے محاوروں میں استعمال ہوتا ہے کہ "یہ بہت بڑا جامع عالم ہے"۔ اور اسی طرح ایک اسم "ہادی" ہے۔ سورۃ الرعد میں ہے "ولکل قوم ھاد"۔ اسی طرح ایک اسم "قوی" ہے۔ جبکہ یہ صفت نبی اکرم ﷺ نے مؤمن کیلئے استعمال فرمائی ہے

Marfat.com

''المؤمن القوی خیر واحب الی الله من المؤمن الضعیف. او کما قال ﷺ''۔

یہ تمام اسماء مشترکہ ہیں اور اللہ کی صفات کا اس کی شان کے مطابق اطلاق کیا جاتا ہے اور بندہ کیلئے اس کے اعتبار سے اطلاق کیا جاتا ہے۔ مثلاً اللہ قدیم ہے۔ جیسا کہ اللہ کی صفت حیات ہے اور یہ اس کی ذاتی صفت ہے۔ یہ قدیم ہے، بے چون ہے، ازلی ہے، لامکانی ہے غیر متناہی ہے۔ اور غیر اللہ کی حیات حادث ہے، عارضی ہے، چونی ہے، مکانی ہے، متناہی ہے، چندروزی ہے۔

اب ہم چند آیاتِ کریمہ پیش کرتے ہیں جن میں اسماءِ مشترکہ کا اطلاق غیر اللہ پر بھی ہوا ہے۔

ولھم عذاب عظیم. (البقرۃ:۷)

اوران کے لیے سخت عذاب ہے۔

وفی ذٰلکم بلاء من ربکم عظیم. (البقرۃ:۴۹)

اوراس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی (کڑی) آزمائش تھی۔

ولھم فی الآخرۃ عذاب عظیم. (البقرۃ:۱۱۴)

اوران کے کیلئے آخرت میں (بھی) بڑا عذاب ہے۔

واخراج اھلہٖ منہ اکبر عند الله والفتنۃ اکبر من القتل. (البقرۃ:۲۱۷)

اور وہاں کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا اللہ کے نزدیک (اس سے بھی) بڑا گناہ ہے، اور یہ فتنہ انگیزی قتل وخون سے بھی بڑھ کر ہے۔

قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما...الخ. (البقرۃ:۲۱۹)

فرما دیں: ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ (دنیوی)
فائدے بھی ہیں مگر ان دونوں کا گناہ ان کے نفع سے بڑھ کر ہے۔

ولعبد مؤمن خیر من مشرک. (البقرۃ:٢٢١)

اور یقیناً مشرک مرد سے مؤمن غلام بہتر ہے۔

وما تخفی صدورھم اکبر. (آل عمران:١١٨)

اور جو (عداوت) ان کے سینوں نے چھپا رکھی ہے وہ اس سے (بھی) بڑھ کر ہے۔

وأن تؤمنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم. (آل عمران:١٧٩)

اور اگر تم ایمان لے آؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو تمہارے لیے بڑا ثواب ہے۔

انہ کان حوبا کبیرا. (ای عظیمًا جلالین) (النساء:٢)

یقیناً یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

ولاتؤتوا السفھآء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیامًا. (النساء:٥)

اور تم بے سمجھوں کو اپنے (یا ان کے) مال سپرد نہ کرو جنہیں اللہ نے تمہاری معیشت کی استواری کا سبب بنایا ہے۔

ان تمیلوا میلا عظیما. (النساء:٢٧)

کہ تم راہِ راست سے بھٹک کر بہت دُور جا پڑو۔

وندخلکم مدخلا کریما. (النساء:٣١)

اور تمہیں عزت والی جگہ میں داخل فرمادیں گے۔

الرجال قوّامون علی النساء. (النساء:٣٤)

مرد عورتوں پر محافظ و منتظم ہیں۔

اجرا عظیما. (النساء:٤٠)

Marfat.com

بڑا اجر عطا فرماتا ہے۔

اتینا ھم ملکا عظیما. (النساء:۵۴)

ہم نے انہیں بڑی سلطنت بخشی۔

فافوز فوزا عظیما. (النساء:۷۳)

تو میں بھی بڑی کامیابی حاصل کرتا۔

وکان فضل اللہ علیک عظیما. (النساء:۱۱۳)

اور آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔

فسوف نؤتیہ اجرا عظیما. (النساء:۱۱۴)

تو ہم اس کو عنقریب عظیم اجر عطا کریں گے۔

وانزلنا الیکم نورا مبینا. (النساء:۱۷۴)

اور ہم نے تمہاری طرف (اسی کے ساتھ قرآن کی صورت میں) واضح اور روشن نور (بھی) اُتار دیا ہے۔

واعدّ لہٗ عذابا عظیما. (النساء:۹۳)

اور اس نے اس کے لیے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔

واجر عظیم. (المائدۃ:۹)

اور بڑا اجر ہے۔

قد جاء کم من اللہ نور (ھو النبی ﷺ) وکتاب مبین (ای القرآن) (المائدۃ:۱۵)

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور (یعنی حضرت محمد ﷺ) آ گیا ہے اور ایک روشن کتاب (یعنی قرآن مجید)۔

انما یرید الشیطٰن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء (المائدۃ:۹۱)

شیطان یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور کینہ ڈلوا دے۔

تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک. (المائدۃ: ۱۱۶)

تو ہر اس (بات) کو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے اور میں ان (باتوں) کو نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہیں۔

عذاب یوم عظیم. (الانعام: ۱۵)

بڑے عذاب کے دن سے

وقل لهما قولا کریم. (بنی اسرائیل: ۲۳)

اور ان دونوں کے ساتھ بڑے ادب سے بات کیا کرو۔

فانی اخاف علیکم عذاب یوم کبیر. (ھود: ۳)

تو بے شک میں ڈرتا ہوں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے۔

ثمّ یردّون الی عذاب عظیم. (التوبۃ: ۱۰۱)

پھر وہ (قیامت میں) بڑے عذاب کی طرف پلٹائے جائیں گے۔

الا الذین صبروا وعملوا الصّٰلحٰت ، اولئک لهم مغفرۃ وّ اجر کبیر. (ھود: ۱۱)

مگر جن لوگوں نے صبر کیا اور عمل کیے نیک یہی لوگ ہیں جن کیلئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

ان کیدکنّ عظیم. (یوسف: ۲۸)

یقیناً تم عورتوں کا فریب بڑا (خطرناک) ہوتا ہے۔

قال اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم. (یوسف: ۵۵)

یوسف علیہ السلام نے فرمایا: (اگر تم نے واقعی مجھ سے کوئی خاص کام لینا

Marfat.com

ہے تو) مجھے سرزمین (مصر) کے خزانوں پر (وزیر اور امین) مقرر کر دو، بے شک میں (انکی) خوب حفاظت کرنے والا اور (اقتصادی امور کا) کا خوب جاننے والا ہوں۔

ولاجر الآخرة اکبر. (النحل:۴۱)

اور آخرت کا اجر یقیناً بہت بڑا ہے۔

انکم لتقولون قولا عظیما. (الاسراء:۴۰)

بے شک تم (اپنے ہی گھڑے ہوئے خیالات کے پیمانے پر) بڑی سخت بات کہتے ہو۔

یٰیحییٰ خذ الکتب بقوّة ، واتینه الحکم صبیّا. (مریم:۱۲)

اے یحییٰ علیہ السلام: ہماری کتاب (تورات) کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور ہم نے بچپن سے ہی حکمت وبصیرت (نبوت) عطا فرمادی تھی۔

وحنانا من لدنا وزکوٰة ، وکان تقیّا. (مریم:۱۳)

اور اپنے لطف خاص سے (انہیں) درد وگداز اور پاکیزگی وطہارت (سے بھی نوازا تھا) اور وہ بڑے پرہیز گار تھے۔

وجعلنٰهم ائمّة یهدون بامرنا. (الانبیاء:۷۳)

اور ہم نے انہیں (انسانیت کا) پیشوا بنایا وہ (لوگوں) کو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے۔

فنجّینهٗ واهلهٗ من الکرب العظیم. (الانبیاء:۷۶)

پس ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو بڑے شدید غم واندوہ سے نجات بخشی۔

ورزق کریم. (الحج:۵۰) اور (مزید) بزرگی والی عطا ہے۔

Marfat.com

ان زلزلة الساعة شیٔ عظیم. (الحج:۱)

بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے۔

لا الٰه الا هو رب العرش الکریم. (المؤمنون:۱۱۶)

اس کے سوا کوئی معبود نہیں بزرگی اور عزت والے عرش (اقتدار) کا (وہی) مالک ہے۔

لهٗ عذاب عظیم. (النور:۱۱)

اس کے لیے زبردست عذاب ہے۔

بهتان عظیم. (النور:۱۶)

بہت بڑا بہتان ہے۔

عذاب عظیم. (النور:۲۳)

ان کے لیے زبردست عذاب ہے۔

وتحسبونهٗ هیّنا وهو عند الله عظیم. (النور:۱۵)

اور اس (چرچے) کو معمولی بات خیال کر رہے تھے حالانکہ وہ اللہ کے حضور بہت بڑی (جسارت ہو رہی) تھی۔

فاخذهم عذاب یوم الظّلة ان کان عذاب یوم عظیم.

(الشعراء:۱۸۹)

پس انہیں سائبان کے دن کے عذاب نے آ پکڑا بے شک وہ زبردست دن کا عذاب تھا۔

عذابا کبیرا. (الفرقان:۱۹) بڑے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

فاخرجنهم من جنّت وعیون و کنوز وّمقام کریم.

(الشعراء:۵۷،۵۸)

Marfat.com

پس ہم نے ان (فرعونیوں) کو باغوں اور چشموں سے نکال باہر کیا اور خزانوں اور نفیس قیام گاہوں سے بھی (نکال دیا)

قالت یا ایّھا الملوء انی القی الیّ کتب کریم. (النمل:۲۹)

(ملکہ نے) کہا: اے سردارو! میری طرف ایک نامۂ بزرگ ڈالا گیا ہے۔

وانزلنا من السمآء مآء فانبتنا فیھا من کلّ زوج کریم.

(لقمان:۱۰)

اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا اور ہم نے اس میں ہر قسم کی عمدہ ومفید نباتات اُگا دیں۔

واعتدنا لھا رزقا کریما. (الاحزاب:۳۱)

اور ہم نے ان کے لیے (جنت میں) باعزت رزق تیار کر رکھا ہے۔

واعدّ لھم اجرا کریما. (الاحزاب:۴۴)

اور اس نے ان کے لیے بڑی عظمت والا اجر تیار کر رکھا ہے۔

ورزق کریم. (سبا:۴)

اور بزرگی والا (اُخروی) رزق ہے۔

اجرا عظیما. (الاحزاب:۲۹)

بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

ان ھذا لھو الفوز العظیم. (الصفّت:۶۰)

بے شک یہی تو عظیم کامیابی ہے۔

ان الشرک لظلم عظیم. (لقمان:۱۳)

بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

ونجینہ واھلہ من الکرب العظیم. (الصفّت:۷۶)

اور ہم نے انہیں اور ان کے گھر والوں کو سخت تکلیف سے بچالیا۔

فبشّرناه بغلام حليم. (الصّٰفّٰت:۱۰۱)

پس ہم نے انہیں بڑے بُردبار بیٹے (اسماعیل علیہ السلام) کی بشارت دی۔

وفدينٰه بذبح عظيم. (الصّٰفّٰت:۱۰۷)

اور ہم نے ایک بہت بڑی قربانی کے ساتھ اس کا فدیہ کر دیا۔

ونجينٰهما وقومهما من الكرب العظيم. (الصّٰفّٰت:۱۱۵)

اور ہم نے خود ان دونوں کو اور دونوں کی قوم کو سخت تکلیف سے نجات بخشی۔

قل هو نبوأ عظيم. (صٓ:٦٧)

فرمادیجئے: وہ (قیامت) بہت بڑی خبر ہے۔

قل انى اخاف ان عصيت ربى عذاب يوم عظيم. (الزمر:۱۳)

فرمادیجئے: اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں زبردست دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

وقالوا لو لانزل هٰذا القرآن على رجل من القريتين عظيم.

(الزخرف:۳۱)

اور کہنے لگے: یہ قرآن (مکہ اور طائف کی) دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی (یعنی وڈیرے، سردار اور مالدار) پر کیوں نہیں اتارا گیا؟

وكانوا يصرّون على الحنث العظيم. (الواقعہ:۴۶)

اور وہ گناہِ عظیم (یعنی کفر وشرک) پر اصرار کیا کرتے تھے۔

وانه لقسم لو تعلمون عظيم. (الواقعہ:۷۶)

Marfat.com

اور اگر تم سمجھو تو بے شک یہ بہت بڑی قسم ہے۔

(الزمر:۲۶)

ولعذاب الآخرة اکبر۔

اور یقیناً آخرت کا عذاب کہیں بڑا ہے۔

(الدخان:۱۷)

وجاء هم رسول کریم۔

اور اُن کے پاس بزرگی والے رسول (موسیٰ علیہ السلام) آئے تھے۔

کما ترکوا من جنّت وعیون وزروع ومقام کریم۔

(الدخان:۲۵،۲۶)

وہ کتنے ہی باغات اور چشمے چھوڑ گئے اور زراعتیں اور عالیشان عمارتیں۔

(الدخان:۷۷)

انه لقرآن کریم۔

بے شک یہ بڑی عظمت والا قرآن ہے۔ (جو بڑی عظمت والے رسول ﷺ پر اُتر رہا ہے)

(الدخان:۳)

انا انزلنٰه فی لیلة مبٰرکة۔

بے شک ہم نے اسے ایک بابرکت رات میں اُتارا ہے۔

(الدخان:۴)

فیها یفرق کل امر حکیم۔

اس (رات) میں ہر حکمت والے کام کا (جدا جدا) فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔

(الطور:۲۸)

انه هو البر الرحیم۔

بے شک وہ احسان فرمانے والا بڑا رحم فرمانے والا ہے۔

(ق:۹)

ونزلنا من السماء ماء مبٰرکا۔

اور ہم نے آسمان سے بابرکت پانی برسایا۔

(الحدید:۱۰)

اولئک اعظم درجة۔

وہ اُن لوگوں سے درجہ میں بہت بلند ہیں۔

Marfat.com

لهم اجر کبیر۔ (الحدید: ۷)

اُن کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

ولها عرش عظیم۔ (النمل: ۲۳)

اور اس کے پاس بہت بڑا تخت ہے۔

الله لا اله الا هو ربّ العرش العظیم۔ (النمل: ۲۶)

اللہ کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں (وہی) عظیم تختِ اقتدار کا مالک ہے۔

ویجعلکم خلفآء الارض۔ (النمل: ۶۲)

اور تمہیں زمین میں (پہلے لوگوں کا) وارث اور جانشین بناتا ہے۔

انه لذو حظّ عظیم۔ (القصص: ۷۹)

بے شک وہ بڑے نصیب والا ہے۔

وانک لعلی خلق عظیم۔ (القلم: ۴)

اور بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں (یعنی آدابِ قرآنی سے مزیّن اور اخلاقِ الٰہیہ سے متصف ہیں)

عمّ یتسآءلون عن النبا العظیم۔ (النبا: ۱، ۲)

یہ لوگ آپس میں کس (چیز) سے متعلق سوال کرتے ہیں؟ (کیا) اس عظیم خبر سے متعلق (پوچھ گچھ کر رہے ہیں)؟

انهم مبعوثون لیوم عظیم۔ (المطففین: ۴، ۵)

وہ (مرنے کے بعد دوبارہ) اُٹھائے جائیں گے ایک بڑے سخت دن کیلئے۔

واعظم اجرا۔ (المزمل: ۲۰)

اور اجر میں بزرگ تر۔

Marfat.com

ولہ اجر کریم. (الحدید:۱۱)

اوراس کے لیے بڑی عظمت والا اجر ہے۔

ولھم اجر کریم. (الحدید:۱۸)

اوراُن کے لیے بڑی عزت والا ثواب ہوگا۔

انہ لقول رسول کریم. (الحاقۃ:۴۰)

بے شک یہ (قرآن) بزرگی وعظمت والے رسول ﷺ کا (منزّل من اللہ) فرمان ہے (جسے وہ رسالۃً اور نیابۃً بیان فرماتے ہیں)۔

انہ لقول رسول کریم. (التکویر:۱۹)

بیشک یہ (قرآن) بڑی عزت وبزرگی والے رسول کا (پڑھا ہوا) کلام ہے۔

ان انتم الا فی ضلل کبیر. (الملک:۹)

تم تو بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔

لھم مغفرۃ واجر کبیر. (الملک:۱۲)

ان کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے۔

ولعذاب الآخرۃ اکبر. لو کانوا یعلمون. (القلم:۳۳)

اور واقعی آخرت کا عذاب (اس سے) کہیں بڑھ کر ہے، کاش! وہ لوگ جانتے ہوتے۔

وکنا نحن الوارثین. (القصص:۵۸)

اور (آخرکار) ہم ہی وارث ومالک ہیں۔

وجعلنھم ائمۃ یھدون بامرنا. (الانبیاء:۷۳)

اور ہم نے انہیں (انسانیت کا) پیشوا بنایا وہ (لوگوں کو) ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے۔

Marfat.com

عذابًا کبیرًا. (الفرقان:۱۹)

بڑے عذاب کا۔

مولانا قاری محمد اویس معصومی نے اپنے مُرشد گرامی کے حوالے سے ایک کتاب بنام ''قیومِ زماں'' لکھی ہے جس میں انہوں نے اپنے مُرشدِ گرامی (آستانہ عالیہ موہری شریف) کو ''امیر شریعت، شہبازِ طریقت، جگر گوشۂ زرین بخت، قیومِ زماں، مجدّد دوراں، تاجدارِ تصوف، داعی ذکر بالجہر، عالمی مبلّغ اسلام الحاج حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ اس کتاب پر علامہ سید شاہ حسین گردیزی، ممتاز عالمِ دین مفتی محمد حسین نعیمی، مولانا نور احمد شاہتاز، مولانا صحبت خان کوہاٹی، علامہ عبدالوحید ربانی، علامہ سید حمزہ علی قادری، علامہ راشد محمود صاحب وغیرہم علماءِ کرام کے تائیدی تاثرات موجود ہیں۔ اگر قیومِ زماں کہنا شرک ہو تو پھر یہ تمام علماء حضرات بھی مشرک ہونگے جبکہ یہ بات بعید از قیاس ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب ''قیومِ زماں'' میں مقتدر اصحاب مثلاً علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی (قائدِ ملت اسلامیہ)، السید یوسف ہاشم الرفاعی (سابق وزیر اوقاف کویت) حضرت پیر سید محمد یعقوب صاحب، علامہ سید نصیر الدین صاحب (سجادہ نشین گولڑہ شریف)، مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی (چیئرمین گلزارِ حبیب ٹرسٹ)، علامہ مفتی محمد عارف سعیدی صاحب (ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت سندھ) اور حضرت علامہ سید احمد شاہ صاحب وغیرہم کے تاثرات تحریر ہیں۔ شائقین حضرات کتاب ''قیومِ زماں'' صفحہ ۳۱۲ تا ص ۳۱۷ مطالعہ کر سکتے ہیں۔ یہ کتاب ادارہ تلاش حق فاؤنڈیشن جامع مسجد باب الاسلام 15.A/1 بفرزون کراچی سے دستیاب ہے۔

منصب قیومیت، نبوت ورسالت کا پرتو ہے۔ ہر پیغمبر اپنے دَور کا قیوم بھی ہوتا ہے۔ جس کی ذات سے کائنات کا قیام وابستہ ہوتا ہے۔ اس کی توجہ بدل جانے سے

Marfat.com

کائنات کا سارا نظام بدل جاتا ہے۔ امت مصطفیٰ ﷺ میں سے جسے سب سے پہلے اس منصب سے نوازا گیا وہ امام ربانی حضور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذاتِ گرامی ہے کہ جنہیں اس منصب پر فائز کرنے کیلئے سرورِ کشور رسالت ﷺ ملائکہ، اولیاء و صالحین اُمت کے جُھرمٹ میں خود تشریف لائے اور آپ کو نہ صرف خلعت تجدید عطا کی بلکہ دیوانِ اقدس میں آپ کا نام خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رقم فرمایا۔ ایک دوسرے موقع پر دورانِ مراقبہ آپ کو منصب قیومیت کی خلعتِ زیبا سے نوازا گیا اور الہام ہوا یہ تمام ممکنات کی قیومیت کی خلعت ہے جو اللہ تعالیٰ اولوالعزم نبیوں کو عطا کرتا ہے اور آپ کو اتباعِ رسول ﷺ کی بدولت عطا کی گئی ہے گویا مخلوقات کا قیام اب آپ کی ذات سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد قیومت کی خِلعتِ زیبا کے حقدار آپ کے صاحبزادے خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف سرہند ٹھہرے۔ پھر ان کے فرزند خواجہ نقشبند اور پھر خواجہ محمد زبیر کو اس منصبِ جلیلہ پر جائز کیا گیا۔ (قیومِ زماں ص ۱۳۱)

مولانا ابوالحسن زید فاروقی کہتے ہیں کہ۔ جب کہ اس بات پر ہر دو حضرات بلکہ سب کا اتفاق ہے کہ یہ فرد کامل مظہر ہے اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء وصفات کا تو پھر ایسے فرد کامل کا انصاف اللہ تعالیٰ کے مبارک نام قیوم سے مناسب تر ہے تعجب ہے کہ بعض افراد کے نزدیک قیوم کے خطاب اور لقب میں سُوئے ادب کا پہلو ظاہر ہوتا ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آدابِ شریعت وطریقت سے پوری طرح مجلّٰی تھے۔ آپ کا تجویز کردہ نام نہ صرف جائز ہے بلکہ بہتر واولیٰ ہے۔

چون بشنوی سخن اہلِ دل مگو کہ خطا است   سخن شناس نہ ئی دلبرا خطا این جا است

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے اسماعیل اپنی کتاب ''عبقات'' کے مقدمہ کے بیسویں عبقہ میں لکھتے ہیں:

Marfat.com

''اہلِ کشف ووجدان اور اربابِ شہود وعرفان جو کہ براہین عقلیہ اور اشارات نقلیہ سے مؤید ہیں اس بات پر متفق ہیں کہ ''ان القیوم لکثرات الکونیۃ واحد شخصی ''یعنی کثراتِ کونیہ کا قیوم یعنی قائم اور باقی رکھنے والا شخص واحد ہے۔۔۔الخ۔

یعنی یہ بات صرف حضرت شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک محدود نہیں ہے بلکہ حضراتِ مشائخ عظام وعلماءِ کرام کا متفقہ قول ہے کیا یہ سب حضرات سوءِ ادب کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسماء وصفاتِ الٰہیہ کو حقائق امکانیہ قرار دیتے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آئینۂ عدمیہ کو جس پر اسماء وصفات واجبی کا پرتو پڑا ہے حقائق امکانیہ قرار دیتے ہیں۔ اور دونوں حضرات متفق ہیں کہ ایک فردِ اکمل از انسان کامل کثرات کونیہ کے بقاء کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں اسماعیل ''عبقات'' کے مقدمہ کے اکیسویں عبقہ میں ایک شبہ کا ذکر کرتے ہیں اور وہ یہ ہے:

''امام ربانی کے کلام سے سمجھا جاتا ہے کہ حقائق امکانیہ کا تعین عدم ہے اس قول سے اتحاد کی اساس تو جڑ سے نکل جاتی ہے لیکن ہم جیسے قائدین کشف وشہود کی سمجھ سے یہ بات بالاتر ہے اور اس کی تہ تک پہنچنے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے کیونکہ ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ۔

''ان یکون الشیٔ المعدوم فضلاً عن العدم قیوما لشیٔ موجودا اصلیًا کان او ظلیًا ''یعنی جو شیَ نہ یہ کہ عدم ہو بلکہ معدوم ہو کس طرح اس شیَ کا قیوم ہو سکتا ہے موجود ہو چاہے اس کا موجود ہونا بالاصالت ہو یا بالظلّیت ہو۔ الخ۔ کہ یہ ایراد اس صورت میں واقع ہوگا اگر حضرت مجدد حقائق امکانیہ کا صرف آئین ہائے عدمیہ قرار دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ۔ حقائق امکانیہ کا عدمات ہیں مع ان ظلال اسماء

Marfat.com

وصفات جو ان پر پڑی ہیں اور آپ فرماتے ہیں۔ کہ عدمات بمنزلۂ اصول اور مواد کے ہیں اور جو ظلال ان پر پڑے ہیں وہ بمنزلۂ صورت حالہ کے ہیں گویا کہ عدمات بمنزلۂ جسم کے ظلال بمنزلۂ روح کے۔

نیا وردم از خانہ چیزے نخست　　　تو دادی ہمہ چیز و من چیز تست

اس طرح ''ما اصابک من حسنة فمن الله وما اصابک من سيئة فمن نفسک'' کا ظہور ہوا ہے جو بھلائی اور خوبی ہے وہ تجلیات اسماء وصفات واجبی کے آثار سے ہے اور جو خرابی اور فساد ہے وہ اصل عدمی کا اثر ہے جو کہ ماوائے شر وفساد ہے وہ فرد اکمل جو قیومِ جہاں بنایا جاتا ہے فنائے اکمل اور بقائے تام سے مشرف ہو کر ذاتِ اقدس کا انموذج ہو جاتا ہے اور اس ذات موہوب پر خود اس کا اپنا اور عالم کے تمام اعراض مجتمعہ کا قیام ہے یہ ذات موہوب حضرت واہب العطایا کی دین ہے۔

''لا غير ذالک تقدير العزيز العليم. هذا ما ظهر لابی الحسن زيد والله سبحانه وتعالیٰ اعلم''۔

(رسالة وحدة الوجود، حاشيه بر وحدت الشهود ص ۶۴۔۷۰)

خطباتِ عالیہ غفاریہ کے ٹائٹیل پر حضرت محمد عبدالغفار فضلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا روضہ مبارک بنایا گیا ہے۔ وہاں یہ الفاظ درج کئے گئے ہیں۔ (روضہ مبارک حضرت خواجہ قیومِ زمان محمد عبدالغفار فضلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمت پور شریف لاڑکانہ، سندھ) اور عبدالرحمٰن قریشی نقشبندی مجددی فضلی رحمانی اپنی تصنیف انوارِ سلوک میں شجرۂ مشائخ لکھا ہے۔ جس میں ایک نام یوں لکھا گیا ہے۔ الٰہی بحرمۃ قیومِ زمان محبوب الرحمٰن حضرت خواجہ ابوعبدالوہاب عبدالرحمٰن جان المن وجودی رضی اللہ عنہ۔ اسی کتاب میں قیومِ زمان تین جگہ لکھا ہوا ہے۔ (صفحہ نمبر ۶۸، ۷۴، ۸۳)۔

Marfat.com

شمس العارفین کعبۂ صفا کیشاں شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تازہ کمالات مثلاً تجدید الف، قیومیت، طینت اور اصالت وغیرہ سُنے تو جن کی عقل رسا اور طبیعت رسا تھی انہوں نے تو ان کمالات کو بلا تامل قبول کیا اور شمس العارفین شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر مُرید بن گئے لیکن جو لوگ عقلِ معاد سے بے بہرہ تھے وہ نہ صرف منکر ہوئے بلکہ شمس العارفین شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اہانت اور خفت کے درپے ہوگئے اور کہا اگر وہ فی الواقع قیوم اور مجدد الف ثانی ہیں تو ہمیں ایسی علامت دکھائیں جو پہلے زمانے میں پیغمبر دکھاتے تھے جب ان لوگوں کی واہیات باتیں حضرت شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سُنیں تو فرمایا! کہ جو لوگ یہ باتیں کرتے ہیں انہیں کہہ دو کہ اگر تمہارے دل میں میل ہے تو آؤ مباہلہ کرلو اگر ہم اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو اس شہر پر غضب الٰہی نازل ہوگا۔ مباہلہ اسے کہتے ہیں کہ پیغمبر (احمد مصطفیٰ سرکارِ دو عالم حضرت محمد ﷺ) کے زمانے سے قبل یہ دستور تھا کہ جب کوئی نبی نبوت کا دعویٰ کرتا اور لوگ اس کی نبوت کے منکر ہوتے تو وہ نبی ان سے کسی مقررہ مقام پر اپنے اپنے اہل وعیال سمیت آکر طہارت کر کے بارگاہِ الٰہی میں ایک دوسرے کیلئے دُعائے غضب کرتے چونکہ نبی اپنے دعویٰ میں سچا ہوتا تھا تو ان لوگوں پر عذابِ الٰہی نازل ہوتا۔ اس طرح اکھٹے ہوکر دُعائے غضب مانگنے کو مباہلہ کہتے ہیں۔ جب ان معاندین نے حضرت شیخ الاسلام والمسلمین تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے سُنا کہ آپ مباہلہ کیلئے تیار ہیں تو اپنا مجمع بنایا اور اتفاق رائے سے یہ قرار پایا کہ مباہلہ تو نہیں کرنا چاہیے کیونکہ غالب گمان ہے کہ اس مردِ خُدا اور اس کے فرزندوں کی دُعا حق تعالیٰ رد نہیں کرے گا۔ بالضرور اس شہر پر بلائے عظیم کیا بلکہ اعظم نازل ہوگی البتہ کسی ایسی علامت کی درخواست کریں جو ناممکن ہو چنانچہ ان میں سے ایک معتبر شخص آگے بڑھا اور حضرت شیخ الاسلام والمسلمین

سے درخواست کی کہ اگر غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زندہ ہو کر ہمارے سامنے آئیں اور آپ کی تجدید الف اور قیومیت کا اقرار کریں تو ہم آپ کی تجدید الف وقیومیت پر ایمان لے آئیں گے جب اس قسم کی درخواست حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش ہوئی تو فرمایا کہ جس بات کو وہ محال سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ قادر ہے آسان کردے گا۔ (روضۃ القیومیۃ ج ا ص ۲۵۴۔۲۵۶)

ایک درویش نے پہلے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے میرا (جان محمد کا) حال پوچھا غوث زماں شہباز لامکانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ فلاں شخص کا بیٹا ہے اس درویش نے کہا اس کا باپ میرا آشنا تھا اسے آپ نے کس سلسلہ میں مُرید کیا ہے۔ حضرت مجدد نے فرمایا سلسلہ قادریہ میں، اس نے کہا میں اس بات کی سفارش کرتا ہوں کہ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس کی ملاقات کرائیں یہ بات منکروں کے لیے دلیل ہو جائے گی اتنے میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اٹھ کر لوٹا اور چند ڈھیلے مجھ سے طلب فرمائے اور بیت الخلاء جا کر وہاں سے فارغ ہوئے اور تازہ وضو فرمایا اور مجھے پاس بلا کر فرمایا کہ جان محمد کیا قطب تارے کو پہچانتے ہو کیا یہی ہے (اور قطب تارے کی طرف اشارہ کیا) پھر فرمایا غور سے دیکھو۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ستارہ آہستہ آہستہ سُرخ ہونے لگا اور بڑھنے لگا اور حرکت کر رہا ہے۔ بعدازاں وہ ستارہ پھٹا اور اس کے دو ٹکڑے ہو گئے اور اس میں سے ایک شخص زندہ سیاہ پوش نکلا اور فی الفور ایک لمحہ میں ہمارے سامنے آ کھڑا ہوا۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ان کی خدمت بجا لاؤ اور سلام پیش کرو یہی حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ میں (جان محمد) حسبِ ارشاد حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جُھک گیا اس موقع پر حضرت مجدد الف ثانی کے ستر مخالفین بھی موجود تھے اور یہ باتیں سُن رہے تھے اور یہ

Marfat.com

واقعہ دیکھ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر سب کے سب حیران ہو گئے بعد ازاں حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باآوازِ بلند اعلان فرمایا کہ جو کچھ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اسے قبول کرو کیونکہ دین ودنیا کی بھلائی اسی میں ہے۔ اور یہ کہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اولیاءِ امت سے افضل ہیں۔ ان کا منکر ہونا ایمان چھن جانے کا موجب ہے جو شخص اپنے ایمان کی سلامتی چاہتا ہے وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تمام کمالات کو دل سے قبول کرلے۔ تمام اہلِ مجلس نے حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام سُنا اور اُن کی نصیحت کو اپنے کانوں سے سُنا اور جمالِ مبارک کا آنکھوں سے نظارہ کیا یہ نصیحت فرما کر حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رُخصت ہو کر قطب تارے کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی میں غائب ہو گئے۔ اور قطب تارہ اپنی اصل حالت پر آ گیا۔ حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی بذاتِ خود اس مجلس میں تشریف فرما تھے۔ شہر بھر میں جتنے منکر موجود تھے سب نے توبہ کی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مُرید ہو گئے۔ (روضۃ القیومیہ ج ۱ ص ۲۵۸، ۲۵۹)

ایک مرتبہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نمازِ ظہر کے بعد مراقبے میں بیٹھے تھے اور ایک حافظ آپ کے حضور قرآن مجید پڑھ رہا تھا کہ مراقبہ میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی نوری خلعت اپنے آپ پر مشاہدہ کی اسی وقت الہام ہوا کہ یہ تمام ممکنات کی قیومیت کی خلعت ہے جو اللہ تعالیٰ پیغمبر اولو العزم کو عنایت کرتا ہے سو یہ خلعت آپ کو بلحاظ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ وارث اور تابع ہونے کے عطا کی جاتی ہے آج سے تمام مخلوقات کا قیام آپ کی ذات سے وابستہ کر دیا گیا۔ بعد ازاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف فرما ہوئے اور اپنے دستِ اقدس سے حضرت قیوم اول غوثِ دوراں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

Marfat.com

سرِ مبارک پر اپنی دستار باندھی اور منصب قیومیت کی مبارک باد دی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد یہ منصب کسی کو عطا نہیں ہوا تھا صرف حضرت قیوم اول غوث دوراں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عطا ہوا جو اس اُمت کے قیوم ہیں۔

(روضۃ القیومیہ ج۱ص۱۷۱)

قیوم اللہ تعالیٰ کا وزیر اعظم اور نائب اتم ہوتا ہے اسے بے چونی سے ایک ذات مرحمت ہوتی ہے جسے ذات موہوب کہتے ہیں جس پر تمام ممکنات کے حقائق کا قیام منحصر ہوتا ہے باوجود جوہر ہونے کے جوہریت کا اطلاق اس پر زیب نہیں دیتا۔ اس کی ذات کو وہ قدر و منزلت حاصل ہوتی ہے کہ جوہریت کا اطلاق ناگوار معلوم ہوتا ہے چونکہ تمام جہاں اس کے مقابلے میں بمنزلہ عرض ہے اس لیے اسے سوائے جوہر کے اور کیا کہہ سکتے ہیں کیونکہ جوہر بغیر عرض کے نہیں اور عرض بغیر جوہر کے نہیں۔ غوث، قطب، فرد، ابدال اور اوتاد وغیرہ سب قیوم کے نائب اور پیش کار اور خادم ہوتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اکمل ہوتا ہے تمام جہان کے معاملات اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ جہان کی توجہ کا قبلہ ہوتا ہے خواہ اہلِ جہان کو یہ معلوم ہو یا نہ ہو۔ ہزار سال بعد ایک قیوم پیدا ہوتا ہے جیسا کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام اولوا العزم مبعوث ہوتے آئے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور پُر نور ﷺ کے درمیان کچھ کم ہزار سال کا وقفہ تھا چونکہ وہ فترت کا زمانہ تھا اور کوئی ایسا نبی یا ولی اس زمانے میں پیدا نہ ہوا جو اصلاح مخلوق کا کام کر سکتا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کی خاصی تعداد بھی مُرتد ہو گئی تھی انہوں نے اسے اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہنا شروع کر دیا تھا۔ (روضۃ القیومیہ ج۱ص۱۷۳)

حضرت علامہ مولانا شیخ القرآن والتفسیر ضیاء اللہ صاحب اپنی تصنیف سیف المؤمنین علی اعناق المنکرین میں لکھتے ہیں کہ۔

''قطب اور غوث سے فوق مقام امام کا ہے۔ اور امام سے فوق مقام قیومیت

Marfat.com

کا ہے۔ اور قیومیت سے فوق مقام صدیقیت کا ہے۔ اور صدیقیت سے فوق مقام عبدیّت کا ہے اور عبدیت اقصیٰ ولایت کے مراتب سے ہے۔ ج ح۔

حضرت شیخ المشائخ حسن غوثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بعض مخالفوں کے کہنے سُننے سے تجدید اور قیومیت کی نسبت کے شاکی ہو گئے ایک رات آپ (حسن غوثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے خواب میں دیکھا تمام اولیائے اُمت ایک جگہ جمع ہیں اور تمام متفق اللفظ ہو کر فرماتے ہیں کہ جو شخص حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تجدید اور قیومیت کا منکر ہو گا مرتے وقت اس کا ایمان چھن جائے گا۔ حضرت شیخ حسن غوثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ خواب دیکھ کر بہت ڈرے اور تجدید و قیومیت کی بابت جو شک وشبہ اور انکار دل میں تھا اس سے توبہ کی اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تمام کمالات کا اعتراف کیا۔ (روضۃ القیومیہ ج ا ص ۲۴۷)

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو الہام ہوا کہ بوراثت وتبعیت خاتم الرسل رحمۃ للعلمین حضرت محمد ﷺ کے عطا ہوا اور جمیع مخلوقات کا قیام تمہاری ذات پر مقرر ہوا کہ اتنے میں حضرت سید المرسلین ﷺ تشریف لائے اور اپنے دستِ مبارک سے میرے سر پر دستار باندھی اور مبارک باد منصبِ قیومیت دی فرمایا کہ ایک روز بعد نمازِ عشاء میں دعا مانگتا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ میرا تمام بدن مثل شمع کے روشن ہے اور آفتاب کی طرح ایسا چمکتا ہے کہ آنکھ سامنے نہیں کی جاتی اسی اثناء میں الہام ہوا کہ یہ روشنی اس واسطے ہے کہ تیرا بدن بقیہ طینتِ حضرت خاتم النبیین ﷺ تھا بطور الوش ایک فردِ اُمت کو پہنچا ہے اور اس سے کچھ بچ کر اُس کے ایک منتسب کو ملا ہے۔ منتسب سے حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند ثالث مراد ہیں حضرت کا تمام بدن بقیہ طینتِ مصطفوی ﷺ کا بنا تھا مگر پیر مبارک نہ تھے۔ حضرت (قیومِ اول ردیف کمالاتِ سبع مثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرمایا کرتے

Marfat.com

تھے کہ میرا حال مثل طاؤس کے ہے کہ اپنے بدن کی زیبائی ورعنائی دیکھ دیکھ خوش ہوتا ہے اور ناچتا (وجد کرتا) ہے لیکن جب پیروں پر نظر پڑتی ہے تو پژمردہ ہو جاتا ہے اسی طرح میں بھی جب اپنا (حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بدن دیکھتا ہوں تو خوش ہو جاتا ہوں اور جب پیر دیکھتا ہوں تو منقبض ہو جاتا ہوں۔

(مقاماتِ امام ربانی مجدد الف ثانی ص ۲۷)

علامہ فیض احمد اویسی ''قیومیت'' کے بارے میں لکھتے ہیں:

''حضرت شیخ الاسلام تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان تمام کارناموں علمی اور عملی اور اسلامی خدمات کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص محبوب بندہ بنا لیا اور شروع سے قاعدہ چلا آرہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو نوازتا ہے جیسے حضرت سلطان العارفین غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ناز اور محبوبانہ انداز مشہور ہیں اسی انداز میں حضرت شیخ الاسلام تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی ناز اور انداز فرمائے من جملہ ان میں ایک خاص دعوائے قیومیت بھی ہے۔ فقیر (علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب) اس کے اثبات کیلئے دلائل قائم کرتا ہے۔ (شان قیومیت ص ۴۰) بحوالہ سیرت مجدد الف ثانی ص ۲۶۸)

حضرت مولانا خواجہ احمد حسین خان قادری نقشبندی مجددی امروہوی علیہ الرحمۃ حضرت امام ربانی کی سوانح عمری میں لکھتے ہیں۔

''آپ قیوم اول یعنی آپ کی ذات بابرکات باعثِ قلیم عالم وعالمیان ہے''۔

(جواہر مجددیہ ص ۶۴)

افغانستان کے مشہور زمانہ عالم دین خلیفہ عبدالواحد صاحب لکھتے ہیں۔

''قیوم الزمان هو فی الحقیقة والمعرفة وحید حضرت شاه ابو سعید رضی الله تعالی عنه'' (آداب المخلصین ص ۷۳)

Marfat.com

"عن ابن عباس رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ فقيه واحد اشد على الشيطان من الف عابد"

(رواه ترمذی وابن ماجه. مشکوٰة کتاب العلم ص ۳۴)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا رسول خدا ﷺ نے ایک فقیہ سخت تر ہے اُوپر شیطان کے ہزار عابدوں سے۔

"عن سفيان رضى الله تعالى عنه انّ عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه قال لكعبٍ من ارباب العلم قال الذين يعملون بما يعلمون قال فما اخرج العلم من قلوب العلماء قال الطمع"

(رواه الدارمی، مشکوٰة کتاب العلم ص۳۷)

روایت ہے حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا واسطے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کون ہے صاحبِ علم یعنی تمہارے نزدیک کہا حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ لوگ کہ عمل کریں موافق اس چیز کے کہ جانیں کہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پس کیا چیز نکالتی ہے علم کو دلوں عالموں کے سے یعنی برکت وہیبت اور نورِ علم کو کون سی چیز علماء باعمل کے دلوں سے نکال دیتی ہے کہا کہ طمع۔

"عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ إذا صلّى احدكم للناس فليخفّف فان فيهم السقيم والضعيف والكبير واذا صلى احدكم لنفسه فليطوّل ما شآء"

(متفق علیہ، مشکوٰة کتاب الصلوٰة باب ما علی الامام ص۱۰۱)

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا! فرمایا رسول اللہ

Marfat.com

ﷺ نے جس وقت کہ نماز پڑھائے ایک تمہارا لوگوں کو پس چاہیے کہ ہلکی کرے نماز اس لیے کہ ان میں بیمار بھی ہوتا ہے اور ضعیف بھی یعنی اصل خلقت میں اور بوڑھا اور جس وقت کہ نماز پڑھے ایک تمہارا واسطے اپنے یعنی اکیلا پس چاہیے کہ دراز کرے جس قدر چاہے۔ (مظاہر حق ص ۳۷۵)

یہاں اس حدیث مبارکہ میں لفظ ''کبیر'' بندے کے حق میں استعمال ہوا ہے۔ (فتدبّر ولاتکن من المتعصّبین)

''عن ابی الدرداء رضی الله تعالی عنه قال ان من اشر الناس عند الله منزلة یوم القیامة عالم لاینتفع بعلمه''

(رواه الدارمی، مشکوٰة کتاب العلم ص ۳۷)

روایت ہے حضرت ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا! تحقیق بدترین لوگوں کا نزدیک اللہ کے مرتبہ میں دن قیامت ے وہ عالم ہے کہ نہ نفع لیا اُن نے ساتھ علم اپنے کے۔ (مظاہر حق ص ۱۰۸)

یہاں پر لفظ ''عالم'' بندہ کیلئے بطورِ صفت استعمال ہوا ہے۔

''عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه عن النبی ﷺ قال لایزال قلب الکبیر شابا فی اثنین فی حب الدنیا وطول الامل''

(متفق علیه، مشکوٰة باب الامل والحرص ص ۴۵۰)

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے نقل کیا نبی کریم ﷺ سے کہ فرمایا ہمیشہ ہر دل بوڑھے کا اور آرزو اس کی جوان یعنی قوی دو چیزوں میں محبتِ دنیا میں اور درازیٔ آرزو میں۔

(مظاہر حق ص ۴۴۶)

یہاں پر لفظ ''کبیر'' کا اطلاق بندے پر ہوا ہے۔

Marfat.com

جب رسولِ کریم ﷺ نے روم اور بحرین کے بادشاہوں کو خطوط لکھے تو اُن میں اُن کافر بادشاہوں کو "عظیم" کے لقب سے مخاطب فرمایا جیسا کہ حدیث میں ہے:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مِن محمّد عبداللہ ورسولہ إلی هرقل عظیم الروم سلام علی من اتبع الهدیٰ اما بعد...الخ"

اور دوسری روایت میں ہے:

"ان رسول الله ﷺ بعث بكتابه إلى كسرىٰ مع عبدالله بن حُذافه السهمي فامرهٗ ان يدفعه إلى عظيم البحرين فدفعهٗ عظيم البحرين إلى كسرىٰ...الخ"

پس ان دونوں روایتوں میں لفظ "عظیم" جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ وہ دو بادشاہوں (جو کافر تھے) کے حق میں استعمال ہوئے ہیں۔ایک طویل حدیث میں ہے کہ:

"يا بلال قم فاذن لايدخل الجنّة الامؤمن وان الله ليؤيد هٰذا الدين بالرجل الفاجر" (بخاری، مشکوٰۃ ص ۵۳۴)

اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ: اٹھ اور اعلان کر کہ جنت میں وہی جائے گا جو مؤمن ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ اس دین کی تائید وحمایت کسی فاجر شخص سے بھی کرالیتا ہے۔

"عن جرير بن عبدالله رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ لايرحم الله منْ لايرحم الناس"

(متفق علیه، مشکوٰۃ باب الشفقة والرحمة على الخلق ص ۴۲۱)

روایت ہے جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہیں رحمت کرتا یعنی رحمتِ خاص وکامل اللہ اُس شخص پر کہ نہیں رحم کرتا لوگوں پر۔ (مظاہر حق ص ۱۳۰)

Marfat.com

"عن زیاد بن حُدیر رضی اللہ تعالی عنہ قال قال لی عمر رضی اللہ تعالی عنہ ھل تعرف ما یھدم الاسلام قال قلت لا قال یھدمہ زلۃ العالم وجدال المنافق بالکتاب وحکم الائمۃ المضلین" (رواہ الدارمی، مشکوٰۃ کتاب العلم ص ۳۷)

روایت ہے حضرت زیاد بن حدیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا واسطے میرے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا جانتا ہے تو کیا چیز گرا دیتی ہے بنائے اسلام کو کہا میں نے نہیں جانتا میں فرمایا گرا دیتا ہے بنائے اسلام کو پھسلنا عالم کا یعنی خطا کسی مسئلے میں کرنا اور گناہ کرنا اس کا اور جھگڑنا منافق کے ساتھ کتاب اللہ کے اور حکم کرنا سرداروں گمراہوں کا۔ (مظاہر حق ص ۱۰۸)

"عن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان من اجلال اللہ اکرام ذی الشیبۃ المسلم وحامل القرآن غیر الغالی فیہ ولا الجافی عنہ واکرام السلطان المقسط"

(رواہ ابو داؤد والبیھقی فی شعب الایمان ومشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق ص ۴۲۳)

روایت ہے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا! فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تحقیق جملہ تعظیم اللہ تعالیٰ کی سی ہی تعظیم کرنی بوڑھے مسلمان کی اور تعظیم کرنی اٹھانے والے قرآن کی یعنی پڑھنے والے قرآن کی اور حافظ کی اور مفسر کی کہ نہ ہو غلو کرنے والا اس میں اور نہ ہو وہ دُور ہونے والا اس سے اور جملہ تعظیم اللہ تعالیٰ کی سی ہے تعظیم کرنی بادشاہ عادل کی۔

(مظاہر حق ص ۱۳۷)

"عن حارثۃ بن وھب رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم باھل الجنۃ کل ضعیف متضعف لو اقسم علی اللہ لابرہ الا اخبرکم باھل النار کل عتل جواظ مستکبر" (متفق علیہ) وفی روایۃ لمسلم کل جواظ زنیم متکبر۔ (مشکوٰۃ ص ۴۳۳ باب الغضب والکبر)

روایت ہے حضرت حارثہ بن وھب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا! فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ خبر دوں میں تمہیں جنتیوں یعنی کہوں کہ بہشتی کون ہیں؟ وہ ہر ضعیف کہ ضعیف وحقیر جانیں اس کو لوگ اور جبر وتکبر کریں اس پر لوگ بسبب فقر اور شکستہ حالی اس کی کہ اگر قسم کھائے اللہ پر البتہ سچا کرتا ہے اس کو یا اس کی قسم کو۔ کیا نہ خبر دوں میں تم کو دوزخیوں کی ہر سخت گو جھگڑالو باطل پر جمع کرنے والا مال کا بخیل تکبر کرنے والا۔

(مظاہر حق ص ۱۷۸)

اس حدیث میں لفظ "متکبر" صفت مشترکہ ہے۔

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ لایکلمھم اللہ یوم القیامۃ ولایزکیھم وفی روایۃ ولاینظر الیھم ولھم عذاب الیم شیخ زان وملک کذاب وعائل مستکبر" (رواہ مسلم، مشکوٰۃ باب الغضب والکبر ص ۴۳۳)

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا! فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین شخص ہوں گے کہ نہیں کلام کرے گا ان سے اللہ تعالیٰ دن قیامت کے یعنی کلام رضا کا یا مطلق اور نہ ثناء کرے گا ان پر، اور ایک روایت میں یہ زیادہ آیا ہے اور نہ دیکھے گا طرف ان کے یعنی نظرِ رحمت وعنایت سے اور ہوگا واسطے ان کے عذاب درد دینے والا ایک تو بوڑھا زنا

Marfat.com

کار دوسرا جھوٹا بادشاہ اور تیسرا مفلس تکبر کرنے والا۔ (مظاہر حق ص ۱۷۹)

یہاں لفظ ''ملک'' صفتِ مشترکہ ہے۔

''عن سلمة بن الاکوع رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ لایزال الرجل یذهب بنفسه حتی یکتب فی الجبّارین فیصیبهٔ ما اصابهم''

(رواه الترمذی، مشکوٰة باب الغضب والکبر ص ۴۳۳)

روایت ہے حضرت سلمۃ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا! فرمایا رسولِ خدا ﷺ نے کہ ہمیشہ رہتا ہے ایک شخص کھینچتا ہے اپنے نفس کو یہاں تک کہ لکھا جاتا ہے یعنی نام اس کا سرکشوں میں یعنی ظالموں اور متکبروں کے دیوان میں پس پہنچتی ہے اس کو وہ چیز کہ پہنچی ان کو یعنی آفات وبلیات دنیا اور آخرت میں۔ (مظاہر حق ص ۱۸۱)

یہاں لفظ ''جبّارین'' صفتِ مشترکہ ہے۔

''عن عمر رضی الله تعالی عنه وهو علی المنبر یا ایها الناس تواضعوا فانی سمعت رسول الله ﷺ یقول من تواضع لله رفعه الله فهو فی نفسه صغیر وفی اعین الناس عظیم ومن تکبر وضعه الله وهو فی اعین الناس صغیر وفی نفسه کبیر حتی لهو اهون علیهم من کلب او خنزیر''

(رواه البیهقی فی شعب الایمان، مشکوٰة باب الغضب والکبر ص ۴۳۴)

روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا اس حال میں کہ منبر پر تھے، اے لوگو! تواضع اور فروتنی کرو اس لیے کہ میں نے سنا ہے پیغمبر خدا

Marfat.com

ﷺ کو فرماتے ہوئے جو شخص کہ تواضع کرے ساتھ لوگوں کے واسطے خُدا کے یعنی واسطے طلبِ رضا اس کی کہ بلند کرتا ہے اللہ تعالیٰ مرتبہ اس کا پس وہ اپنے نفس اور نظر میں حقیر ہے یعنی بسبب دیکھنے کے اپنے کو نظر کمی سے اور لوگوں کی آنکھ میں بزرگ ہے یعنی بسبب بلند کرنے حق تعالیٰ کے اس کے مرتبے کو بسبب اس خصلتِ نیک کے اور جو کوئی تکبر کرے پست کرتا ہے خدائے تعالیٰ قدر اس کی پس وہ لوگوں کی آنکھوں میں حقیر ہے اور اپنے نفس و نظر میں بزرگ ہے یہاں تک کہ البتہ وہ خوار تر اور ذلیل تر ہے لوگوں کے نزدیک کتے یا سُور سے۔ (مظاہر حق ص ۱۸۳)

''عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ الراحمون یرحمھم الرحمٰن ارحموا من الارض یرحمکم من فی السمآء''

(رواہ ابو داؤد والترمذی، مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق ص ۴۲۳)

روایت ہے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا! فرمایا رسولِ خُدا ﷺ نے شفقت کرنے والے خلق پر رحمت کرتا ہے ان پر رحمٰن۔ رحم کرو ان پر کہ زمین میں ہیں تا رحمت کرے تم پر جو آسمان میں ہے۔

(مظاہر حق ص ۱۳۶)

''عن سعد رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ انّ اللہ یحب العبد التقیّ الغنی الخفیّ''

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ باب استحباب المال والعمر للطاعۃ ص ۴۵۰)

روایت ہے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا! فرمایا رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے بندۂ متقی، غنی، گوشہ نشین کو۔

(مظاہر حق ص ۴۵۰)

"عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ المؤمن القوی خیر واحب الی الله من المؤمن الضعیف فی کل خیر احرص علی ما ینفعک واستعن بالله ولا تعجز وان اصابک شئ فلا تقل لو انی فعلت کان کذا کذا ولکن قل قدر الله وما شاء فعل فان لو تفتح عمل الشیطٰن"

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ باب التوکل والصبر ص ۴۵۲)

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا! فرمایا رسولِ خُدا ﷺ نے کہ مسلمان قوی یعنی بیچ ایمان اور اعتقاد کے ساتھ خُدا کے اور توکل اور اعتماد کے اس پر قصد کرنے کے اُمورِ خیر پر اور جہاد کرنے کے راہِ خُدا میں یا قوی ہے صبر کرنے میں لوگوں کی ہمنشینی پر اور تحمل کرنے میں ان کی ایذاء پر اور نصیحت اور تعلیم خیر کرنے میں بہتر ہے مسلمانِ ضعیف سے یعنی ان صفات میں اور ہر مسلمان میں یعنی قوی ہو یا ضعیف، نیکی ہے اور کوئی مسلمان صفاتِ نیک سے خالی نہیں اور اصل ایمان کامل ترین صفتوں خیر کی ہے حرص کر تو اس چیز پر کہ نفع دے تجھ کو یعنی امر دین سے اور مدد اور توفیق طلب کر خُدا سے یعنی عمل نیک کرنے پر اور عاجز نہ ہو یعنی طلب واستعانت سے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے اس پر کہ دے تجھ کو قوت اپنی اطاعت کی جبکہ مستقیم ہو تو اس کی استعانت پر اور بعضوں نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہ عاجز ہو تو کرنے اس چیز کے سے کہ حکم کیا گیا ہے تجھے اس کا اور نہ چھوڑ تو اس کو اور اگر پہنچے تجھ کو کچھ یعنی مصیبت دین یا دنیا

Marfat.com

کی تو نہ کہہ کہ بات کہ اگر میں کرتا ایسا تو ہوتا ایسا لیکن کہہ یعنی زبانِ قال سے یا زبانِ حال کہ مقدر کیا اللہ نے یعنی ایسا اور ایسا یعنی واقع ہوا یہ موافق قضا وقدر اس کی کہ جو کچھ چاہتا ہے خُدا تعالیٰ کرتا ہے اس لیے کہ لفظ لو کہ بسببِ پشیمانی کھانے کے کسی چیز پر اور بسبب معارضہ تقدیرِ الٰہی کے اور بنسبتِ حولِ قوت نفس کے کہتے ہیں کھولتا ہے کارِ شیطان کو اور لاتا ہے دل میں وسوسہ ان کا ساتھ ندامت یا معارضہ قدر کے۔ (مظاہر حق ص ۲۶۱)

''عن النعمان بن بشیر رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ المؤمن کرجل واحد ان اشتکی عینه اشتکی کله وان اشتکی راسه اشتکی کله''

(رواه مسلم، مشکوٰة باب الشفقة والرحمة علی الخلق ص ۴۲۲)

روایت ہے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا! فرمایا رسول خُدا ﷺ نے سب مسلمان بیچ حکم ایک شخص کے ہیں یعنی مانند اعضاء ایک شخص کے ہیں اس لیے کہ وہ ایک دین پر ہیں اگر دُکھتی ہے آنکھ اس کی دُکھتا ہے یعنی بے چین ہوتا ہے سارا بدن اس کا اور اگر دُکھتا ہے سر اس کا دُکھتا ہے سارا بدن اس کا۔ (مظاہر حق ص ۱۳۱)

مذکورہ بالا تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ کسی بزرگ کو ''قیومِ زماں'' کہنا جائز ہے۔ اور اسے ناجائز کہنا اور کفر کہنا یہ تمام علماءِ کرام پر کفر کا فتوی لگانا ہے۔ ایسا شخص جاہل ہے اور جاہل کو مسجد سے نکالنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے۔ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ کی مسجد میں جاہل واعظ سے فرمایا کہ تم قرآن میں ناسخ ومنسوخ جانتے ہو تو واعظ نے کہا نہیں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم نے اپنے آپ کو بھی ہلاک کیا اور دوسرے مسلمانوں کو بھی ہلاک کیا۔

Marfat.com

(بستان العارفین ص۱۴، معارف القرآن ج۱ ص ۲۸۰)

مفتی محمد شفیع دیوبندی نے لکھا ہے کہ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ''ھلکت واھلکت مع زیادۃ '' اور فرمایا کہ میری مسجد سے نکلو اور آئندہ نہ آنا۔ حضرت عبداللہ بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موافقت میں اپنے بیٹے محمد کو نصیحت کرتے ہیں۔

''یا بنی احذر الجاھل وان کان لک ناصحًا کما تحذر العاقل اذا کان عدوًا''۔ (العقد الفرید ج۲ ص ۹۹)

وفی العقد الفرید لاتصاحب الجاھل فانه یرید ان ینفعک ویضرک وقال ارد شیر حسبکم دلالتهٗ علی عیب الجاھل ان کل الناس تنفر منه وتغضب من انتصب إلیه۔

جاہل کے ساتھ دوستی مت کرو وہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا مگر تمہیں ضرر پہنچائے گا۔ اردشیر کا قول ہے کہ جاہل سے تمام لوگوں کی نفرت اس کی جہالت کا ثبوت ہے۔

جُہال کے حق میں صاحبِ تفسیر روح البیان ج۲ ص۹۱۵ نے کیا خُوب فرمایا:

''سقام الحرث لیس له شفاء وداء الجھل لیس له طبیب. وفی الجھل قبل الموت موت لاھله. واجسامھم قبل القبور قبور وان امرءٌ لم یحی بالعلم میة لیس له النشور نشور''

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شاہ احمد رضا خان افغانی فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاوی رضویہ ج۱۰ صفحہ ۲۱۵ پر ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ جاہل کو وعظ کہنے کی اجازت نہیں وہ جتنا سنواریگا اس سے زیادہ بگاڑے گا۔ اور اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ جاہل کو وعظ کہنا حرام ہے۔ اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی جلد میں لکھتے ہیں کہ جاہل کی تبلیغ زنا سے بدتر ہے۔

Marfat.com

''وانما حق العوام ان یؤمنوا ویسلموا ویشتغلوا بعبادتهم ومعایشهم ویترکوا العلم للعلماء فالعامی لو یزنی او یسرق کان خیرا له من ان یتکلّم فی العلم فانّه من تکلّم فی الله او فی دینه بغیر اتقان العلم وقع فی الکفر من حیث لایدری کمن یرکب لُجة البحر وهو لایعرف السباحة'' (احیاء العلوم ج۳ ص۳۹)

اور یقیناً عوام کا حق یہ ہے کہ ایمان اور اسلام لانے کے بعد اپنی عبادات اور اپنی معاشِ دنیا میں مصروفِ عمل رہے اور علم کو علماء کے ذمہ رہنے دے۔ پس اگر کوئی عامی زنا اور چوری کرے یہ اس کے لیے تکلّم فی العلم (مبنی بر جہالت) سے بہتر ہے (اگر چہ گناہِ کبیرہ ہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے دین میں اتقان فی العلم کے بغیر تکلّم کرنے والا کفر میں واقع ہو جاتا ہے اور اسے اس امر کا پتہ نہیں چلتا (من حیث لایدری) جیسے کہ کوئی دریا کی لہر میں کود پڑے درآں حالانکہ اسے تیرنا نہیں آتا ہو۔

علامہ شیخ محمد صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

''فلایامر الجاهل ولاینهی،لانه ربما امر بمنکر او نهی عن معروف لعدم علمه بذالک'' (تفسیر صاوی ج۱ ص۱۶۱)

اسی طرح علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر جلالین میں فرماتے ہیں۔

''الامر بالمعروف والنهی عن المنکر لایلزم کل الامّة ولایلیق لکل احد کالجاهل''۔ (ص۵۷)

علامہ شامی نے ایسے جُہال کے بارے میں لکھا ہے۔

''والاحتیاط ان یجدد الجاهل ایمانه کل یوم ویجدد نکاح امرأته عند الشاهدین فی کل شهر مرة او مرتین. اذ الخطاء

وان لم یصدر من الرجال فھو من النساء کثیر "(شامی ج۱ص۴۲)

یعنی احتیاط اس میں ہے کہ جاہل شخص روزانہ تجدید ایمان کرتا رہے اور ہر مہینے میں ایک یا دو مرتبہ دو گواہوں کی موجودگی میں تجدیدِ نکاح کرتا رہے۔ کیونکہ اگرچہ آدمی کی طرف سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو مگر عورتیں گناہ میں کثرت کرتی ہیں۔

شاہ محمد ہدایت علی نقشبندی مجددی جیپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "معیار السلوک ودافع الاوھام والشکوک" کی فصل ساتویں: "دائرہ سیف قاطع ودائرہ منصب قیومیت" میں فرماتے ہیں کہ "دائرہ سیف قاطع" داخلِ سلوک نہیں، بعض کو پیش آتا ہے اور بعض کو نہیں اور یہ دائرہ سیف قاطع "ولایتِ کبریٰ" کے محاذی (مقابل) ہے اور دائرہ منصب قیومیت کا بھی داخلِ سلوک نہیں جیسے دائرہ سیف قاطع محاذی ولایت کبریٰ ہے، اسی طرح "دائرہ منصب قیومیت دائرہ کمالات اولوالعزم" سے نکلتا ہے۔ اس مرتبہ منصب قیومیت سے خاص انبیاء علیہم السلام اور امت میں خاص خاص اولیاء مشرف ہوتے ہیں، اس بندۂ خاص پر اسم یاحی یاقیوم کا فیضان نازل ہوتا ہے اور اس کی ذات سے تمام زمین وآسمان کا قیام رہتا ہے۔(صفحہ:۱۴۸)

کوکب نورانی اوکاڑوی اورادِ مشائخ میں تحریر فرماتا ہے حضرت ابوعثمان مغربی فرماتے ہیں کہ ابدال (قیوم) چالیس ہیں۔ امنا۔ (ابرار) سات ہیں۔ خلفاء (نقباء) تین ہیں قطب عالم (قطب مدار) ایک ہے اور اس کو ان تین خلفاء کے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔ص ۲۱۱

حضرت بیہقی الوقت علم الھدیٰ مولانا القاضی محمد ثناء اللہ العثمانی الحنفی المظہری النقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں: "ومن طلب زیادة شرح ھذا المقام فلیرجع الی مکاتیب سیدی وامامی القیوم الربانی المجدد للالف الثانی "(مظہری:المائدہ:ص۹۲)

ترجمہ: اور جو اس مقام کی مزید شرح طلب کرنا چاہے تو اسے میرے سردار و امام حضرت القیوم الربانی مجدد الف ثانی کے مکاتیب مقدس کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ معلوم ہوا کہ اگر ''قیوم'' کسی کو کہنا شرک وکفر ہوتا ہو تو حضرت بیہقی الوقت ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیوں ذکر کرتے۔ فتدبر ولاتکن من المتعصبین۔

مولانا غریب اللہ صاحب ناظم دارالعلوم مجددیہ موضع مانکی تحصیل صوابی ضلع مردان اپنی کتاب ''ضرب شمشیر بر فتنہ پنج پیر'' جو وہابیوں اور خوارج کے رد میں لکھی ہے) میں لکھتے ہیں کہ ''راقم الحروف اپنی اس تصنیف کو حضرت قیوم زمانِ اول امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد بن عبدالاحد فاروقی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہِ عالیہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ جن کی عمومیت تجدید، دین کے ہر شعبہ پر حاوی ہے اور آج تک ان کی مبارک تحقیقات و معارف علماء کرام اور مشائخ عظام کیلئے مشعلِ راہ ہیں اور ہمیشہ کیلئے ان شاء اللہ تعالیٰ رہیں گی۔ آپ کی شانِ عالی یہ ہے کہ آپ کے شیخ مکرم و معظم خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے حق میں فرماتے ہیں: ''دریں امت دو سہ کس مثل ایشاں می دانم'' (مناقب احمدیہ: صفحہ: ۱۰) اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''حضرت امام ارہاص ایں دورہ اند۔ وشیخ قطب ارشاد ایں دورہ است'' (کلمات طیبات: صفحہ: ۱۶۳)

اور حقیقت یہ ہے کہ اس عاجز کی کیا طاقت کہ اس بارگاہ عالیہ میں کچھ نذر پیش کرنے کی جرأت کر سکتا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ حقیر ہدیہ در حقیقت انہی حضرت الامام قدس سرہ کے عنایات و برکات کا ایک ذرہ ہے جو ان کی بارگاہِ عالیہ میں بطورِ ہدیہ پیش کیا جاتا ہے کسی نے کیا عمدہ کہا ہے۔

Marfat.com

اهدی لمجلسه الکریم وانّما　　　اهدی له ما حزت من نعمائه

کالبحر یمطره السماع و ماله　　　فضل علیه فانه من مائه

اس سے معلوم ہوا کہ ''قیوم زمان'' کہنا جائز ہے اور اس کے منکرین حضرت قیوم اول شیخ احمد فاروقی سرھندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور سلسلۂ نقشبندیہ کے دشمن ہیں۔

استاذ العلماء، بقیۃ السلف مناظرِ اہلِ سنت والجماعت شیخ التفسیر والحدیث جناب مولانا امین اللہ الحنفی الماتریدی الباجوری اپنی تصنیف ''احقاق المعالی'' میں اپنے مرشد گرامی کے بارے میں لکھتے ہیں: ''جناب مرشدنا قطب دوران ومجدد ملت، جامع طرق اربعہ، مناظرِ ملت، ولی اکمل، قیوم زمان حضرت سیدنا پیرِ طریقت رھبرِ شریعت پیر صاحب مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ'' اور اس کے علاوہ کئی مقامات پر مختلف القابات اور خصوصاً ''قیوم زمان'' کے لقب سے یاد کیا ہے۔

جو شخص مزید تفصیل جاننا چاہے تو وہ حضرت سیدنا سلطان الاولیاء، قدوۃ العارفین، غوث الزمان وقیوم الزمان، قطب الارشاد، مشرف بمقام العبدیت والصدیقت والامامت والاحسان پیرِ پیران خواجۂ خواجگان علامہ مولانا سیف الرحمٰن صاحب مبارک دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب ''جواباتِ سیفیہ'' کا مطالعہ کرے۔

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: ''صوفیاء کی اصطلاح میں قیومیت ولایت کا ایک درجہ ہے، کہ اس پر پہنچ کر بندہ قیوم کہلاتا ہے یعنی باعث قیام عالم اسی لئے مجددیہ خاندان کے بزرگوں کی کتب میں بعض اولیاء کو قیوم اول قیوم ثانی کہا گیا ہے۔ حدیث شریف میں اس کی طرف اشارہ موجود ہے۔ ''بِهِمْ يُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ يُرْزَقُوْنَ'' (رسائل نعیمیہ: صفحہ: ۲۳۵، اسلام کی چار اصولی اصطلاحیں: صفحہ: ۱۳، ۱۴)

حرّرہ: فقیر سید احمد علی شاہ سیفی۔

Marfat.com

برقِ آسمانی بر فتنہ ڈاکٹر عثمانی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماءِ اہلسنت وجماعت اس مسئلے میں کہ ڈاکٹر مسعود عثمانی کے بارے میں کہ یہ مسلمان ہے یا کافر۔ اس مسئلے کی وضاحت فرمائیں۔ جزاک اللہ فی الدارین خیرًا۔

المستفتی: حافظ محمد اشفاق حسین بنہور سیفی (پھلجی اسٹیشن دادو سندھ)

الجواب بعون الملک الغفار وبحرمۃ سید الابرار ﷺ:

ڈاکٹر مسعود عثمانی کے بارے میں مختلف مکاتبِ فکر کے علماءِ کرام کا فیصلہ

ڈاکٹر مسعود عثمانی کے بارے میں علمائے اہلحدیث کا متفقہ فیصلہ ہے کہ وہ کافر، ملحد و زندیق ہے۔ کیونکہ وہ حدیث نبوی ﷺ کا صاف انکار کرتا ہے اور امام اہل السنۃ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ و دیگر سلف صالحین کو کافر کہتا ہے۔ بحوالہ اشتہار (اہلحدیث یوتھ فورس پاکستان) اہلحدیث کے مندرجہ بالا فتویٰ کی تصدیق وتائید علمائے دیو بند کی کتب میں مدلل طور پر موجود ہے۔ ملاحظہ فرمایئے لکھتے ہیں۔ کہ حضور اقدس ﷺ کی حدیث دین اور حجت کا ہونا ضروری ہے۔ اور ضروریات دین میں سے ہے۔ لہٰذا اس سے انکار کرنے والا بلاشک وشبہ کافر ہے۔ بحوالہ کتاب (ضروری مسائل صفحہ نمبر ۱۱۴ مصنفہ حافظ رشید احمد حقانی استاد دار العلوم اکوڑہ خٹک ضلع پشاور) نیز اسی کتاب کے صفحہ

Marfat.com

نمبر۱۱۹پر تحریر فرماتے ہیں کہ اہل علم (علماء کرام) کی بے عزتی اور توہین کرنا کفر ہے۔

لمافی البریقة المحمودیة شرح الطریقة المحمدیة قال فی الاشباه الاستهزاء بالعلم والعلمآء کفروعن مجموع النوازل اهانة علمآء الدین کفروعن المحیط ان شتم عالماً فقد کفر فتطلق امرأته ۔ علمائے دیوبند نے محکم دلائل کتب معتبرہ سے واضح طور یہ ثابت کردیا کہ سلف صالحین، علمائے محققین کی شان میں گستاخی اور بے ادبی، تخفیف کرنے والا اور ان کو نسبت کفروشرک کرنے والا خود مطلق کافر ہے اور اس کی منکوحہ کو طلاق ہو جاتی ہے۔اسی طرح تین ۳۶۰ سو ساٹھ مفتیان اکابر علمائے دیوبند فتوٰی صادر فرماتے ہیں کہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے (بحوالہ کتاب اشد العذاب صفحہ نمبر۱۴ مصنفہ محمد مرتضٰی حسن دیوبندی چاندپوری مجتبائی دہلوی ۴ رجب المرجب ۱۳۴۷ھ) مذکورہ بالا فتووں سے ثابت ہوا کہ کیماڑی کا ڈاکٹر مسعود عثمانی بلاشک وشبہ کافر ہے۔لہٰذا مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کو کافر کہہ دیا کریں۔اور جو لوگ ڈاکٹر مسعود عثمانی کے عقیدہ پر ہیں ان کیلئے بھی یہی حکم ہے۔اور کتاب الفجر الصادق مطبوعہ استنبول صفحہ ۲۰ پر علامہ آفندی علیہ الرحمۃ نے یہ ثابت کردیا ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی ان میں نبی کی طرح تھا وہ اس کے کسی قول کو نہ چھوڑتے تھے اور نہ اس کے حکم کے بغیر کوئی کام کرتے۔اس کی از حد تعظیم کرتے تھے۔(وہابی مذہب صفحہ ۱۶۶ حافظ رشید احمد حقانی استاد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک) نے ضروری مسائل صفحہ ۱۱۵ پر تحریر کیا ہے مفتی حرمین شیخ الاسلام سید احمد بن زینی وحلان مکی نے لکھا ہے۔

وکان ارکان الدین خمسة عند الله وعند رسوله وعند جمیع الامة وجعل النجدی السادس عنده وهو من لم یتبعه فهو لیس بمسلم:

خلاصۃ: مطلب یہ کہ اس نے دین کا یہ چھٹا رکن بنا ڈالا تھا۔کہ جو بھی اس عبدالوہاب

Marfat.com

نجدی کا مخالف ہو وہ اسلام سے خارج ہوگا۔مفتیان شرع نے ابن عبدالوہاب نجدی کے اعتقاد واقوال وافعال سے یہ خوب ثابت کر دیا ہے۔کہ ابن عبدالوہاب نجدی نبوت کا دعویدار تھا اور حال یہ ہے کہ رشید احمد حقانی استاد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کتاب ضروری مسائل کے صفحہ ۱۱۵ پر تحریر کرتے ہیں کہ علامہ انور شاہ کشمیری جوکہ دیوبندی حضرات کے شیخ الحدیث تھے وہ امام الوہابیہ ابن عبدالوہاب نجدی کے متعلق مقدمہ فیض الباری شرح صحیح بخاری میں جلد نمبر ا صفحہ ۱۷۱ پر رقمطراز ہیں: فانہ کان رجلا بلید اقلیل العلم فکان یسارع الی الحکم بالکفر ۔وہ کم فہم اور کم علم آدمی تھا پس اسی وجہ سے وہ فوراً کفر کا فتویٰ لگا دیتا تھا۔(مقدمہ فیض الباری، وہابی مذہب صفحہ ۲۸۹)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی جوکہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے دست راست اور شاگرد بھی تھے اپنی کتاب التلبیسات میں ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کے متبعین (وہابیوں) کو خارجی قرار دیکر لکھتے ہیں کہ وہ اپنے فرقہ کے سوا تمام عالم کے مسلمانوں کو مشرک جانتے ہیں۔اور اہل سنت وعلمائے اہل سنت کا قتل ان کے نزدیک مباح ہے۔ (التلبیسات صفحہ ۱۳ مطبوعہ دیوبند المہند صفحہ ۱۹۔۱۸ مولوی حسین احمد دیوبندی جوکہ دیوبندی حضرات کے نزدیک نہایت ہی مقتدر شخصیت ہیں رقمطراز ہیں کہ: صاحبو! ابن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرہویں صدی میں نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا۔اس لئے اس نے اہلسنّت وجماعت سے قتل وقتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا اور ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھتا تھا اور ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب ورحمت شمار کرتا رہا۔اہل حرمین کو خصوصاً اس نے تکالیف شاقہ پہنچائیں سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے باکی کے الفاظ استعمال کئے۔بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکالیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔

Marfat.com

الحاصل وہ (ابن عبدالوہاب) ایک ظالم و باغی وخونخوار فاسق شخص تھا (الشہاب الثاقب ص۴۲ مطبوعہ دیوبند، وہابی مذہب ص۲۸۹) ابن عبدالوہاب نجدی کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہلِ عالم وتمام مسلمانانِ دیار مشرک وکافر ہیں۔ اور ان سے قتل وقتال کرنا اور ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔ (الشہاب الثاقب ص۵۱، وہابی مذہب ص۲۸۹، تا ۲۹۰) مولوی محمد تھانوی دیوبندی۔ دیوبندی اکابرین میں سے مولوی محمد تھانوی غیر مقلد وہابیوں کے متعلق نسائی شریف کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: بیشک وہ لوگ جو ابن عبدالوہاب نجدی کے دین پر ہیں اصول اور فروع میں اُس کے طریقے پر چلتے ہیں ان کو ہمارے علاقوں میں وہابیوں اور غیر مقلدین کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ائمہ اربعہ علیہم الرضوان میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا شرک ہے جو ان کی مخالفت کرتے ہیں وہ بھی مشرک ہیں اور ہم اہلسنّت وجماعت کے قتل کو جائز قرار دیتے ہیں اور ہماری عورتوں کو قید کر لینا ان عقائد کے علاوہ ان کے دیگر بُرے عقائد جو ہم تک ثقہ لوگوں کے ذریعے پہنچے ہیں اور بعض عقائد ان سے ہم نے خود سنے ہیں وہ ایک خارجی فرقہ ہے۔ علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب میں بھی اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

(حاشیہ نسائی شریف ص۳۶۰ جلد ا مطبوعہ مجتبائی دہلی، وہابی مذہب ص۲۹۰ تا ص۲۹۱)

علمائے صوبہ سرحد اہلِ دیوبند کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی باتفاق جمہور علماء وفقہاء خارجی ہے اور اس کے جملہ معتقدین نام نہاد موحدین وہابی اور خارجی ہیں مزید تفصیلات کے لئے انگریزی جاسوس ہمفرے کی کتاب ملاحظہ فرمائیں (بحوالہ اشتہار مجلس اہلسنت والجماعت حنفی المسلک تحصیل صوابی ضلع پشاور) اور مولوی حمد اللہ دیوبندی ڈاگئی والا نے اپنی تصنیف البصائر کے صفحہ ۱۵۴ پر مولوی قطب الدین غور غشتوی کا فتویٰ تحریر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اتباع ابن عبدالوہاب نجدی ابن تیمیہ اور ابن

Marfat.com

قیم کے جن کے عقائد یہ ہیں۔

نمبر۱: کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف کو صنم اکبر (بڑا بت) کہتے ہیں۔

نمبر۲: اور اپنے آپ کو موحدین کہتے ہیں۔

نمبر۳: اور اپنے مخالف کو مشرک بتلاتے ہیں۔

نمبر۴: اور یا رسول اللہ ﷺ کہنا شرک ہے۔

نمبر۵: زیارت قبور بعیدہ ناجائز ہے۔

نمبر۶: اور اولیاء اللہ کی ارواح پر ایصال ثواب حرام ہے۔

نمبر۷: اور کرامت بعد الموت نہیں۔

نمبر۸: اور توسل حرام ہے وغیرہ وغیرہ اہلسنت و جماعت سے خارج ہیں۔ اور اس فتویٰ پر ص ۱۴۸ علمائے کرام کے دستخط موجود ہیں۔ اور مولوی حمد اللہ دیوبندی نے کتاب کے اسی صفحہ پر بخاری شریف کی حدیث نقل کی ہے۔ لکھا ہے۔

''قال النووی فیه دلالة علی فقه الصحابة رضی الله تعالی عنهم وتحریر الالفاظ وفیه اشارة من ابی سعید الی تکفیر الخوارج او انهم غیر هذه الامة عینی البخاری ص ۲۴۲ جلد ۱۱ قال العینی هؤلاء القوم خرجوا من نجد موضع التمیمین عینی ص ۲۴۵ جلد ۱۱ ثم ظهور الخوارج فی ارض نجد والعراق وماورآئها من المشرق عینی ص ۲۵۳ واشار بقوله علیه السلام هناک یطلع قرن الشیطان الی نجد ونجد من المشرق''۔

اور مفتی محمد شفیع دیوبندی معارف القرآن جلد دوم ص ۱۴۵ سورۃ آل عمران آیۃ نمبر ۱۰۶ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

Marfat.com

''یوم تبیضّ وجوہ وتسودّ وجوہ فاما الذین اسودّت وجوھھم اکفرتم بعد ایمانکم فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون''۔

جس دن کہ سفید ہوں گے بعض منہ اور سیاہ ہونگے بعض منہ، سو وہ لوگ کہ سیاہ ہوئے چہرے ان کے۔ ان سے کہا جائیگا کیا تم کافر ہوگئے ایمان لاکر اب چکھو عذاب بدلہ اس کفر کرنے کے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اہلسنت کے چہرے سفید ہونگے اور اہل بدعت کے سیاہ ہونگے امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے مراد خوارج ہیں یعنی سیاہ چہرے خوارج کے ہونگے اور سفید چہرے ان لوگوں کے ہونگے جن کو وہ قتل کریں گے۔

''فقال ابو امامۃ کلاب النار شر قتلی تحت ادیم السمآء وخیر قتلی من قتلوہ ثم قرأ یوم تبیضّ وجوہ وتسودّ وجوہ ص ۱۴۷''۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا''الخوارج کلاب النار''۔ خارجی دوزخ کے کتے ہیں۔ (طبرانی شریف ص ۱۱۷ جلد دوم مطبوعہ مصر۔ حیٰوۃ الحیوان ج ۱ ص ۶۰)

علامہ عارف باللہ احمد الصاوی رضی اللہ عنہ اس آیۃ شریف۔

''اُولٰٓئک حزب الشیطٰن الا ان حزب الشیطٰن ھم الخاسرون آیۃ نمبر ۱۹ سورۃ المجادلۃ''۔

وہ شیطان کے گروہ ہیں سنتا ہے بیشک شیطان ہی کا گروہ ہار میں یعنی خسران میں ہے۔

Marfat.com

علامہ صاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

”هٰذه الآية نزلت فی الخوارج الوهابية. اُولٰئک حزب الشيطٰن الا ان حزب الشيطٰن هم الخاسرون. ان الشيطٰن لکم عدوا فاتخذوه عدوا“۔

یہ آیت شریف خوارج وہابیہ کے حق میں نازل ہوئی ہے وہ شیطان کے گروہ ہیں سنتا ہے (خبردار) بیشک شیطان ہی کا گروہ ہار میں یعنی خسران میں ہے بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے دشمن سمجھو۔ (تفسیر صاوی جلد ۲ حصہ ا ص ۲۵۵)

علامہ صاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ثابت کر دیا کہ وہابیہ خوارج شیطانی گروہ ہے یہ شیطان کا لشکر ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ اس سے خبردار ہو جائیں۔ اور ان کے ساتھ دشمنی کرنے میں چوکنے رہیں۔ ان سب مذکورہ دلائل سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ وہابیہ خبیثہ کے سب فرقے خوارج ہیں اور ان لوگوں کو مبتدعین یعنی اہل بدعت، غیر مقلدین، خوارج، ضال مُضل، مرتدین، خارج از اسلام، حزب الشیطان کلاب النار کہتے ہیں۔

لہٰذا ڈاکٹر مسعود عثمانی کے بارے میں علمائے اہلحدیث اور ۲۶ مفتیان شرع متین علمائے دیوبند وغیرہ کا فتویٰ حق بجانب ہے کہ واقعی ڈاکٹر عثمانی کافر، ملحد، زندیق، مرتد، لعنتی، خارجی، حزب الشیطان، کلاب النار اور واجب القتل ہے۔ اور اس کے ہم عقیدہ لوگوں کے لئے بھی یہی حکم شرعی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں موجود ہے۔ کہ وہابیہ خوارج ہیں اور خوارج کیلئے نبی کریم ﷺ کا یہی حکم مبارک ہے۔ چنانچہ حدیث شریف بخاری ج ا صفحہ ۷۵۶ اور کنز العمال ج ۶ صفحہ ۳۳ اور صدر مدرسین جانشین شیخ الہند سید حسین احمد مدنی دار العلوم دیوبند اپنی کتاب الشہاب الثاقب صفحہ ۶۵ پر خوارج وہابیہ کیلئے یہی حکم ہے۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

نے فرمایا کہ آخر زمانے میں ایک قوم نکلے گی چڑھتی جوانی والی، بے وقوف، حدیث مصطفےٰ علیہ السلام سے بات کرینگے قرآن بھی پڑھیں گے۔ ان کے حلق سے قرآن نیچے اثر نہ کرے گا دین سے بھی ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ جب ان سے تمہاری ملاقات ہوان کو قتل کردو اس لئے کہ ان کے قتل کرنے میں خداوند کریم کے نزدیک اتنا ثواب ہے جیسا کہ اس نے قیامت تک کافر کو قتل کیا۔ اور کنز العمال صفحہ ۲۲۳ ج ۶۔ پر ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ مصطفےٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آخر زمانے میں ایک قوم آئے گی چڑھتی جوانی والے بے عقل ہوں گے بات کریں گے تو کہیں گے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ ان کا ایمان گلے سے اوپر رہے گا نیچے یعنی دل میں ایمان کا ذرہ نہ ہوگا۔ جہاں تم ان کو ملوان کو قتل کر دو کیونکہ ان کے قتل کرنے میں اتنا ثواب ہے جیسا کہ کسی نے قیامت تک کفار کو قتل کر دیا۔ اور مشکوٰۃ شریف، اشعۃ اللمعات اور مرقاۃ وغیرہم کی حدیث شریف ہے کہ پیارے مصطفےٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعاء کی کہ،، اے اللہ ہمارے شام میں برکت دے اے اللہ ہمارے یمن میں برکت دے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ اور نجد میں۔ نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ ہمارے شام میں برکت دے۔ اے اللہ ہمارے یمن میں برکت دے۔ تیسری مرتبہ فرمایا وہاں نجد میں زلزلے اور فتنے ہیں وہیں شیطان کا سینگ نکلے گا اور صحیح بخاری شریف صفحہ ۱۰۵۶ ج ۲۔ پر موجود ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم علیہ السلام سے سنا۔ کہ آپ فرمارہے تھے تم میں سے ایک نکلے گی جن کی نمازوں کے مقابلہ میں تم اپنی نمازوں کو ہیچ ان کے روزوں کے مقابلہ میں تم اپنے روزوں کو ان کے اعمال کے مقابلہ میں تم اپنے عملوں کو ہیچ سمجھو گے وہ قرآن پڑھیں گے اور ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل

Marfat.com

جاتا ہے تیر کے سر کو دیکھا جائے تو شکار کا نشان تک نہ ہوگا۔ تیر کا زخم دیکھا جائے گا تو کوئی
نشان نہ ملے گا زخم کا داغ بھی نہ ہوگا دین کے اوپر سے گزر جائے گا:
صحیح بخاری شریف ص ۱۰۲۳ ج۔۲، و ذکر العلامة العینی فی ص ۲۴۰
ج ۱۱ باب قتال الخوارج والملحدین وکان ابن عمر رضی الله عنه يراهم
اے الخوارج شرار خلق الله تعالىٰ وقال انهم انطلقوا الى ايات نزلت فى
الكفار فجعلوها على المومنين اور علامہ عینی نے ص ۲۴۰ ج۔۱۱ باب قتال
الخوارج والملحدين میں ذکر کیا ہے (کہ) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ خارجیوں کو
بدترین مخلوق سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ خارجیوں کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ آیات جو
بتوں کے حق میں نازل ہوئی ہیں یہ لوگ اہل ایمان پر چسپاں کرتے ہیں۔ لایزالون
يخرجون حتى يخرج آخرهم مع الدجال فاذالقيتمو هم هم شر الخلق
والخليقة۔ یہ نکلتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ ان کی آخری جماعت دجال کے ساتھ
ہوگی اگر تم ان سے ملو تو جان لو کہ وہ تمام خلقت میں بدترین ہیں۔ اور صدر المدرسین شیخ
الہند مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی اپنی کتاب الشہاب الثاقب کے ص ۴۷ پر تحریر کرتے
ہیں کہ۔ وہابیہ مسئلہ شفاعت میں ہزاروں تاویلیں گھڑا کرتے ہیں۔ اور قریب
انکار شفاعت کے بالکل پہنچ جاتے ہیں۔ شان نبوت و حضرت رسالت مآب علیہ وسلم کی
شان میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات
سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ اپنی شقاوتِ قلبی
وضعفِ اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں۔ کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لا رہے ہیں۔
ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں۔ اور نہ کوئی احسان
اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے۔ اور اسی وجہ سے توسل دعا میں آپ کی
ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذاللہ ثم

Marfat.com

معاذاللہ۔ نقل کفر کفر نباشد۔ کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات ﷺ سے ہم کوزیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس سے کتے کو دفع بھی کر سکتے ہیں۔ اور ذات فخر عالم ﷺ سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ (الشہاب الثاقب صفحہ ۴۷) اور مولوی حسین احمد صاحب صدر مدرسین دیوبند اپنی کتاب الشہاب الثاقب کے صفحہ ۵۰ پر تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب دیوبندی کی تصنیف لطائف رشیدیہ صفحہ ۲۲ میں دربارہ استعمال لفظ جب یا صنم یا آشوب ترک یا فتنہ عرب بہ نسبت حضور سرور کائنات ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ قبیحہ بولنے والا اگرچہ معانی حقیقیہ مراد نہیں رکھتا بلکہ معنیٰ مجازی لیتا ہے مگر تاہم ابہام گستاخی واہانت واذیت ذات پاک حق تعالیٰ شانہ، اور جناب رسول اکرم ﷺ سے خالی نہیں یہی سبب ہے کہ حق تعالیٰ نے لفظ راعنا بولنے سے منع فرمایا اور انظرنا لفظ عرض کرنا ارشاد فرمایا اس بحث کو نہایت بسط کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ اور جن الفاظ میں ابہام گستاخی و بے ادبی ہوتا تھا ان کو بھی باعث ایذاء جناب رسالتمآب علیہ السلام ذکر کیا اور آخر میں فرمایا کہ بس ان کلمات کفر کے بکنے والے کو شدید منع کرنا چاہئے اگر مقدور ہو اور اگر باز نہ آوے قتل کرنا چاہئے۔ کہ موذی و گستاخ شان جناب کبریا تعالیٰ شانہ، اور اس کے رسول امین ﷺ کا ہے۔ انتہیٰ کلام الشریف صدر مدرسین حسین احمد صاحب نے فرمایا ہے کہ اہلسنّت و جماعت عرب کے لوگ وہابیوں کو یہود و نصاریٰ و مجوسی و ہنود سے بھی بدتر سمجھتے ہیں اور اس بات کی تصدیق اس طرح کی ہے اور لکھا ہے کہ وہابیوں کے ساتھ قوم یہود و نصاریٰ و مجوس اور ہنود سے بھی زیادہ عداوت ضرور رکھنی چاہئے۔ چنانچہ الشہاب الثاقب صفحہ ۴۲ پر تحریر خاص یہ ہے: اہل عرب کو خصوصاً اس کے ابن عبدالوہاب نجدی کے اور اس کے اتباع (معتقدین) سے دلی بغض تھا اور ہے اور اس قدر ہے کہ اتنا نہ قوم یہود سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوس سے نہ ہنود سے۔ غرضیکہ وجوہات مذکورۃ الصدور کی وجہ سے ان کو (اہل عرب کو) ان کے (ابن عبدالوہاب

Marfat.com

نجدی) کے طائفہ سے اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے اور بیشک جب (اس ابن عبدالوہاب نجدی) نے ایسی ایسی تکالیف دی ہیں تو ضرور ہونا چاہئے (یعنی عداوت ضرور رکھنی چاہئے) وہ لوگ (اہل عرب) یہود و نصاریٰ سے اس قدر رنج و عداوت نہیں رکھتے جتنی کہ وہابیہ سے رکھتے ہیں۔ (ص ۴۲) ڈاکٹر مسعود عثمانی، اہل حدیث اور تمام فرقہ ہائے وہابیہ خوارج حیات انبیاء علیہم السلام کے منکر ہیں۔ حالانکہ سلف صالحین متقدمین و متاخرین تمام اہلسنت علمائے کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ حیات انبیاء علیہم السلام ثابت ہے۔ اور اس کا منکر اجماع امت کا منکر ہے اور منکر اجماع امت کافر ہے۔ (بحوالہ مقام حیات ص ۲۶۶ مصنفہ علامہ خالد محمود صاحب سیالکوٹی دیوبندی) چنانچہ صدر مدرسین دیوبند حسین احمد صاحب الشہاب الثاقب کے صفحہ ۴۵ پر تحریر فرماتے ہیں، نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اس زمانے تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔ (المہند عقائد دیوبند و مقام حیات صفحہ ۲۵۱ مصنفہ علامہ خالد محمود صاحب سیالکوٹی دیوبندی شہاب الثاقب صفحہ ۴۵) جملہ اہل سنت والجماعت چاروں مذاہب کے علماء اس عقیدہ پر ہیں کہ قبر اور برزخ میں اہل ایمان اور اصحاب طاعات کو لذت و سرور نصیب ہوتا ہے اور کفار منافقین اور گناہ گاروں کو عذاب و تکلیف حاصل ہوتی ہے (اس لئے کہ وہ زندہ ہیں) اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ قرآن و سنت اور اجماع امت کے صریح دلائل کے پیش نظر یہ عقیدہ اتنا مضبوط ہے کہ حضرات فقہاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا ذمہ دار گروہ انتہائی تحقیق و احتیاط کے بعد عذاب قبر کے منکر کو کافر کہتا ہے۔ یعنی منکرین عذاب قبر ضرور بضرور کافر ہیں۔ (علمائے دیوبند کی فیصلہ کن کتاب تسکین الصدور صفحہ ۷۴ مصنفہ سرفراز خان نصرت العلوم گوجرانوالہ) تو یہ خوب واضح ہوا کہ ڈاکٹر عثمانی توحیدی گروپ والے معہ اپنے امام کے بلاشک و شبہ علماء کرام کے متفقہ فتویٰ

Marfat.com

پر کافر ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ حیات انبیاء علیہم السلام وشہداء صلحاء مومنین وثواب قبر وعذاب قبر سے منکر ہیں اور یہ شیطانی گروہ شفاعت کے بھی منکر ہیں۔ اور منکرین شفاعت بہ اتفاق جمہور علماء کافر ہیں۔ جیسا کہ علامہ طاہر بن احمد الحنفی المتوفی ۵۴۲ھ لکھتے ہیں کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور کرام الکاتبین اور عذاب قبر اور رویۃ باری تعالیٰ کا منکر ہو اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی کیونکہ وہ کافر ہے۔

(خلاصۃ الفتاویٰ ص ۱۴۹ ج ا تسکین الصدور سرفراز خان دیوبندی)۔

محقق علی الاطلاق حافظ ابن ہمام محمد بن عبدالواحد الحنفی المتوفی ۸۶۱ھ فرماتے ہیں کہ شفاعت اور اللہ تعالیٰ کے دیدار اور عذاب قبر اور کرام الکاتبین کے انکار کرنے والے کی اقتداء میں نماز نہیں ہوتی کیونکہ وہ کافر ہے اس لئے کہ یہ امور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تواتر کے ساتھ ثابت ہیں۔

(فتح القدیر ص ۲۴۷ ج ا طبع مصر۔ وتسکین الصدور ص ۷۵)

اہل کبائر کے لئے شفاعت، رویئت باری تعالیٰ، عذاب قبر اور کرام الکاتبین کا انکار کرنے والا شخص کافر ہے (رسائل بحر العلوم ص ۹۹ مصنف مولانا عبدالعلی بحر العلوم الحنفی المتوفی ۱۲۳۵ھ تسکین الصدور ص ۷۶) قرآن کریم سے دلیل شفاعت:۔

من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ. سورۃ بقرہ۔

وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے مگر اس کے حکم سے۔

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بندے رب کے ہاں شفاعت فرمائیں گے۔ دوسرے یہ کہ ان کی شفاعت دھونس کی نہ ہوگی یعنی دھوکہ یا زور سے بغیر اذن نہ ہوگی بلکہ اذن خداوندی سے ہوگی۔ لہذا جو بالکل شفاعت کا انکاری ہے وہ بے ایمان ہے یعنی کافر ہے۔

لا تنفع الشفاعۃ عندہ الالمن اذن لہ آیۃ (۲۳) سورۃ السبا۔

Marfat.com

اور اس کے پاس شفاعت کام نہیں دیتی مگر جس کے لئے وہ اذن فرمائے۔
اس سے معلوم ہوا کہ شفیع اور مشفوع دونوں کے لئے اذن الٰہی ضروری ہے
لہذا شفاعت صرف صالحین کریں گے اور مومنین کی کریں گے۔ خیال رہے
کہ شفاعت کرنے والے حسب ذیل ہیں۔

ابنیاء اولیاء وعلماء ومشائخ، حجر اسود، قرآن مجید کعبہ، ماہ رمضان اور مسلمانوں کے نابالغ بچے شفاعت کریں گے۔ شفاعت تین طرح ہوگی۔ میدان حشر سے نجات کیلئے گناہوں کی معافی کیلئے، بلندی درجات کیلئے۔ پہلی شفاعت سے کفار بھی فائدہ اٹھائیں گے۔ دوسری سے گناہ گار مسلمان تیسری سے نیکوکار اسی طرح بہت دلائل آیات واحادیث کے موجود ہیں۔ لیکن اس مختصر رسالہ میں وہ جمع نہیں ہو سکتے۔ صرف ایک آیت پیش کرتا ہوں۔

بِاٰل فرعون سوٓء العذاب (۴۵) النار یعرضون علیھاغدوا
وعشیا(۴۵) سورۃ المومن۔

اور فرعون والوں کو برے عذاب نے آگھیرا آگ جس پر صبح وشام پیش کئے جاتے یعنی جو لوگ دنیا میں تو فرعون کے ساتھ ڈبو دیئے گئے قبر و آخرت میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اس طرح کہ ان کی قبروں میں دوزخ کی گرمی تو ہر وقت ہی رہتی ہے۔ مگر آگ کی پیشی صبح وشام ہوتی رہی گی۔

فتویٰ متفقہ:

بہ مدرسہ مصر ۷۰۵ھ میں ابن تیمیہ ظاہری دخارجی خدا کو مجسم کہتا تھا۔ سفر زیارت رسول اللہ ﷺ کو حرام کہتا تھا۔ عقیدہ ابن تیمیہ خلاف اجماع ہے جو کوئی عقیدہ ابن تیمیہ پر ہو اس کا خون اور مال حلال ہے (حاشیہ نبراس، جواہر الایقان، اثبات

Marfat.com

الاغراض ص۳۲،۳۳، کتاب انوار محمدی ۱۳۵۵ھ باہتمام محمد شفیع ابن جناب حاجی محمد سعید صاحب دیوبندی بماہ مئی ۱۹۳۶ء درمطبع مجید کانپوری ص ۳۵ پر تحریر موجود ہے۔
ایک شخص عبدالعباس بن تیمی جفائلی کہ نام اس کا تقی الدین تھا۔ چنانچہ تاج الدین ابو الحسن سبکی نے اپنی مسند میں اس کا حال خوب لکھا ہے۔ کہ اس نے کتاب التوحید تصنیف کی جس میں رد ہے مذاہب اربعہ کا۔ اور شیخ ابویعلی موصلی نے اس کا رد لکھا ہے اور بادشاہ مصر نے بموجب فتویٰ شیخ مذکور سب علماء کو جمع کیا۔ اور شیخ برہان الدین اور تقی الدین جو قاضی تھے۔ اس زمانے میں مصر کے ان سے فتویٰ پوچھا کہ اس شخص کو کیا سزا دی جائے شیخ تقی الدین نے کہا روبرو سب علماء کے اس کو منبر پر حکم دو کہ اپنا عقیدہ بیان کرے چنانچہ ابن تیمیہ نے اپنا عقیدہ بیان کیا اور اس میں یہ بھی بیان کیا کہ جو روضہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کو جائے کافر ہے تب قاضی برہان الدین نے پوچھا اس سے کہ جو حدیث میں آیا ہے کہ میری قبر کی زیارت وحفاظت ستر (۷۰۰۰۰) ہزار فرشتے قیامت تک کریں گے اور وہ فرشتے روز نئے نئے آتے ہیں۔
(جواہر البحار ج ۲ ص ۱۷۱۔۳۷ انوار محمدی من المواہب الدینہ ص ۳۲۱، مشکوٰۃ شریف باب وفات النبی ص ۵۴۶ وجلاء الافہام ابن قیم ص ۶۸)
تو قاضی برہان الدین نے پوچھا کہ ان فرشتوں کے حق میں کیا کہتے ہو۔
ابن تیمیہ نے جواب دیا کہ میرے نزدیک وہ فرشتے بھی کافر ہیں (العیاذ باللہ تعالیٰ) تو قاضی برہان الدین نے اسے منبر پر سے ہاتھ پکڑ کے اتار دیا اور آپ منبر پر کھڑے ہو کر بعد حمد وصلوٰۃ اور بیان عقائد اہل سنت وجماعت کے حکم دیا کہ اس کا قتل واجب ہے اور جو اس کے مطیع ہوں ان کا قتل بھی واجب ہے۔ اور ان کی عورتیں لینا جائز ہے۔
القصہ ابن تمیہ مارا گیا اور لاش اس کی گھوڑے پر ڈال دی اور کسی نے نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ چنانچہ وہ کتاب قوم اسیر میں اب تک رائج ہے پھر بعد اس کے ایک شخص ابن

Marfat.com

عبدالوہاب نجدی نے بھی اس کتاب التوحید سے انتخاب کر کے ایک نیا مذہب تراش کر مکہ اور مدینہ اور تمام طائف کے اہل اسلام میں تفرقہ ڈالا تھا۔ بایں ارادہ کہ جیسے چار مذاہب امام اعظم، امام شافعی، امام حنبلی، امام مالکی کے رائج ہیں اور ان کے نام سے ان کے گروہ کہلاتے ہیں۔ اسی طرح میرے نام سے بھی مذہب جاری ہو بلکہ سب پر سبقت لے جاؤں اس واسطے اس نے بھی اسی طرح آیات اور احادیث انتخاب کر کے کچھ گھٹا بڑھا کر اپنے مطلب کے موافق کے کے ایسی باتیں نکالیں کہ کل مسلمانوں ایمانداروں اگلے پچھلوں کو کافر اور مشرک بنایا اور جو اس کے کہنے میں نہ آیا تو بہت غصہ میں آ کر قتل عام شروع کیا۔ اور کل مکانات متبرکہ واجب التعظیم، مساجد عظیم اور قبریں بزرگان قدیم کی منہدم کرنا شروع کیا۔ اولئک حزب الشیطن الا ان حزب الشیطن هم الخاسرون۔ چنانچہ کتاب تقویۃ الایمان میں بھی اسی طور پر ہے اور جو عقیدہ ابن تیمیہ اور ابن عبدالوہاب نجدی کے مذہب والے رکھتے تھے وہ سب اس کتاب سے مطابقت رکھتے ہیں۔ (ص ۳۵ ص ۳۶)

علامہ عارف باللہ تعالیٰ احمد الصاوی المالکی رحمۃ اللہ علیہ۔

تفسیر صاوی جلد اول حصہ اول میں فرماتے ہیں کہ، جو لوگ سید العالمین رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نفع دینے لینے سے منکر ہیں وہ ضال، مضل، گمراہ، کافر ہیں (ج ۱ ص ۱۶۱) کتاب المواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر میں امام العارف الربانی سیدی عبدالوہاب الشعرانی تمام اکابرامت کا عقیدہ تحریر فرماتے ہیں کہ بہر حال قطب واحد محمد ﷺ ہیں جو تمام انبیاء رسل اور اقطاب کے ابتدائے آفرینش انسانیت سے لے کر یوم قیامت تک کے لئے مددگار ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

(ج ۲ ص ۸۰)۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور کو بت اور زیارت مصطفےٰ ﷺ کے لئے

Marfat.com

جانے والوں کو مشرکین کہنا خواہ انبیاء علیہم السلام ہوں خواہ ملائک علیہم والسلام ہوں ان سب کو اور سب صحابہ کرام، اولیاء اللہ، علماء کرام اور مومنین کو کافر و مشرک کہنا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذات اقدس مبارک سے اپنے عصاء کو زیادہ نفع دینے والا کہنا انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام شہداء کرام۔ اولیاء اللہ اور مومنین کی قبریں منہدم کرنا کتنی بڑی انتہائی حد تک گستاخی بے ادبی اور ظلم عظیم بلکہ کفر اشد ہے۔ جس میں ابن تیمیہ اور ابن عبدالوہاب نجدی کے سب معتقدین خوارج وہابیہ مبتلا ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ جب بھی ہمارے ہاتھ میں طاقت آجائے تو ہم ایسا ایسا کریں گے جو ابن عبدالواہاب نجدی نے کیا تھا مسلمان بھائیو! خوب غور کرو قبر انور کو بت / صنم کہنا تخفیف گستاخی، بے ادبی ہے یا نہیں ضرور ہے زیارت مصطفیٰ علیہ السلام کو شرک کہنا تخفیف گستاخی، بے ادبی ہے یا نہیں۔ ضرور ہے زیارت مصطفیٰ والوں کو جس میں خود نبی کریم ﷺ بھی شامل ہیں کہ آپ ﷺ نے خود جنت البقیع اور شہدائے احد اور ماں باپ کی زیارتیں کی ہیں اور سب ملائکہ اور صحابہ کرام، اولیاء اللہ، علماء کرام اور مومنین کو کافر و مشرک کہنا تخفیف، گستاخی، بے ادبی بلکہ کفر اور شرک ہے یا نہیں ضرور ہے اور ان سب کو برے عیب کی نظر سے دیکھنا ہے یا نہیں ضرور ہے۔ اب پہلے خود ان خبیثوں کا فتویٰ خود ان پر چسپاں کرنا پھر قرآن کریم کا حکم دیکھو امام الخوارج وہابیہ ابن تمیمہ خود اپنے اور اپنے معتقدین پر فتویٰ لگاتا ہے۔ اپنی کتاب الصارم المسلول علی شاتم الرسول میں لکھا ہے کہ حضور کی مدح اور تعظیم کرنا دین کو قائم کرنا ہے صفحہ ۲۱۱ حضور کی تنقیص شان کرنے والے کو قتل کیا جائے گا۔ حضور کی تنقیص کرنے والا کافر ہے۔ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے (صفحہ ۴۰) جس نے نبی کریم ﷺ کی چادر کو میلا کہا اس کو قتل کرنا چاہیے صفحہ ۱۵۲۶ کی کیونکہ اس خبیث نے چادر مبارک کو عیب کی نظر سے دیکھا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی چیز کو عیب کی نظر سے دیکھنے یا کہنے والا مبتدع، زندیق کافر، ملعون،

Marfat.com

واجب القتل ہے خواہ کافر ہو یا مسلمان واجب القتل ہے (صفحہ ۵۲۶)

کقولہ تعالیٰ ومنھم من یقول ائذن لی ولا تفتنی الا فی الفتنۃ سقطوا ط و ان جھنم لمحیطۃ بالکفرین۔

(۴۹ آیت، ۴ آیۃ ۵۲، سورۃ توبہ)

اور ان میں کوئی تم سے یوں عرض کرتا ہے کہ مجھے رخصت دیجئے۔ اور فتنہ میں نہ ڈالئے سن لو وہ فتنہ ہی میں پڑے اور بیشک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو۔

(شان نزول) حضور ﷺ نے جدابن قیس منافق سے فرمایا کہ جنگ تبوک میں چلنے کی تیاری کرو۔ وہ بولا کہ میری قوم جانتی ہے کہ مجھے عورتوں سے بہت رغبت ہے اگر میں ان رومیوں کے مقابل گیا تو مجھے خطرہ ہے کہ انکی حسین عورتوں کو دیکھ کر فریفتہ ہو جاؤں اور فتنہ میں پڑ جاؤں۔ مجھے وہاں نہ لے اور فتنہ میں واقع نہ فرمائیے تب یہ آیت اتری کیونکہ جہاد میں نہ جانا حضور ﷺ کا حکم نہ ماننا مذاق اڑانا بڑا بھاری فتنہ ہے (صفحہ ۳۴۵) امام الخوارج وہابیہ ابن تیمیہ نے خود یہ ثابت کر دیا کہ کسی معقول عذر سے جہاد کو فتنہ کہنے والے عیب لگانے والے گستاخ منافقین مرتدین خوارج کافر واجب القتل اہل النار ہیں اسی طرح منافقین کے حق میں یہ قول خداوندی ہے۔

قالوا ربنا لم کتبت علینا القتال (آیۃ ۷۷ سورۃ النساء)

منافقین نے بولا اے رب ہمارے تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا

اسی طرح مرزا قادیانی حکم جہاد کو منسوخ کہتا تھا۔ جیسا کہ خوارج وہابیہ اہلحدیث تبلیغی فرقہ وغیرہ حکم جہاد کو نہیں مانتے بلکہ جہاد کے متعلق جتنی آیتیں اور احادیث ہیں سب کے سب اپنی رسمی خودساختہ تبلیغ کے لئے دلیل خصوصا پکڑتے ہیں۔ الحاصل صحیح العقیدہ اہل سنت والجماعت جس کو خوارج وہابیہ بریلوی کہتے ہیں اس کے علاوہ سب کے سب

Marfat.com

فرقے عقائد ہیں ایک ہی ہیں صرف ان فرقوں کے نام جدا جدا ہیں کیونکہ سب ابن تمیمہ اور ابن عبدالوہاب نجدی کے معتقدین ہیں اور وہ تو ہے منافقین خوارج وہابیہ کا امام لیکن بعض ان منافقین خوارج وہابیہ ہیں بہت تیز ہیں جیسا نمبر۱ حزب الشیطن جو اپنے آپ کو حزب اللہ کہتے ہیں نمبر۲ اہل حدیث نمبر۳ جماعت المسلمین نمبر۴ جماعت اسلامی نمبر۵ تبلیغی جماعت وغیرہ وغیرہ۔ مولوی حمد اللہ دیوبندی نے امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ابن تیمیہ کے حق میں تحریر کیا ہے کہ جس نے ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام کہا وہ کافر ہے۔

ان من سمی ابن تیمیہ شیخ الاسلام فھو کافر (البصائر۔۱۵۳)

پھر ابن تیمیہ کے معتقدین کے حق میں یہ فتویٰ دیا کہ جو ابن تیمیہ کے عقیدہ پر ہو اس کا مال اور قتل حلال ہے۔ من کان علیٰ عقیدۃ ابن تیمیۃ حل مالہ ودمہ البصائر ۱۴۸) معتقدین ابن تیمیہ: ابن عبدالوہاب نجدی ہمیشہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ علمائے کرام مومنین کی تنقیص شان کرتے ہیں اور ان سب کو کفر وشرک کی نسبت کرتے ہیں کفار مشرکین کو کسی قسم کی بری نسبت نہیں کرتے ان کے ساتھ جہاد کرنا بھی نہیں مانتے ان کی برائی بیان نہیں کرتے بلکہ ان کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور ان کفار کے وظیفہ خوار ہیں اس لئے کفار مشرکین کے بجائے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ مومنین کو کافر ومشرک کہتے ہیں اور ان کی شان میں گستاخی بے ادبی کرتے ہیں جو آیتیں اور حدیثیں کفار ومشرکین اور ان کے بتوں کے حق میں نازل ہوئی ہیں وہ سب انبیاء اولیاء اللہ مومنین پر چسپاں کرتے ہیں اور ان مقربان خداوندی کی تخفیف کرتے ہیں خصوصاً فرقہ حزب الشیطن جو اپنے آپ کو حزب اللہ کہتے ہیں وہی لوگ علی الاعلان برملا گستاخیاں بے ادبی اور تخفیف کرتے ہیں اور اپنے فرقہ کے سوا عام وخاص کو کفر وشرک کی نسبت کرتے ہیں ان ایمان فروش منافقین محبان کفار ومشرکین اور دشمن السلام اور دشمن اہل اسلام گروہ شیطانی کے لئے قرآنی فتویٰ یہ ہے:

Marfat.com

ومن یتولھم منکم فانه منھم ان الله لا یھدی القو م الظلمین۔

جوتم میں ان سے دوستی کرے گا(یعنی کفار سے) وہ ان ہی میں سے ہے

بیشک اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالموں کو۔

ثابت ہوا کہ یہ فرقہ ضرور بضرور کفار میں سے ہے لیکن جولوگ اس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں تو ان لوگوں کا حکم بھی وہی ہے۔اور ان گستاخان پیغمبر علیہ السلام کے لئے دوسرا حکم یہ ہے۔

والّذین یوء ذون رسول الله لھم عذا ب الیم.

وہ بیشک جولوگ رسول اللہ ﷺ کوایذا دیتے ہیں ان کے لئے درد ناک عذاب ہے۔

پھران گستاخ، بے حیا اور بے ادب لوگوں کے لئے تیسرا حکم یہ ہے۔

ان الـذیـن یوء ذون الـلّٰه ورسولہٗ لعنھم الله فی الدنیا وا لاخرۃ و اعدلھم عذاباً مّھیناً.

بیشک جولوگ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کوایذاء دیتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے دنیا وآخرت میں اوراللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کررکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل ایذاء سے پاک ہے۔اسے کون ایذاء دے سکتا ہے مگر حبیب ﷺ کی شان میں گستاخی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ایذاء فرمایا ہے وہی لوگ ظالم ہیں گمراہ ہیں کافر ہیں، وہ لوگ لعنت کے مستحق ہیں آخرت میں خوار وذلیل ہوں گے۔ان کے لئے درد ناک عذاب ہے۔اس گروہ شیطانی کے لئے چوتھا حکم یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ ورسول وآیتوں اوردین اسلام سے ٹھٹھا کرتے ہیں ان کے لئے کوئی عذر بہانہ نہیں،قولہ تعالیٰ۔

لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم.

بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد الحدیث

کلاب اهل النار قد کان هٰؤلآء مسلمین فصار وا کفارً

(ابن ماجہ ۱۶)

یہ لوگ جہنم کے کتے ہیں جو اسلام لانے کے بعد کافر بن گئے۔

دوزخ کے کتے کون ہیں وہی ہیں جو ایمان لانے کے بعد کافر ہوئے جن کو خوارج وہابیہ خبیثیہ کہتے ہیں۔(الخوارج کلاب النارص ۱۶)۔خوارج دوزخ کے کتے ہیں

ابھی ان حزب الشیطان لوگوں کے لئے علمائے امت کا متفقہ فیصلہ یہ ہے: بانی حزب اللہ ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی (توحیدی گروپ) کے بارے میں مختلف مکاتب فکر کے نمائندہ علماء نے فتویٰ دیتے ہوئے تحریر کیا:

یہ لوگ گمراہ، ملحد، زندیق، اور مرتد ہیں مسلمانوں کو اسلام سے بیزار کر کے فتنہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس گمراہ کن ٹولہ کی سرگرمیوں پر فوری پابندی عائد کرے اور سرغنہ کو گرفتار کر کے سزا دے۔

نام نہاد حزب اللہ کے قریب میں آئے ہوئے لوگوں سے گزارش ہے کہ وہ فوراً اس گمراہ کن ٹولہ کا ساتھ چھوڑ کر اللہ کے حضور توبہ کریں۔ملک میں موجودہ مختلف مکاتب فکر کے نمائندہ دار العلوم جہاں سے مسلمانوں کی آگاہی کے لئے اس گمراہ کن ٹولہ کے خلاف فتاویٰ صادر کئے گئے ہیں ان علماء کی فہرست درج ذیل ہے۔

مفتیان شرع متین علماء اہلسنت بریلوی مکتبہ فکر

۱۔ دار العلوم امجدیہ کراچی۔ ۲۔ دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کراچی۔ ۳۔ دار العلوم نعیمہ کراچی۔ ۴۔ دار العلوم احسن البرکات حیدرآباد۔ ۵۔ دار العلوم قوت الاسلام حیدرآباد۔ ۶۔ دار العلوم جامعہ نظامیہ لاہور۔ ۷۔ دار العلوم نعیمیہ لاہور۔

Marfat.com

۸۔ دارالعلوم جامعہ رضویہ فیصل آباد۔ ۹۔ دارالعلوم سراج الاسلام گوجرانوالہ۔ ۱۰۔ مدرسہ فیض نقشبندیہ سیفیہ کراچی۔

مفتیان شرع متین علماء دیوبندی مکتبہ فکر

۱۔ دارالعلوم جامعۃ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی۔ ۲۔ دارالعلوم اشرفیہ لاہور۔ ۳۔ دارالعلوم کراچی، کراچی۔ ۴۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ ۵۔ دارالعلوم سرحد پشاور۔ ۶۔ دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ۔ ۷۔ دارالعلوم مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی۔ ۸۔ دارالعلوم تعلیم القرآن آزاد کشمیر مرکزی انجمن اشاعۃ الاسلام پاکستان۔

سوال: کیا صدر مدرسین دیوبند حسین احمد کے علاوہ اور حضرات دیو بند نے کچھ ایسا فتویٰ دیا ہے۔ کہ واقعی ابن عبدالوہاب نجدی اور ان کے معتقدین وھابیہ خوارج میں سے ہیں کہ اس بنا پر یہ لوگ خبیث وخبیثہ ہیں۔

جواب: فتویٰ علماء سرحد ابن عبدالوھاب نجدی بہ اتفاق جمہور علماء وفقہاء خارجی ہے اور اس کے جملہ معتقدین نام نہاد موحدین وھابی خارجی ہیں۔

(عقائد علماء دیوبند ۲۲۸ وسنن نسائی شریف ۳۶۰ بر حاشیہ شیخ محمد تھانوی دیوبندی صاحب حصہ اول البصائر ۱۵۷ مولوی حمد اللہ صاحب فاضل مظاہر علوم سہارنپور)

مزید تفصیلات کیلئے انگریز جاسوس ھمفر کے کتاب ملاحظہ ہو شائع کردہ مجلس اہلسنت والجماعت حنفی المسلک علماء دیو بند تحصیل صوابی ۱۲۵ اکتوبر ۱۹۸۵ بمقام جامع مسجد اکرم خان میں عظیم الشان دینی اجتماع میں متفقہ طور پر فتویٰ مذکورہ شائع ہوا۔

واللہ ورسولہ اعلم وماعلینا الاالبلاغ

المجیب: فقیر سید احمد علی شاہ نقشبندی سیفی ساکن شالپین (سوات)

Marfat.com

"ترجمہ"

امیر عبدالرحمٰن خان کے دور حکومت میں ان کے زمانہ کے علماء کا فتویٰ ظہور میں آیا۔ علماء کرام نے وہابیہ کے بارے میں کفر اور الحاد کا فتویٰ دیا۔ بطریقہ اجماع اس مسئلہ پر اتفاق ہو گیا اسی طرح کتاب تقویم الدین پر اسی طرح تصریح کیا (بر صفحہ ۱۹۹) یعنی امیر عبدالرحمان خان کے زمانہ میں جھگڑا واقع ہوا اہل سنت و جماعت اور وہابیہ کے درمیان پس امیر عبدالرحمان خان نے کابل کے مشہور علماء کرام کو جمع کیا اور ان سے وہابیہ کے بارے میں فتویٰ طلب کیا۔ پس کابل کے مشہور علماء نے حکم دیا اور فتویٰ دیا ان وہابیہ کے بارے میں کفر کا پس کابل کے ان علماء کرام کے نام مشہور ہیں (بر صفحہ کتاب) تقویم الدین ایک کتاب ہے جس کو ہم علماء کرام کابل نے تصنیف کیا۔ اور ان کے بعد ہم نے اس کتاب کو عبارۃ مسئلہ امیر عبدالرحمٰن خان کے سامنے پڑھا۔ پس یہ مذکورہ کتاب بہت مقبول ہوئی ان کو پس امیر عبدالرحمٰن خان نے اس کتاب پر دستخط کیا اور در کتب خانہ کابل داخل کرایا۔ اس سے تین ہزار نسخے چھاپے اور افغانستان کے اطراف میں پھیلا دیے پس مصنف کشف الاسرار کہتا ہے جب یہ کتاب تقویم الدین میرے ہاتھ لگی پس یہ کتاب میں نے قندہار کے علماء کے سامنے پیش کر دی اور یہ علماء کرام اس پر بہت خوش ہوئے اور فتویٰ کے بعد کہنے لگے کہ یہ اجماع ہمارے لئے سند ہے اور یہ دلیل ہمارے لئے کافی ہے۔ دستخط ملا احقر الناس کریم اللہ۔ کتاب تقویم الدین میں، میں نے حکم دیکھ کر پڑھ لیا صحیح ہے دستخط ملا عبیداللہ مدرس خلیل ملا علم " اے اللہ جل جلالہ ہمیں حق، کو حق دکھا اور حق کی اتباع ہمیں عطا فرما اور باطل کو باطل دکھا اور اس سے ہمیں دور رکھ۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

مصنف کشف الاسرار کہتا ہے کہ اگر کوئی تقویم الدین کو دیکھنا چاہتا ہے تو وہ کابل میں موضع نامی ایک جگہ موجود ہے۔

Marfat.com

اِستمدادِ اولیاء

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سوال: کیا شہداء اور اولیاء اللہ زندوں کے ساتھ بعد الوفات کچھ امداد کر سکتے ہیں؟ اور زندوں کیلئے مردوں سے کوئی امداد طلب کرنا حق وصحیح ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں کر سکتے ہیں اور یہ حق وصحیح ہے۔

کقولہ تعالی لتؤمننّ بہ ولتنصرنّہ ط (آیۃ ۸۱ سورۃ آل عمران نمبر ۳)

تو تم ضرور بہ ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور بہ ضرور اس کی مدد کرنا۔

اس سے معلوم ہوا کہ صالحین بعد وفات بھی مدد کرتے ہیں کیونکہ انبیاء سے دین محمدی کی مدد کا عہد کیا گیا حالانکہ ربّ تعالیٰ جانتا تھا کہ حضور کے زمانہ میں یہ حضرات وفات پا چکے ہوں گے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدد کی۔ اس طرح کہ شبِ معراج پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں۔ اس طرح اب بھی حضور کی مدد اپنی امت پر برابر جاری ہے اگر ان کی مدد نہ ہو تو ہم کوئی نیکی نہیں کر سکتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ، شہداء، مؤمنین، صالحین سے بعد وفات امداد طلب کرنا بھی حکم خداوندی ہے کہ اس پر عقیدہ اور عمل رکھنا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھنا ہے اس لئے منکر کیلئے سخت حکم ہے۔

تفسیر الصاوی جلد اول میں ہے۔

''فمن زعم ان النبی ﷺ کآحاد الناس لایملک شیئا أصلا

Marfat.com

ولا نفع بہ لا ظاھر او لا باطنا فھو کافر خاسر الدنیا والآخرۃ واستدلالہ بھٰذہ الآیۃ ضلال مبین"۔ (ص ۱۵۸ طبع لائلپور)

جس کا یہ گمان ہو کہ نبی اکرم ﷺ عام مسلمانوں کی مانند اور بالکل کسی چیز کے مالک نہیں اور نہ ہی ان کی ذات سے کوئی ظاہری باطنی نفع ہے ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے۔ خسر الدنیا والآخرۃ واستدلالہ بھٰذہ الآیۃ ضلال مبین.

(ج ۱۰ ص ۱۵۸، ج ۱ ص ۱۶۱ حصہ اول۔ تحفۃ المومنین ص ۱)

سوال: اس میں تو صرف نبی علیہ السلام کے امداد اور نفع پہنچانے کی دلیل ہے اور صرف آپ ﷺ کی مدد اور نفع پہنچانے سے انکار کرنے والوں کیلئے وعید ثابت ہے نہ کہ اوروں کے متعلق۔

جواب: جس طرح نبی ﷺ سے یا اور کسی نبی علیہ السلام سے مدد طلب کرنا شرک وبدعت نہیں بلکہ عین ایمان ہے اسی طرح اولیاء اللہ، شہداء، صالحین اور مؤمنین سے مدد طلب کرنا بھی عین ایمان ہے کیونکہ اولیاء اللہ، شہداء، صالحین اور مؤمنین کی پیروی تابعداری عین نبی ﷺ کی اطاعت، تابعداری اور پیروی ہے جس طرح نبی کی اُطاعت اطاعتِ خداوندی ہے اسی طرح صالحین کی تابعداری رسول اللہ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

کقولہ تعالیٰ: من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ ، او کما قال اللّٰہ تعالیٰ: ومن یطع اللّٰہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النبیّین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا ، (۱۶ النساء نمبر ۴)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے فضل کیا، یعنی انبیاء، صدیقین اور شہداء اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا حکم مانے۔ تو وہ صدیقین، شہداء، صالحین میں سے ہوگا (دوسرا یہ کہ) جو چیز انبیاء کے لئے معجزہ ہے وہی اولیاء اللہ کیلئے کرامت ہے۔ معجزہ اصل ہے اور کرامت فرع ہے اور اہلِ سنت کا عقیدہ ہے کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کا معجزہ اور اولیاء اللہ کی کرامت بعد الوفات قطع نہیں ہوتی بلکہ باقی ہے اس لئے جس طرح نبی سے بعد وفات مدد طلب کرنا اور نفع لینا عین ایمان ہے اسی طرح اولیاء اللہ صدیقین، مؤمنین اور صالحین سے بھی بعد وفات مدد طلب کرنا عین ایمان ہے اور اس عقیدہ کو بدعت، کفر اور شرک کہنے والا خود خارجی معتزلی، زندیق، منافق، وہابی جبری کافر ہے اگر ایسا عقیدہ بدعت، کفر، شرک اور حرام ہو تو دلیل پیش کرنا چاہئے جیسا قولِ خداوندی ہے:

''قل هلم شهداء كم الذين يشهدون ان الله حرم هٰذا ج''۔

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم فرماؤ لاؤ اپنے وہ گواہ جو گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام کیا۔ معلوم ہوا کہ جس چیز کی حرمت نہ دکھائی جا سکے وہ حلال ہے اور یہاں شہداء سے مراد کتاب اللہ کی آیت یا ان کے پیغمبروں کے اقوال ہیں۔ نہ کہ خود ان کی بکواس جیسا کہ وہابیہ کرتے ہیں۔ اس لئے اکابرین اہلسنت اولیاء اللہ کی وفات کے بعد امداد طلب کرنے پر اظہار عقیدت پیش کرتے ہیں جیسا حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''قال امام غزالی من يستمد به فی حیٰوته بمستمدبه بعد مماته (ص ۴۲ البصائر مصنفه حمد الله دیوبندی) وقال امام الغزالی فی الاحیاء كل من يستمد به فی حیٰوته يستمد به بعد وفاته

Marfat.com

كـذا نـقـل الشيخ عبدالحق الدهلوی فی شرح المشكوٰة وقال الامـام الشافعی ان قبر الامام موسٰی الكاظم علیه الرحمة تریاق مـجـرب لاجابة الـدعوات ونقل عن بعض المشائخ ان الشیخ مـعـروف الـكرخی والشیخ الغوث الاعظم سیدنا الشیخ محی الـدیـن عبـدالـقادر الجیلانی قدس سرهما تصرفهما فی القبور كتـصـرفهـما فی الحیٰوة نفعنا الله تعالی ببركاتهم واوصلنا الی مثل مـالاتهـم امیـن. كتـاب نـور الایـمـان بزیارت آثار حبیب الـرحمٰن مصنفه مولوی احمد الله صاحب بدخشانی دیوبندی باهتمام محمد گل رحیم الاسماری فاضل دیوبند"۔

والله ورسوله اعلم.

المجیب: فقیر سید احمد علی شاہ سیفی

Marfat.com

الکواکب فی حلق الشوارب

(مونچھوں کے حلق کا شرعی حکم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماءِ اہلِ سنت وجماعت (احناف) اس مسئلے میں کہ مونچھیں کاٹنا (حلق کرنا) جائز ہے یا ناجائز۔ بیّن ھذہ المسئلۃ بالادلۃ الشرعیۃ

المستفتی: (صوفی عبدالحلیم)

الجواب ومنہ الصدق والصواب

مرقات شرح مشکوٰۃ شریف باب السواک (جلد:۱:صفحہ:۲۰۱:طبع بیروت) میں مونچھوں کے بارے میں تین اقوال ذکر کیے گئے ہیں۔۱:ایک قول مکروہ۔۲:دوسرا قول حرام۔ ۳:تیسرا قول سنت کا ہے۔حرام اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں مُثلہ پایا جاتا ہے اور مُثلہ حرام ہے۔لیکن شرح سفر سعادت صفحہ:۴۹۴: میں اور نووی شرح مسلم صفحہ:۱۲۹: جلد:۱: میں ہے کہ مُثلہ اور حرام کہنا یہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب میں ہے۔اور ہدایۃ الابرار میں ہے کہ یہ کراہت اور بدعت کا قول حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے اور یہ قول مرجوح ہے۔اور یہ دلیل صرف امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب کے لئے ہے۔ ہم (احناف) کیلئے نہیں ہے کیونکہ ہم حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد اور پیروکار ہیں۔اور فتح القدیر جلد:۲:صفحہ:۴۶۴: پر ہے کہ مونچھوں کے قصر کرنے (یعنی قینچی سے تراشنے) کا مذہب بعض متاخرین احناف کا مذہب ہے۔علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

Marfat.com

مفتیٰ بہ قول ذکر کیا ہے۔''وذکر الطحاوی رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ ان الحلق سنۃ ونسب ذلک الی علماء الثلثۃ (ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم اجمعین ''یعنی حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ مونچھوں کا مونڈھوانا (حلق کرنا) سنت ہے اور یہ قول انہوں نے علماء ثلاثہ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابی یوسف اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی طرف منسوب کیا ہے۔

مولوی عبدالحئی لکھنوی فوائدِ بھیہ فی تراجم الحنفیہ :صفحہ:۳۲: پر تحریر کرتے ہیں کہ امام جعفر طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجتہد تھے۔ چونکہ حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک عظیم مجتہد ہیں اور ان کا مونچھیں مونڈھنے کو سنت کہنا ایک قوی دلیل ہے۔ صاحب کشف المبھم: نے صفحہ:۱۱: پر یہ ذکر کیا ہے کہ''واما المقلد فعندہ قول مجتھدہ...الخ ''یعنی مقلد اپنے مجتہد کے قول سے استدلال کرے گا۔ شرح طریقہ محمدیہ: جلد:۲: صفحہ:۶۵: کے مؤلف لکھتے ہیں۔''ولذا کان دلیل المقلد ھو قول المجتھد...الخ ''یعنی مقلد کے لئے دلیل مجتہد کا قول ہے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب میزان شعرانی میں ذکر کیا ہے کہ''ومن شان المقلد ان لا یخرج عن قول امامہ...الخ ''صفحہ:۱۳: یعنی مقلد کی شان یہ ہے کہ وہ امام کے قول سے تجاوز نہ کرے۔ اسی بات کو امام شعرانی میزان الکبریٰ میں بیان کیا ہے۔''فیجب علی کل مقلد ان لا یعترض علی قول مجتھد الی ان قال وکذلک یجب علیہ الاعتقاد الجازم بان ذلک الامام علی ھدی من ربہ فی ذلک ''جلد:۱: صفحہ:۵۹: آگے مزید لکھا ہے۔''فاعتقادک یا اخی الصحۃ فی کلام ائمۃ الھدی واجب علیک...الخ ''جلد:۱: صفحہ:۶۲: مسلم الثبوت کے شروع میں اجمالی طور پر ذکر کیا ہے کہ''اما المقلد فمستندہ قول

Marfat.com

المجتهد ''یعنی مقلد اپنے مجتہد کے قول سے استدلال کرے گا نہ کہ اپنی رائے سے۔ اور صاحبِ تلویح نے ذکر کیا ہے کہ مقلد یہ عقیدہ رکھے گا ''هٰذا حق لانه ادی الیه رأی ابی حنیفة وکل ماادی الیه رأی ابی حنیفة فهو حق فهٰذا حق ''یعنی یہ مسئلہ حق ہے کیونکہ یہ امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے سے ثابت ہے اور فقہ کی کتابوں سے یہ بات ثابت ہے کہ ''نعمل بقول المجتهد وان لم نعلم من أین قال'' (بحرالرائق: جلد:۵: صفحہ:۲۶۹) یعنی عمل مجتہد کے قول پر ہوگا اگر چہ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ حکم کہاں سے نکالا۔

اور فتح القدیر میں ذکر کیا گیا ہے کہ ''اذا ثبت عنده قول المجتهد وجب علیه العمل به ''یعنی مجتہد کا قول جب ثابت ہو جائے تو اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ اور تفسیر احمدی میں صاحبِ کتاب لکھتے ہیں ''ولیس للمقلد ان ینازع المجتهد فی حکمه'' (تفسیراتِ احمدیہ: صفحہ:۲۰۹)

اور مقلد کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ مجتہد کے قول میں جھگڑے۔ اور کسی کو یہ زیبا نہیں کہ مجتہد کو خطاوار ٹھہرائے اور اس کے کلام میں طعن کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کو اچھی طرح جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کا حکم ماننا لازم کیا ہے (کہ وہ اولوالامر میں داخل ہیں) پس جس نے کسی مجتہد کی طرف خطا کی نسبت کی تو گویا اس نے شارع کی طرف خطا کی نسبت کی۔ اور اسی بات کو صاحبِ میزانِ شعرانی اپنی کتاب میزان الکبریٰ میں یوں لکھا ہے کہ ''ان لاینبغی لاحد قط ان ینحطی مجتهدا او یطعن فی کلامه لان الشرع الذی هو حکم اللّٰه تعالیٰ قد قرر حکم المجتهد فصار شرع الله تعالی بتقریر الله تعالی ایاه فکل من خطا مجتهدا بعینه فکانه خطأ الشارع فیما قرره حکمًا'' (میزان الکبریٰ: صفحہ:۲۶) کسی کو یہ زیبا نہیں کہ وہ کسی مجتہد کو مخطی سمجھے یا اس کے کلام میں طعن

Marfat.com

کرے کیونکہ وہ شرع اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے تو مجتہد کا قول قرار پایا گیا تو یہ اللہ تعالیٰ کی تقریر سے شرع اللہ تعالیٰ کا ہوا خاص اس کے لئے تو مجتہد کو بعینہ خطاوار سمجھا تو گویا اس نے شارع کو خطاوار سمجھا۔ اس نے اس کے حکم کو مقرر کیا ہے۔

لہٰذا ان تمام دلائل سے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مجتہد ہونا اور مجتہد کے قول کا دلیل قوی ہونا ثابت ہوا اور امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول مونچھیں مونڈھنے (حلق کرنے) کے بارے قوی دلیل ہے۔ یعنی مونچھیں مونڈھنا سنت ہے۔

پس مونچھیں مونڈھنا سنت ہے۔ اور فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ ''والحلق سنة وهو احسن من القص وهذا قول ابی حنیفة وصاحبیه رحمهما تعالیٰ كذا فی محیط السرخسی'' اور حلق کرنا (مونڈھوانا) سنت ہے اور یہ تراشنے سے زیادہ بہتر ہے اور یہ قول امام اعظم اور صاحبین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا قول ہے۔ اسی طرح محیط سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں بھی ہے۔ (مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ: جلد:۵: صفحہ:۳۵۸) فتاویٰ عالمگیری چار سو علماء (احناف) نے آٹھ سال میں تحریر فرمایا تھا اور اس وقت اس پر دولاکھ روپے خرچ ہوئے تھے۔

اور اسی طرح علامہ زیلعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح کنز: جلد:۲: صفحہ:۵۵: میں اور محدثِ شہیر شارح بخاری شریف علامہ بدرالدین عینی حنفی رمز الحقائق: جلد:۱: صفحہ:۱۰۲: میں فرماتے ہیں کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب میں مونچھوں کو مونڈھوانا سنت ہے۔

لہٰذا حلق کرنا اور قصر کرنا (یعنی مونڈھنا اور کاٹنا) دونوں درست ہیں اس میں کسی کو برا بھلا نہیں کہنا چاہئے لیکن تراشنے کے مقابلے میں مونڈھنا زیادہ بہتر اور افضل اور احسن ہے۔ جیسا کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ باب حلق الشوارب کے آخر میں فرماتے ہیں۔ ''وفیہ

Marfat.com

من اصابة الخير ما لیس فی القص ''اور مونچھوں کے مونڈھوانے میں جو خیر (ثواب) ہے وہ تراشنے میں نہیں ہے۔ اور ہدایۃ الابرار: صفحہ: ۲٦: میں ہے ''الحلق بالموسٰی ایسر منه بالمقصّة'' یعنی اُسترے سے کاٹنا قینچی سے کاٹنے سے زیادہ آسان ہے۔

رحمتِ بیان شرح رشید البیان مصنف الحاج القاری القادری الحنفی المولوی رحمت اللہ ابن ملا موسیٰ مندوخیل: جلد: ۱: صفحہ: ۳۵۱: میں لکھا ہے کہ امام اعظم اور صاحبین اور امام احمد بن حنبل اور اہلِ کوفہ اور صوفیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو حلق پسند ہے اور اسے اچھا سمجھتے تھے اور فرمایا کہ یہ سنت ہے اور احسن ہے۔ اس کی تین دلیلیں ذکر کی ہیں۔

(۱) قال رسول اللّٰہ ﷺ احفوا الشوارب۔ قال رسول اللّٰہ ﷺ انھکوا الشوارب۔ قال رسول اللّٰہ ﷺ جزّوا الشوارب۔ قال رسول اللّٰہ ﷺ طرّوا الشوارب۔

صاحبِ کنز العمال فی سُنن الاقوال والافعال (عن. خ. ن) (جلد: ٦: صفحہ: ٦۵۳: فرماتے ہیں۔ الفطرة خمس الختتان وحلق العانة ونتف الابط وتقلیم الاظفار وحلق الشوارب۔ یعنی دین میں پانچ چیزیں سنت ہیں۔ ختنہ کرنا، زیرِ ناف بال صاف کرنا، بغل کے بال کاٹنا، ناخن کاٹنا اور مونچھیں مونڈھنا۔

احادیث کے تمام الفاظ مونچھیں مونڈھوانے پر دلالت کرتے ہیں۔

(۲) حضرت ابنِ عمر، حضرت انس بن مالک، حضرت واثلة بن الاسقع، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو سعید خدری، حضرت ابو سعید الساعدی، حضرت رافع بن خدیج، جابر بن عبداللہ، حضرت سلمة بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یہ تمام حضرات مونچھیں مونڈھواتے تھے اور ایک بال بھی نہیں چھوڑتے تھے۔

Marfat.com

سنن ابوداؤد کے حاشیہ میں ہے۔ کہ جو کوئی سنت طریقہ پر عمل کرنا چاہتے ہیں یا تو وہ اخفاء اور حلق پر عمل کریں ہے اور یا قص پر۔ لیکن کا ثنا زیادہ بہتر ہے۔ (ابوداؤد: صفحہ:۸: حاشیہ: نمبر۳)

اس مسئلے میں مفتی اعظم سرحد جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ مفتی شائستہ گل القادری صاحب نوّر اللّٰہ مرقدہ نے ایک رسالہ بنام "حلق الشوارب من السنن الرواتب" تحریر فرمایا ہے جس میں انہوں نے بہت سے دلائل ذکر کیے ہیں۔ ہدایۃ الابرار میں ہے "عن ابی هريرة رضی اللّٰہ تعالی عنه قال قال النبی ﷺ حلقوا الشوارب واعفوا اللُّحی" (صفحہ:۲۷) یعنی حضور ﷺ نے فرمایا کہ مونچھیں کٹواؤ (منڈھواؤ) اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ۔

اور افغانستان، بخارا، تاشقند، سمرقند اور پاکستان کے صوبہ سرحد کے کثیر اولیائے کرام کا معمول مونچھیں مونڈھوانا ہے اور ان کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ اور اس کے علاوہ عظیم عالمِ دین، قائدِ اہل سنت، امام انقلاب ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ حضرت علامہ مولانا الحافظ القاری الشاہ احمد النورانی نوّر اللّٰہ مرقدہ کا عمل بھی مونچھیں مونڈھوانا ہی تھا۔

(۳) مونچھوں کو حاجی کے سر کے بالوں پر قیاس کیا گیا ہے۔ یعنی جس طرح حاجی کے لئے سر کے بال تراشنا جائز اور مونڈھوانا افضل و بہتر ہے اسی طرح مونچھیں تراشنا جائز اور مونڈھوانا افضل و احسن و بہتر ہیں۔ (طحاوی، الدعامۃ، محیط، ہندیہ، عینی) (بحوالہ: رحمت بیان: جلد:۱: صفحہ:۳۵۲)

حتیٰ کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مونچھوں کی سفید جلد واضح نظر آتی تھی۔ لہٰذا ان تمام آثار سے معلوم ہوا کہ حلق کرنا سنت اور احسن ہے۔ لہٰذا ان تمام دلائل سے ثابت

ہوا کہ مونچھیں تراشنا اور مونڈھوانا دونوں جائز ہیں اور مونڈھوانا افضل ہے۔ بعض لوگ مونڈھوانے کو خوارج کی علامت بتاتے ہیں۔ اور یہ بات صحیح نہیں ہے۔ اگر اس طرح ہو تو پھر امام اعظم اور صاحبین اور کثیر احناف علماء اور صوفیاء اور صوبہ سرحد کے علماء و صلحاء اور عالم اسلام کے مقتدر علماء و صوفیاء اور حضرت قائدِ ملتِ اسلامیہ الشاہ احمد نورانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ان تمام حضرات پر خوارج ہونے اور کافر ہونے کا فتویٰ لگایا ہے۔ اور فتاویٰ عالمگیری کے چار سو جید علماء پر خوارج ہونے کا الزام لگایا ہے جبکہ یہ بات ثابت ہے کہ مذکورہ بالا تمام علماءِ کرام اور صوفیاءِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم صحیح العقیدہ حنفی سُنی مسلمان تھے۔

اور مطلوب شرعی کو کسی مشابہت کی وجہ سے نہیں چھوڑا جا سکتا۔ مثلاً گمراہ فرقے عمامہ باندھنے، نماز پڑھنے، عصا پکڑنے، دعا کرنا، شلوار قمیص پہننا، ڈاڑھی رکھنا، اذکار و اوراد وغیرہ یہ تمام گمراہ فرقے بھی کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ تمام کام اسلام کے ہیں اور جو بھی مدعی اسلام ہو وہ یہ کام اختیار کر سکتا ہے۔ اصل اختلاف عقیدے کا اختلاف ہے۔ کہ ان کے یعنی خوارج وہابی دیوبندی رائیونڈی وغیرہ۔ کفریہ عقائد ہیں اور اہلِ سنت و جماعت کے مخالف ہیں۔ اور ہم الحمد للہ اہلِ سنت و جماعت کے صحیح اور مضبوط عقائد پر ہیں۔ اور اگر وہ لوگ مونچھیں مونڈھواتے اور عمامہ باندھتے ہیں تو صرف مؤمنین کو دھوکہ دینے کے لئے لیکن ہم ان کی وجہ سے یہ اچھے اعمال ترک نہیں کر سکتے۔ اور ان کا عمل ہمارے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔

واللہ ورسولہ اعلم

حررہ: فقیر سید احمد علی شاہ سیفی صاحب

تاریخ: ۵ جولائی ۲۰۰۷ء

Marfat.com

نعت رسول مقبول ﷺ
کے ساتھ ذکر اللہ کا جواز

تصنیف لطیف

محسود الزمان، علامہ دوران، پیر طریقت رہبر شریعت

حضرت مفتی علامہ پیر سید احمد علی شاہ

سیفی نقشبندی چشتی قادری سہروردی مجددی حنفی دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

جامعہ امام ربانی مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فقیر کالونی کراچی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ حق اہل سنت وجماعت اس مسئلے میں کہ نعت خوانی کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ بعض لوگ اس کو ناجائز کہتے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے۔ نعت خوانی کے ساتھ ذکر کرنا بعض لوگ اس پر بھی اعتراض کرتے ہیں کیا نعت خوانی کے ساتھ ذکر کرنا جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب و منه الصدق و الصواب:

الحمد لله الذی رفع اهل الحق ووضع اهل الباطل واحق الحق وابطل الباطل والصلوٰة والسلام علی نبینا و سیدنا و سندنا ووسیلتنا فی الدارین محمد النبی المکمل الاکمل وعلی آله واصحابه الذین جاهدوا لاحقاق الحق وابطال الباطل ورفعوا الحق ووضعوا الباطل و علی التابعین الذین ناظروا لاظهار الحق واخفاء الباطل و علی تبعهم الذین لا یخافون لومة لائم فی احقاق الحق الراسخ وابطال الباطل الزائل. اللهم انا نسئلک الفتح والغلبة فی المناظرات مع اهل الباطل بجاه الرسول الاکمل امابعد:

نعت خوانی ہر زبان میں جائز ہے اور خصوصاً وہ اشعار جو حضور اکرم ﷺ کے معجزات و کمالات پر مشتمل ہوں وہ باعثِ ثواب وفلاح ہیں شعر کی تعریف یہ ہے الشعر بمنزلة الکلام فحسنه کحسن الکلام و قبیحه کقبیح الکلام و روی البخاری فی الادب المفرد والطبرانی عن ابن عمر و ابو یعلیٰ عن عائشة رضی الله عنها قال الهیثمی اسناده حسن یعنی شعر کی دو قسمیں

Marfat.com

ہیں ایک شعر حسن اور دوسرا شعر قبیح۔ "الشعر کلام فمنه حسن و منه قبیح فخذ الحسن و دع القبیح"۔ اچھا شعر کہنے یا لکھنے والا "الشعراء من تلامیذ الرحمٰن" کے زمرے میں ہے، اور برا شعر کہنے والا الشعراء کلاب جهنم کے زمرے میں ہے۔ بہت سے صحابہ کرام سے نعتیہ اشعار بنانا اور کہنا ثابت ہے۔ جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے خدام شعراء مردوں میں ایک سو ساٹھ/ 160 اور عورتوں میں بارہ/12 تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی۔ حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت کعب بن زبیر، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی نعتیہ اشعار ثابت ہیں۔ جو کوئی بھی اسے بدعت، شرک یا ناجائز کہتا ہے وہ دائرہ اسلام سے باہر ہے۔ اور یہ تو صحابہ کرام پر اعتراض ہے اور صحابہ کرام پر اعتراض کرنا ماسوائے زندیقیت کے اور کچھ نہیں۔ اور یہ لوگ اس آیت کریمہ کا مصداق بن رہے ہیں۔ یریدون ان یفرقوا بین الله و رسله. الایة (نساء۔ ۱۵۰) اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسول کو جدا کردیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی الله عنه کے بعض اشعار:

یا عین فابکی ولا تسامی
وحق البکاء علی السید

تو اے آنکھ خوب رو، اب یہ آنسو نہ تھمیں
قسم ہے سرور عالم پر رونے کے حق کی

علی خیر خندف عند البلا

وامسی یغیب فی الملحد

خندف کے بہترین فرزند پر آنسو بہا جو غم والم کے ہجوم میں

سرِ شام گوشۂ عافیت میں چھپا دیا گیا

فصلی الملیك ولی العبا

دورب العباد علی احمد

مالک الملک بادشاہ عالم بندوں کا والی

اور پروردگار احمد مجتبیٰ پر سلام و رحمت بھیجے

فکیف الحیاة لفقد الحبیب

وزین المعاشر فی المشهد

اب کیسی زندگی جو حبیب ہی بچھڑ گیا

اور وہ نہ رہا جو زینت وہ ایک عالم تھا

فلیت الممات لنا کلنا

فکنا جمیعا مع المهتدی

کاش موت آتی تو ہم سب کو ایک ساتھ آتی

آخر ہم سب اس زندگی میں بھی ساتھ ہی تھے

(کشف العرفان ص ۳۸)

امین مصطفی بالخیر یدعوا

کضوء البدر زائلة الظلام

حضرت سیدنا محمد ﷺ امین ہیں اور نیکی کی طرف بلانے والے ہیں

آپ ﷺ کی روشنی چودھویں رات کے چاند کی طرح اندھیروں کو دور کرنے والی ہے۔

(دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۲۵، جواہر البحار ج ۱)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار:

الم تر ان اللہ اظہر دینہ

علی کل دین قبل ذالک حائد

کیا نہیں دیکھا تم نے کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کر دیا

ہر اس دین پر جو اس سے پہلے تھا حق سے پھر ہوا

واسلبہ من اہل مکۃ بعد ما

تداعوا الی امر من الغی فاسد

اور اللہ نے اہل مکہ کو محروم کر دیا حضور سے جب

ان لوگوں نے گمراہی کے خیالِ فاسد یعنی قتل پر کمر باندھی

غداۃ اجال الخیل فی عرصاتہا

مسومۃ بین الزبیر و خالد

اور پھر وہ صبح جب گھوڑے اس کے میدانوں میں جولانیاں دکھانے لگے

جن کی باگیں چھوٹی ہوتی تھیں زبیر و خالد کے درمیان

فامسیٰ رسول اللہ قد عز نصرہ

وامسیٰ عداہ من قتیل وشارد

پس رسول اللہ کو اللہ کی نصرت نے غلبہ بخشا

اور ان کے دشمن مقتول ہوئے اور شکست کھا کے بھاگے

Marfat.com

(کشف العرفان ص ۳۹)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار

وحق البکاء علی السید

فیا عینی ابکی ولا تسامی

اپنے سردار پر آنسو بہانا تو لازم آچکا

تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک

(کشف العرفان ص ۳۹)

حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار

امن بعد تکفین النبی ودفنہ

باثوابہ اسی علی ھالك ثوی

نبی کو کپڑوں میں کفن دینے کے بعد، میں غمگین ہوں

اس مرنے والے کے غم میں جو خاک میں جا بسا

رزانا رسول اللہ فینا فلن نری

بذاك عدیلا ما حیینا من الروی

رسول اللہ کی موت کی مصیبت ہم پر نازل ہوئی اور اب

جب تک ہم جو جی رہے ہیں ان جیسا ہر گز نہیں

وکان لنا کالحصن من دون اھلہ

لہ معقل حرز حریز من الروی

رسول ہمارے لئے ایک مضبوط قلعہ تھے کہ ہر دشمن سے

Marfat.com

پناہ اور حفاظت حاصل ہوتی تھی

وکنا بمرآہ انری النور والہدیٰ

صباحا مساء راح فینا او اغتدیٰ

ہم جب ان کو دیکھتے تو سراپا نور و ہدایت کو دیکھتے

صبح بھی اور شام بھی جب وہ ہم میں چلتے پھرتے یا صبح کو گھر سے نکلتے

لقد غشیتنا ظلمۃ بعد موتہ

نہارا فقد زادت علی ظلمۃ الدجیٰ

ان کی موت کے بعد ہم پر ایسی تاریکی چھا گئی جس میں

دن کالی رات سے زیادہ تاریک ہوگیا

فیا خیر من ضم الجوانح والحشا

ویا خیر میت ضمت الترب والثریٰ

انسانی بدن اور اس کے پہلو جتنی شخصیتوں کو چھپائے ہوئے ہیں

ان میں سب سے بہتر آپ ہیں اور آپ ان تمام مرنے والوں

میں جن کو خاک نے چھپایا ہے سب سے بہتر ہیں

کان امور الناس بعدک ضمنت

سفینۃ موج حین فی البحر قد سما

گویا معاملہ انسانی آپ کی موت کے بعد ایک کشتی میں

پڑ گیا ہے جو سمندر کے اندر اونچی موجوں میں گھری ہوئی ہے

فضاق فضاء الارض عنہم برحبۃ

Marfat.com

لـقـد رسـول الـلـه اذ قيل قد مضـیٰ
زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہوگئی
رسول اللہ کی وفات کی وجہ سے جب یہ کہا گیا کہ رسول گزر گئے

فـقـد نـزلـت لـلـمسـلـمين مصيبة
كـصـدع الـصـفـا لا لـلصدع فی الـصـفـا
مسلمانوں پر ایک ایسی مصیبت نازل ہوئی ہے جیسے
چٹان میں شگاف پڑجائے اور چٹان کے شگاف کی اصلاح کہاں ممکن ہے

فـلـن يستـقـل الـنـاس تـلـك مـصـيبة
ولـن يجبـر الـعـظـم الذی منهم وهیٰ
اس مصیبت کو لوگ برداشت نہیں کرسکیں گے اور
وہ کمزوری جو پیدا ہوگئی ہے اس کی تلافی ممکن نہیں ہے

وفـی كـل وقـت لـلـصـلـوة يهيجـه
بـلال ويـدعـوه بـاسـمـه كـلـها دعـا
اور ہر نماز کے وقت بلال ایک نیا ہیجان پیدا کردیتے ہیں
جب کہ وہ (بلال) ان کا نام لے کر پکارتے ہیں
(کشف العرفان ص ٣٦)

رضينـا قسـمـت الـجـبـار فيـنـا
لـنـا عـلـم ولـلـجـهـال مـال
فـان الـمـال يـفـنـى عـن قـريـب

Marfat.com

وان العلم بباق لا یزال

حضرت عائشۃ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بعض اشعار:

متی یبد فی الداجی البھیم جبینہ

یلح مثل مصباح الدجی المتوقد

اندھیری رات میں ان کی پیشانی نظر آتی ہے

تو اس طرح چمکتی ہے جیسے روشن چراغ

فمن کان او من قد یکون کاحمد

نظام لحق او نکال لملحد

احمد مجتبیٰ کے جیسا کون تھا اور کون ہوگا

حق کا نظام قائم کرنے والا اور ملحدوں کو سراپا عبرت بنا دینے والا

(کشف العرفان ص ۳۸)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں چرخہ کات رہی تھی اور رسول اللہ ﷺ اپنا جوتا ٹانک رہے تھے۔ آپ کی پیشانی سے پسینہ بہنے لگا اور اس پسینے سے نور پھوٹنے لگا تو میں حیران ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کس بات پر حیران ہوئی؟ قلت جعل جبینک یعرق و جعل عرقہ یتولد نورا میں نے کہا آپ کی پیشانی پر پسینہ آیا اور پسینے سے نور پھوٹ نکلا اگر ابو کبیر ہذلی آپ ﷺ کو دیکھتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس کے ان اشعار کے حق دار آپ ہیں ع:

واذا نظرت الی اسرۃ وجھہ

برقت بروق العارض المتھلل

Marfat.com

اور جب تو اس کے چہرے کی خوبیاں دیکھے تو ایسی روشن اور
ظاہر معلوم ہوں گی جیسے ابر میں بجلی معلوم ہوتی ہے
(یہ اشعار سن کر) رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ میں جو کچھ تھا رکھ دیا اور میری پیشانی
پر بوسہ دے کر فرمایا۔ جزاک اللہ یا عائشۃ خیرا فما اذکر انی سررت
کسروری بکلامک۔ اے عائشہ! تمہیں اللہ جزائے خیر عطا فرمائے مجھے یاد نہیں
کہ میں کبھی اتنا خوش ہوا ہوں جتنا میں تمہارے کلام سے ہوا ہوں (خصائصِ کبریٰ ج ۱
ص ۱۵ باب الآیۃ فی عرق ﷺ)

حضرت فاطمة الزهراء رضی اللہ عنہا کے بعض اشعار:

ماذا علی من شم تربة احمد
الا یشم مدی الزمان غوالیا
جس نے ایک مرتبہ بھی خاکِ پائے احمدِ مجتبیٰ سونگھ لی
تعجب کیا ہے اگر وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے
صبت علی مصائب لو انها
صبت علی الایام عدن لیالیا
(حضور کی جدائی میں) وہ مصیبتیں مجھ پر ٹوٹی ہیں
یہ مصیبتیں "دنوں" پر ٹوٹتیں تو دن "راتوں" میں تبدیل ہو جاتے
اغبر آفاق السماء و کورت
شمس النهار واظلم الازمان
آسمان کی پہنائیاں غبار آلود ہو گئیں اور لپیٹ دیا گیا

Marfat.com

دن کا سورج اور تاریک ہوگیا سارا زمانہ

والارض من بعد النبی کئیبۃ

اسفا علیہ کثیرۃ الاحزان

اور زمین نبی کریم کے بعد مبتلائے درد ہے

ان کے غم میں ڈوبی ہوئی سراپا

فلیبکہ شرق البلاد وغربہا

یا فخر من طلعت لہ النیران

اب آنسو بہائے مشرق بھی اور مغرب بھی ان کی جدائی پر

فخر تو صرف ان کے لئے ہے جن پر روشنیاں چمکیں

یا خاتم الرسل المبارک صنوۃ

صلی علیک منزل القرآن

اے آخری رسول آپ پر برکت وسعادت کی جوئے فیض ہیں

آپ پرتو قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود وسلام بھیجا ہے۔

(کشف العرفان ص ۳۷)

کتاب العمدۃ میں خاندان نبوت کے شعر وشاعری ونعت خوانی کے متعلق لکھا ہے کہ "حضور اکرم ﷺ کے خاندان میں شعر وشاعری اور نعت خوانی کا بہت زیادہ شوق اور اس کا عام رواج تھا"۔ ولیس من بنی عبد المطلب رجالا ونساء من لم یقل الشعر حاشا النبی ﷺ"۔ بنی عبدالمطلب میں سوائے نبی اکرم ﷺ کے کوئی مرد اور عورت ایسا نہیں گزرا جس نے اشعار نہیں پڑھے ہوں۔ اور

Marfat.com

حضور اکرم ﷺ نے اس لئے نہیں کہے کیونکہ کافروں نے انہیں ساحر اور شاعر کہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید میں فرمایا کہ یہ نبی اکرم نہ ساحر ہیں اور نہ ہی شاعر اور چونکہ شاعر اپنی خواہش اور مرضی سے کلام کرتا ہے جبکہ حضور اکرم ﷺ اپنی خواہش سے کلام نہیں فرماتے بلکہ جو وحی کیا جاتا وہی فرماتے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔ وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ ٥ (النجم) اسوۃ الصحابہ میں عبدالسلام ندوی نے لکھا ہے۔ ولم یبق من الصحابة من لم یقل الشعر و یتمثل به۔ یعنی ایک صحابی بھی ایسا نہیں کہ جس نے شعر نہ کہے ہوں۔

حضور اکرم ﷺ کی مجلس میں بھی صحابہ کرام نعت خوانی کرتے تھے۔ ادب المفرد میں لکھا ہے۔ لم یکن اصحاب رسول الله منحرفین ولا متماوتین و کانوا یناشدون الشعر فی مجالسهم و یذکرون امر جاهلیتهم.

صحابہ کرام مردہ دل اور خشک مزاج نہ تھے۔ وہ اپنی مجالس میں بھی شعر و شاعری اور نعت خوانی کرتے تھے اور زمانہ جاھلیت کے واقعات کو بھی بیان کرتے۔

حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ بن ھاشم کے بعض اشعار:

حمدت اللہ حین فؤادی
الی الاسلام والدین الحنیف

میں نے خدا کا شکر ادا کیا جب اس نے میرے دل کو اسلام
اور بلند ترین دین کی توفیق بخشی

لدین جاء من رب عزیز

Marfat.com

خبیــــــر بـــــــالـــــعبــــاد بهــــم لــــطیف
اس دین کی جو عظمت و عزت والے پروردگار کی طرف سے
آیا ہے جو بندوں کے تمام حسابات سے باخبر اور ان پر بڑا مہربان ہے
اذا تـــلیـــت رســـائلـــــه علیـنـــا
تــحـــدر مـــع ذی الـــلـــب الـحـــصیف
جب اس کے پیغاموں کی تلاوت ہمارے سامنے کی جاتی ہے
تو ہر صاحب عقل اور صائب الرائے کے آنسو رواں ہو جاتے ہیں
رســـائـــل جـــآء احـــمـــد مـــن هـدا هـــا
بــــایـــــات مبیـــــنة الـــحـــروف
وہ پیغامات جن کی ہدایتوں کو احمد لے کر آئے
واضح الفاظ و حروف والی آیتوں میں
واحـــمـــد مـــصـــطـــفـــی فینـــا مـطـــاعـــا
فـــلا تـــغـــشـــوہ بـــالـــقـــول الـعـــنیف
اور احمد ہم میں برگزیدہ ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے
لہذا تم ان کے سامنے نا ملائم لفظ منہ سے نہ نکالنا
فـــلا والـــلـــه نـســـلـــمــــه لـــقـــوم
ولـــمـــا نـــقـــض فیهـــم بـــالسیـوف
تو خدا کی قسم ہم ان کو اس قوم کے حوالے کبھی نہیں کریں گے
جن کے بارے میں ہم نے ابھی تلواروں سے فیصلہ نہیں کیا ہے۔

(کشف العرفان ص ۳۴)

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ **کے بعض اشعار:**

من قبلها طبت فی الظلال وفی
مستودع حیث یخصف الورق
آپ اس سے پہلے سایہ خاص میں بسر کر رہے تھے اور
اس منزل محفوظ میں تھے جہاں پتوں سے بدن ڈھانپا گیا

ثم ھبطت البلاد لا بشر
انت ولا مضغة ولا علق
پھر آپ بستی میں اترے مگر نہ تو آپ ابھی بشر تھے
نہ گوشت پوست اور نہ لہو کی پھٹکی

بل نطفة ترکب السفین وقد
الجم نسرا واھله الغرق
بلکہ وہ آبِ صافی جو کشتیوں پر سوار تھا جب سیلاب کی موجیں
چوٹی کو چھو رہی تھیں اور لوگ ڈوب رہے تھے

تنقل من صالب الی رحم
اذا مضی عالم بدا طبق
منتقل ہوتا رہا صلب سے رحم کی طرف
پھر جب ایک عالم گزر چکا مرتبہ حال کا ظہور ہوا

وردت نار الخلیل مکتتما

Marfat.com

فـــی صـــلبـــہ انـــت کیف یـحتـــرق

آپ آتش خلیل میں اترے چھپے چھپے
آپ ان کی صلب میں تھے تو وہ کیسے جلتے

حتـــی احتوی بیتك الـمهیمـن مـن خـنـدف
عـــلیـــاء تـــحتهـــا الـــنـطـــق

تا آنکہ آپ کا محافظ وہ صاحب شوکت گھرانہ ہوا جو خندف
جیسی رفیع المرتبت خاتون کا ہے جس کا دامن زمین پر لوٹتا تھا

وانـــت لـــمـــا ولـــدت اشـــرقـــت الا
رض وضـــاء ت بـــنـــورك الافـــق

اور آپ جب پیدا ہوئے تو چمک اٹھی زمین
اور روشن ہوگئے آفاقِ سماوی آپ کے نور سے
(کشف العرفان ص۳۴)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار:

الـــصبـــح بـــدا مـــن طـــلـــعتـــہ
والـــلـیـــل دجـــیٰ مـــن وفـــرتـــہ

صبح ظاہر ہوئی آپ (آنحضور) کی پیشانی سے
اور رات رونما ہوئی آپ کی زلفوں سے

فـــاق الـــرســـلا فـــضـــلا وعـــلا
اهـــدی السبـــلا لـــدلالتـــہ

آپ سبقت لے گئے تمام پیغمبروں پر بزرگی اور بلندی میں
دین کے تمام راستے روشن ہوگئے آپ کی رہنمائی سے

کنز الکرم مولی النعم
هادی الامم لشریعته

آپ بخشش کے خزانے اور رحمتوں کے مالک ہیں
تمام امت کو راہِ ہدایت دکھانے والے اپنی شریعت سے

ازکی النسب اعلی الحسب
کل العرب فی خدمته

بہت پاکیزہ نسب والے اعلیٰ خاندان والے
تمام عرب (کل جہاں) آپ کی خدمت میں ہیں

سعت الشجر نطق الحجر
شق القمر باشارته

دوڑے آئے درخت کلام کیا پتھروں نے
دو ٹکرے ہوگیا چاند آپ کی انگلیوں کے اشارے سے

جبریل اتی لیلة اسرٰی
والرب دعی لحضرته

جبریل آئے معراج کی رات آپ کے پاس
اور اللہ تعالیٰ نے بلایا آپ کو اپنے سامنے

نال الشرفا واللہ عفا

Marfat.com

عن ما سلف عن امته

آپ کی بدولت قوموں کو بہتریاں حاصل ہوئیں اور

اللہ تعالیٰ نے معاف فرمائے وہ گناہ جو امت نے کیے تھے

فمحمد نا هو سيدنا

والعز لنا لاجابته

آپ محمد ﷺ ہمارے سردار ہیں اور

ہمارے لئے عزت ہے آپ کے قبول فرمانے میں۔

(کشف الفرقان ص ۴۰)

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار

فقد اتيت رسول الله معتذرا

والعفو عند رسول الله مقبول

میں اللہ کے رسول کی خدمت میں عذر خواہ ہوکر پہنچا اور

معافی و درگزر تو اللہ کے رسول ﷺ کے نزدیک پسندیدہ ہے

لقد اقوم مقاما لو يقوم به

ارى واسمع مالو يسمع الفيل

میں اس مقام پر کھڑا تھا کہ اگر وہاں ہاتھی بھی کھڑا ہوتا اور

ہاتھی وہ دیکھتا اور سنتا جو میں دیکھ اور سن رہا تھا

لظل يرعد الا ان يكون له

من الرسول باذن الله تنويل

Marfat.com

تو یقیناً کانپنے لگتا اگر اللہ کے حکم سے
رسول کی طرف سے جود و سخا اور بخشش و عطا نہ ہوتی

حتی وضعت یمینی لا انازعہ
فی کف ذی نقمات قیلہ القیل

یہاں تک کہ میں نے اپنا داہنا ہاتھ بغیر کسی مناقشے کے اس ہاتھ
میں دے دیا جو کیے کی سزا دے سکتا تھا اور جس کا قول قولِ فیصل تھا

ان الرسول لسیف یستضاء بہ
مھند من سیوف اللہ مسلول

بے شک رسول اللہ وہ تلوار ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے
وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک کھینچی ہوئی تلوار ہیں
(کشف العرفان ص ۴۱)

حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار :

روحی الفداء لمن اخلاقہ شھدت
بانہ خیر مولود من البشر

میری جان ان پر فدا جن کے اخلاق شاہد ہیں کہ
وہ بنی نوع انسان میں افضل ہیں

عمت فضائلہ کل العباد کما
عم البریۃ ضوء الشمس والقمر

ان کے فضائل بلا امتیاز سب بندوں کے لئے عام ہیں

Marfat.com

جس طرح سورج اور چاند ساری مخلوق کے لئے عام ہے

لــو لــم یــکــن فیــہ آیــات مبیــنۃ

کــانــت بــدیهتــہ عــن الــخبــر

اگر ان کی صداقت پر مہر ثبت کرنے والی نشانیاں نہ ہوتیں

تو خود ان کی واضح شخصیت ان کی صداقت کافی تھی

(کشف العرفان ص ۴۳)

حضرت امام زین العابدین، علی السجاد بن الحسین رضی اللہ عنہما کے بعض اشعار

ان نلت یا روح الصبا یوما الی ارض الحرم

بلــغ سلامی روضۃ فیها النبی المحترم

اے بادِ صبا اگر تیرا گزر سرزمین حرم تک ہو

تو میرا اسلام اس روضہ کو پہنچا جس میں نبی محترم تشریف فرما ہیں

من وجهہ شمس الضحیٰ من خدہ بدر الدجیٰ

من ذاتہ نور الهدیٰ من کفہ بحر الهمم

وہ جن کا چہرہ انور مہر نیمروز ہے اور جن کے رخسارِ تاباں ماہِ کامل

جن کی ذات نورِ ھدایت ہے جن کی ہتھیلی سخاوت میں دریا

قــرآنــہ بــرهــانــنــا فســخــا لادیــان مضت

اذ جــاء نا احکامہ کل الصحف صار العدم

ان کا (لایا ہوا) قرآن ہمارے لئے واضح دلیل ہے ماضی کے

Marfat.com

تمام دینوں کو منسوخ کردیا

جب اس کے احکام ہمارے پاس آئے تو (پچھلے سارے صحیفے معدوم ہوگئے

اکبادنا مجروحۃ من سیف ھجر المصطفی

طوبی لاھل بلدۃ فیھا النبی المحتشم

ہمارے جگر زخمی ہیں فراقِ مصطفیٰ کی تلوار سے

خوش نصیبی اس شہر کے لوگوں کی ہے جس میں نبی محتشم ہیں

یا لیتنی کنت کمن یتبع نبیا عالما

یوما ولیلا دائما وارزق کذالی بالکرم

کاش میں اس کی طرح ہوتا جو نبی کی پیروی علم کے ساتھ کرتا ہے

دن اور رات ہمیشہ (اے خدا) یہی صورت اپنے کرم سے عطا فرما

یا رحمۃ للعالمین انت شفیع المذنبین

اکرم لنا یوم الحزین فضلا وجودا والکرم

اے رحمتِ عالم آپ گناہ گاروں کے شفیع ہیں

ہمیں قیامت کے دن فضل وسخاوت اور کرم سے عزت بخشیے

یا رحمۃ للعالمین ادرک لزین العابدین

محبوس ایدی الظالمین فی الموکب والمزدحم

اے رحمت عالم زین العابدین کو سنبھالئے

وہ ظالموں کے ہاتھوں میں گرفتار حیرانی و پریشانی میں ہے

(کشف العرفان ص ۴۲)

Marfat.com

صحابہ کرام کے علاوہ بڑے بڑے تابعین حضرات نے بھی اشعار کہے ہیں۔ خصوصاً سراج الامہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ایک مجموعہ اشعار ہے جس کا نام قصیدہ نعمانیہ ہے۔ اگر پورا قصیدہ نقل کریں تو طوالت کا باعث ہوگا اس لئے صرف چند اشعار پر اکتفاء کرتے ہیں۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ بارگاہ نبوی میں عرض کرتے ہیں:

واذا سمعت فعنك قولا طيبا
واذا نظرت فما ارى الاك

یارسول اللہ جب میں کوئی بات سنتا ہوں تو آپ ہی کی طرف سے کلام پاک سنائی دیتا ہے
اور جب میں دیکھتا ہوں (ہرسو) تو سوا آپ کے مجھے کچھ نظر نہیں آتا

يا اكرم الثقلين يا كنز الورى
جدلي بجودك وارضني برضاك

اے تمام مخلوقات سے بزرگ ترین اے خزانہ مخلوقات مجھے اپنی بخشش و عطا سے نوازیئے اور اپنی رضامندی سے راضی کیجئے

انا طامع بالجود منك ولم يكن
لابي حنيفة في الانام سواك

میں جود و کرم کا دل سے طلب گار ہوں کہ اس جہاں فانی میں ابو حنیفہ کیلئے آپ کے سوا کوئی اور نہیں ہے

یہ قصیدہ نعمانیہ بہت طویل ہے جو مزید اشعار پڑھنا چاہیں وہ قصیدہ کو بالاستیعاب مطالعہ کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت عبد اللہ بن مبارک نے حضرت امام اعظم کی شان میں یہ اشعار لکھے ہیں :

لقد زان البلاد ومن علیها ۔۔۔ امام المسلمین ابو حنیفه

باحکام واثار وفقه ۔۔۔ آیت الزبور علی صحیفه

فما فی المشرقین له نظیر ۔۔۔ ولا فی المغربین ولا بکوفه

اماما صار فی الاسلام نور ۔۔۔ امینا للرسول وللخلیفة

یہ کافی اشعار پر مشتمل مدحیہ کلام ہے مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ کیجئے

(مقدمہ عمدۃ الرعایہ فی حل شرح الوقایہ ۲۳۔۲۲ / رد المحتار علی در المختار ص ۴۵ ج ا مناقب الامام الاعظم رضی اللہ عنہ)

حضرت امام شافعی نے حضرت امام اعظم کی منقبت و شان میں یہ اشعار کہے ہیں۔

غدا مذهب النعمان خیر المذاهب ۔۔۔ کالقمر الوضاح خیر الکواکب

تفقه فی خیر القرون مع التقیٰ ۔۔۔ فمشربه لا شك خیر المشارب

ثلثة الاف والف شیوخه ۔۔۔ واصحابه مثل النجوم الثواقب

(ھدایۃ المجید فی حکم التقلید ص ۴۔۵)

نعت خوانی اور نعتیہ اشعار کہنا بہت سے علماء صلحاء اور اولیاء سے ثابت ہے۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کا قصیدہ غوثیہ اور امام بوصیری کا قصیدہ بردہ شریف زبانِ زدعام ہے۔ اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا الافغانی فاضلِ بریلوی کا مجموعہ

اشعار حدائق بخشش اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے بہت سے نعتیہ اشعار موجود ہیں۔
لہذا نعت خوانی کرنا اور نعتیہ اشعار کہنا صحابہ کرام اور کبار علماء وصلحاء سے صراحتًا ثابت ہے لہذا اس کا انکار کرنا صحابہ کرام اور علماء وصلحاء کا انکار کرنا ہے اس لئے جو اس کا انکار کرتے ہیں یا اسے بدعت کہتے ہیں وہ اسلام کے دائرے سے باہر ہیں۔

نعت خوانی کے ساتھ ذکر کرنا یا ذکر کے ساتھ نعت خوانی کرنا جائز ہے۔
کیونکہ حضور علیہ السلام کی تو یہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ورفعنا لک ذکرک O اور ہم نے آپ کے ذکر کو آپ کے لئے بلند کیا، حضور اکرم ﷺ کا ذکر ذکرِ خدا ہے حدیثِ قدسی میں ہے:

جعلت تمام الایمان بذکرک معی و قال ایضا جعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک ذکرنی. (شفاء شریف، ص ۱۲، ج ۱)

ترجمہ: میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کر دیا ہے کہ (اے محبوب) میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہو اور میں نے تمہارے ذکر کو اپنا ذکر ٹھہرا دیا ہے پس جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اتانی جبریل فقال ان ربک یقول اتدری کیف رفعت ذکرک قلت اللہ اعلم قال اذا ذکرت ذکرت معی.

(زرقانی علی المواہب ودر منثور ص ۳۶۴ ج ۶)

ترجمہ: میرے پاس جبریل آئے اور کہا بے شک آپ کا رب فرماتا ہے کہ (اے حبیب) تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہارا ذکر کیسے بلند کیا ہے۔ میں نے کہا اللہ

Marfat.com

خوب جانتا ہے فرمایا کہ جب میرا ذکر ہوگا تو میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے:

لا اذکر فی مکان الا ذکرت معی یا محمد فمن ذکرنی ولم یذکرک فلیس له فی الجنة نصیب (در منثور ج ۶ ص ۴۰۱)

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد ﷺ جہاں میرا ذکر ہوتا ہے تیرا ذکر بھی میرے ساتھ ہوتا ہے جس نے میرا ذکر کیا اور تیرا ذکر نہ کیا تو جنت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے.

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت احمد رضا افغانی قندھاری فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے:

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو
واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ذکرِ خدا کے ساتھ ذکرِ رسول (نعت خوانی یا نعتیہ اشعار) کرنا تو جائز ہے مگر ذکرِ رسول کے علاوہ کسی اور کا ذکر (یعنی صحابہ کرام و اولیاء وصلحاء وغیرہ) کرنا جائز نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''الا بذکر اللہ تطمئن القلوب'' خبردار اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اس آیت کے تحت امام قاضی عیاض فرماتے ہیں:

عن مجاهد فی قوله تعالیٰ الا بذکر الله تطمئن القلوب قال بمحمد ﷺ و اصحابه . (شفا شریف ج ۱ ص ۱۸)

امام تفسیر، تابعی کبیر اور عبداللہ ابن عباس کے شاگردِ خاص حضرت امام مجاہد نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں فرمایا کہ ذکر اللہ سے مراد حضور علیہ السلام اور

Marfat.com

حضور کے صحابہ ہیں یعنی حضور اور صحابہ کے ذکرِ پاک سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ (زرقانی شرح مواہب ج ۳ ص ۱۳۰، شرح شفا للقاری ج ۱ ص ۱۴۲، نسیم الریاض ج ۱ ص ۱۴۲، در منثور للسیوطی ج ۴ ص ۵۸)

ملا علی قاری اس کی تشریح کرتے ہیں:

بمجرد ذکره و ذکر اصحابه فان عند ذکر الصالحين تنزل الرحمة وعند نزول الرحمة يحصل للقلوب الاطمينان والسكينة ۔

یعنی محض ذکرِ حضور ﷺ اور ذکر صحابہ سے قلوب مطمئن ہوتے ہیں کیونکہ صالحین کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے اور نزولِ رحمت کے وقت دلوں کو اطمینان اور تسکین حاصل ہوتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

ذكر الانبياء من العبادة و ذكر الصالحين كفارة

(رواه الديلمی فی مسند الفردوس عن معاذ) جامع صغير للسيوطی ج ۲ ص ۱۹، الفتح الكبير للنبهانی ج ۲ ص ۱۲۰، فيض القدير للمناوی ج ۳ ص ۵۶۴)

ترجمہ: انبیاء ورسل کا ذکر کرنا عبادت ہے اور صالحین کا ذکر کرنا گناہوں کا کفارہ ہے۔

ذكر الانبياء والمرسلين من العبادة وذكر الصالحين كفارة

(السراج المنير ج ۲ ص ۲۹۹)

یعنی انبیاء کا ذکر عبادت ہے اور صالحین کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ حضور علیہ السلام کا ذکر کئی مقامات پر ہوتا ہے مثلاً خطبہ میں، تشہد میں، نماز میں، اقامت میں وغیرہ، اس طرح اور کئی جگہوں پر اللہ اور رسول کا ذکر

Marfat.com

ساتھ ساتھ ہوا ہے۔قرآن پاک میں مختلف مقامات پر اس چیز کا ذکر کیا گیا ہے۔

لتومنوا باللہ ورسولہ (فتح۔۹)

تاکہ اے لوگوں! تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ

آمنوا باللہ ورسولہ (حجرات۔۱۵)

جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے

والذین یومنون باللہ ورسولہ (نور ٦٢)

وہی لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والے ہیں

انما المومنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ (نور ٦٢)

ایمان والے تو صرف وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول (مائدہ۔ ۹۲)

اور تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو

اطیعوا اللہ ورسولہ (انفال ۲۰)

اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو

ومن یطع اللہ ورسولہ (نساء ۱۳)

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے

ویطیعون اللہ ورسولہ (توبہ۔ ۷۱)

اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت بجا لاتے ہیں

وان تطیعوا اللہ ورسولہ (حجرات ١٤)

اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو

Marfat.com

استجیبوا للہ وللرسول (الانفال-۲۴)

جب بھی تمہیں رسول ﷺ تمہیں کسی کام کیلئے بلائیں.....تو اللہ اور رسول ﷺ کو

فرمانبرداری کے ساتھ جواب دیتے ہوئے (فورا) حاضر ہو جایا کرو

ومن یعص اللہ ورسولہ (نساء ۱۴)

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے

ان الذین یوذون اللہ ورسولہ (احزاب ۵۷)

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دیتے ہیں

براءۃ من اللہ ورسولہ (توبہ-۱)

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے بیزاری (دست برداری) کا اعلان ہے

واذان من اللہ ورسولہ (توبہ-۳)

یہ آیات اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جانب سے تمام لوگوں کی

طرف حج اکبر کے دن اعلان (عام) ہے

من دون اللہ ولا رسولہ (توبہ ۱۶)

اور (جنہوں نے) اللہ کے سوا ور اس کے رسول ﷺ کے سوا

انہ من یحادد اللہ ورسولہ (توبہ ۶۳)

جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتا ہے

ان الذین یحادون اللہ ورسولہ (مجادلہ-۵)

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے عداوت رکھتے ہیں

ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ (توبہ ۲۹)

اور نہ حرام جانتے ہیں ان چیزوں کو جنہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے

قل الانفال للہ والرسول (انفال ۔ ۱)

آپ (فرمادیجئے:) اموالِ غنیمت کے مالک اللہ اور رسول ﷺ ہیں

فردوہ الی اللہ والرسول (النساء)

تو اسے (حتمی فیصلہ کیلئے) اللہ اور رسول کی طرف لوٹادو

ومن یشاقق اللہ ورسولہ (انفال ۔ ۱۳)

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرے

ذالک بانھم شاقوا اللہ ورسولہ (حشر ۔ ٤)

یہ اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے شدید عداوت کی

ما اتاھم اللہ ورسولہ (توبہ ۔ ۵۹)

جو ان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے عطا فرمایا تھا

سیؤتینا اللہ من فضلہ ورسولہ (توبہ ۵۹)

عنقریب ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول (مزید) عطا فرمائے گا

انھم کفروا باللہ ورسولہ (توبہ ٥٤)

کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے منکر ہیں

اغنٰھم اللہ ورسولہ (توبہ ٧٤)

کہ انہیں اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا

فان للہ خمسہ وللرسول (انفال ٤١)

تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لئے اور رسول ﷺ کے لئے اور

Marfat.com

رسول کے قرابت داروں کے لئے ہے

الذین کذبوا اللہ ورسولہ (توبہ: ۹۰)

اور وہ لوگ جنہوں نے (اپنے دعوی ایمان میں) اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا تھا

وسیری اللہ عملکم ورسولہ (توبہ: ۹۴)

اور اب (آئندہ) تمہارا عمل (دنیا میں بھی) اللہ دیکھے گا اور اس کا رسول ﷺ بھی (دیکھے گا)

واذا دعوا الی اللہ ورسولہ (نور ۴۸)

اور جب ان لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلایا جاتا ہے

ان یحیف اللہ علیہم ورسولہ (نور: ۵۰)

کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ ان پر ظلم کریں گے

وصدق اللہ ورسولہ (احزاب ۲۲)

اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا

ان کنتن تردن اللہ ورسولہ (احزاب: ۲۹)

اور اگر تم اللہ اور رسول ﷺ اور دار آخرت کی طلبگار ہو

ومن یقنت منکن للہ ورسولہ (احزاب ۳۱)

اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت گزار ہیں

اذا قضی اللہ ورسولہ (احزاب ۳۶)

کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی کا فیصلہ (یا حکم) فرمادیں

لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ (حجرات ۱۲)

Marfat.com

(کسی بھی معاملے) میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھا کرو

وینصرون اللہ ورسولہ (حشر ۸)

اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مدد کرتے ہیں

وللہ العزۃ ولرسولہ (منافقون ۸)

(حالانکہ) عزت تو صرف اللہ کے لئے اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ......الخ

ما وعدنا اللہ ورسولہ (احزاب ۲۲)

کہ یہ جس کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہم سے وعدہ فرمایا تھا

ومن یعص اللہ ورسولہ (احزاب ۳۶)

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے

اطعنا اللہ واطعنا الرسولا (احزاب ٦٦)

اے کاش! ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسول ﷺ کی اطاعت کی ہوتی

یہ وہ مقامات ہیں جہاں اللہ اور اس کے رسول کا ذکر ساتھ ساتھ کیا گیا ہے۔ لہذا نعت خوانی (یعنی ذکر رسول) کیساتھ ذکرِ الٰہی کرنا نہ صرف جائز بلکہ باعث برکت بھی ہے۔ باقی جو نعت خوانی علی سبیل الدف یعنی (دف وغیرہ) اور اس کے ساتھ ذکر جس میں اللہ کے ذکر کو بگاڑ کر پڑھا جائے ناجائز ہے اور ہم بھی اس کو ناجائز کہتے ہیں۔ جیسا کہ شرح فقہ اکبر میں ہے:

من قرأ القرآن علی ضرب الدف والقضیب یکفر : قلت یقرب منہ ضرب الدف والقضیب مع ذکر اللہ تعالیٰ و نعت المصطفیٰ ﷺ (ص ۳۰۴)

Marfat.com

ترجمہ: جس نے دف اور قضیب (ڈھول) کے ساتھ قرآن پڑھا تو یہ کفر ہے اور (شرح فقہ اکبر کے مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ اس کے قریب یہ بات بھی ہے کہ ذکر اللہ اور نعتِ مصطفیٰ ﷺ بھی دف اور ڈھول کے ساتھ پڑھنا کفر کے قریب ہے۔

لہٰذا ان تمام مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ ذکر کے ساتھ نعت خوانی کرنا بالکل جائز ہے۔ اس کے باوجود اس کے انکار کرنے والے اور اس کو بدعت وشرک کہنے والے کا حکم یہ ہے کہ اس پر تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے۔ جیسا کہ نبراس میں ہے "ومن صدر عنه مايوجب الكفر حبطت حسناته و وجب اعادة الحج و تجديد النكاح بعد تجديد الايمان ولا يكفيه الايمان بكلمة الشهادة على حسب العادة مالم يقصد تجديد الايمان (ص ۵۷۱) وقال صاحب المضمرات نقلا عن الذخيرة يومر بالتوبة والرجوع عن ذالك وتجديد النكاح بينه وبين امرأته. (ص ۵۷۱)

حررہ خادم الاولیاء

فقیر سید احمد علی شاہ سیفی

مہتمم جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن کراچی

بتاریخ 12/12/2006 بروز منگل بوقت 12:20

Marfat.com

تقریظ

قاری القرآن المجید، صاحب لباس التقوی، حضرت سید سراج الحق شاہ
(فارغ التحصیل جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن کراچی)

حضور اکرم ﷺ کی مدح وثناء میں نعت خوانی کرنا اور س کے ساتھ ذکرِ الٰہی کرنا بشرط یہ کہ اس میں دف نہ ہو، بلا شبہ جائز ہے۔ اور نعت خواں بھی شریعت کا پابند ہو۔ کسی کتاب میں بھی (ماسوا کتاب البطن) نہیں ہے کہ نعت خوانی کے ساتھ ذکر کرنا یا ذکر کے ساتھ نعت خوانی کرنا منع اور نا جائز ہے۔ اور اگر ہے تو فعلیہ البیان والبرھان۔ اور یہ فی نفسہ ایک نہایت اچھا کام ہے اور اس حدیث شریف کے تحت داخل ہے۔ ماراہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن و ما راہ المسلمون قبیحا فھو عند اللہ قبیح ۔ (مجمع الزوائد ص ۱۷۷، ج ۱، مرقات باب الاعتصام، ردالمحتار ص ۵۱۸ ج ۳، تفسیر مواھب الرحمٰن، کتاب الروح ص ۱۰، لمعات فاری لشاہ ولی اللہ ص ۲۹، عمدۃ التحقیق ص ۹۵، ابو داؤد طیالسی ص ۳۳، کتاب الموافق ص ۹۵ ج ا قرۃ العینین ص ۳۳، مجموعہ الرسائل والمسائل للنجدی ص ۲۰۷ ج ۱، جاء الحق ص ۲۱۱ ج ۱، بستان العارفین للسمرقندی ص ۹، مستدرک ص ۷۸ ج ۳، اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۱۹، اعلام الموقعین ص ۴۹ ج ۱، موطا امام مالک ص ۱۰۴، مقاصد الحسنہ ص ۳۶۷، فتاوی ستاریہ، تفسیر کبیر، اسنی المطالب، ریاض الخضر ص ۱۹۸ ج ۱)

من سن سنتا حسنۃ فعمل بھا بعدہ کتب لہ من اجر من عمل

Marfat.com

ولا ينقص من اجورهم شيئا (صحيح مسلم)

لہذا نعت خوانی کرنا اوراس کے ساتھ ذکر کرنا یہ باعث ثواب ہے اوراس سے منع کرنے والا ''مناع الخیر'' ہےاوراس آیت کریمہ کے تحت داخل ہوتا ہے:

''ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان يذكر فيها اسمه وسعىٰ في خرابها.... الخ

''اوراس شخص سے بڑھ کرکون ظالم ہوگا جواللہ کی مسجدوں میں اس کے نام کا ذکر کیے جانے سے روک دے اورانہیں ویران کرنے کی کوشش کرے۔۔۔الخ

حضور اکرم ﷺ کی مدح ونعتِ خوانی تو کثیر احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: عن عائشة قالت: فسمعت رسول الله ﷺ يقول لحسان: ان روح القدس لايزال يؤيدك ما نافحت عن الله ورسوله، و قالت: سمعت رسول الله ﷺ يقول هجاهم حسان فشفى واشتفىٰ. قال حسان ع:

هجوت محمدا فاجبت عنه — وعند الله في ذاك الجزاء

هجوت محمدا برا حنيفا — رسول الله شيمته الوفاء

فان ابى ووالده وعرضى — لعرض محمد منكم وقاء

(رواہ البخاری مختصرا ومسلم)

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (اے حسان) جب تک تم اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جواب دیتے رہو گے روح القدس (جبرئیل علیہ السلام) تمہاری تائید کرتے رہیں گے نیز

Marfat.com

آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کفارِ قریش کی ہجو کر کے مسلمانوں کو شفا دی (یعنی ان کا دل ٹھنڈا کردیا) اور اپنے آپ کو شفا دی (یعنی اپنا دل ٹھنڈا کیا) حضرت حسان نے (کفار کی ہجو میں) کہا: تم نے محمد ﷺ کی ہجو کی، تو میں نے آپ ﷺ کی طرف سے جواب دیا اور اس کی اصل جزاء اللہ ہی کے پاس ہے۔ تم نے محمد ﷺ کی ہجو کی جو نیک اور ادیانِ باطلہ سے اعراض کرنے والے ہیں وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور ان کی خصلت وفا کرنا ہے۔ بلاشبہ میرا باپ میرے اجداد اور میری عزت (سب کچھ) محمد مصطفی ﷺ کی عزت و ناموس کی حفاظت کیلئے تمہارے خلاف ڈھال ہیں۔

(بخاری کتاب المناقب: باب من احب لا بسبب نسبہ: ج ۳ ص ۱۲۹۹/ روح المعانی ص ۱۱۴ ج ۶ طبع بیروت/ کتاب المغازی باب حدیث الافک ج ۳ ص ۱۵۲۳/ کتاب الادب باب ھجاء المشرکین ج ۵ ص ۲۲۷۸/ مسلم کتاب فضائل صحابہ باب فضائل حسان بن ثابت ج ۴ ص ۱۹۳۴/ وابن حبان ج ۱۳ ص ۱۰۳/ وابویعلی فی المسند ج ۷ ص ۳۴۱/ ابن ابی شیبہ ج ۵ ص ۲۷۳/ الحاکم ج ۲ ص ۵۵۵/ البیہقی ج ۱۰ ص ۲۳۸/ والطبرانی ج ۴ ص ۳۸/ والبغوی فی شرح السنۃ ج ۱۲ ص ۳۷۷/ المنہاج السوی ص ۴۰۲)

عن البراء قال: قال النبی ﷺ لحسان: اھجھم او ھاجھم و جبریل معک. متفق علیہ. و فی روایۃ البخاری: قال رسول اللہ ﷺ یوم قریظۃ لحسان بن ثابت: اھج المشرکین فان جبریل معک.

Marfat.com

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسان سے فرمایا: مشرکین کی ہجو کرو (ان کی مذمت میں اشعار پڑھو) اور حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی تمہارے ساتھ ہیں۔ بخاری کی ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے قریظہ کی روز حضرت حسان بن ثابت سے فرمایا: مشرکین کی ہجو (مذمت) کرو یقیناً جبریل علیہ السلام بھی تمہارے ساتھ ہیں۔

(بخاری کتاب بداء الخلق باب ذکر الملائکۃ ج ۳ ص ۱۱۷۶/ وفی کتاب المغازی باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب ومخرجہ الی بنی قریظہ ج ۴ ص ۱۵۱۲/ وفی کتاب الادب باب ھجاء المشرکین ج ۵ ص ۲۲۷۹/ ومسلم کتاب فضائل صحابہ باب فضائل حسان بن ثابت ج ۴ ص ۱۹۳۳/ نسائی فی سنن کبریٰ ج ۳ ص ۴۹۳/ واحمد بن حنبل ج ۴ ص ۳۰۲/ والبیہقی ج ۱۰ ص ۲۳۷/ والطحاوی ج ۴ ص ۲۹۸/ طبرانی ج ۱ ص ۹۰)

عن انس رضی الله عنه ان النبی ﷺ دخل مكة فی عمرة القضاء وعبد الله بن رواحة بين يديه يمشی وهو يقول:

خلوا بنی الكفار عن سبيله　　　اليوم نضربكم على تنزيله

ضربا يزيل الهام عن مقيله　　　ويذهل الخليل عن خليله

فقال له عمر: يا ابن رواحة بين يدی رسول الله ﷺ وفی حرم الله تقول الشعر؟ فقال له النبی ﷺ خل عنه يا عمر فلهی اسرع فيهم من نضح النبل. رواه الترمذی والنسائی والبغوی. وقال ابو عيسى: هذا حديث حسن صحيح.

Marfat.com

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمرہ قضاء کے موقع پر حضور اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے آگے آگے چل رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

کافروں کے بیٹو! حضور اکرم ﷺ کے راستہ سے ہٹ جاؤ۔ آج ان کے آنے پر ہم تمہاری گردنیں ماریں گے۔ ایسی ضرب جو کھوپڑیوں کو گردن سے جدا کردے اور دوست کو دوست سے الگ کردے"۔

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عبداللہ بن رواحہ: رسول اللہ ﷺ کے حضور اور اللہ کے حرم میں شعر کہتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! انہیں چھوڑ دو! یہ اشعار ان (دشمنوں) کے حق میں تیروں سے تیز تر اثر کرتے ہیں۔

(ترمذی: کتاب الادب عن رسول اللہ: باب ما جاء فی انشاد الشعر ج ۵ ص ۱۳۹/ نسائی: کتاب مناسک الحج: باب انشاد الشعر فی الحرم والمشی بین یدی الامام ج ۵ ص ۲۰۲/ السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۳۸۳/ شرح السنۃ للبغوی ج ۱۲ ص ۳۷۴۔۳۷۵/ فتح الباری للعسقلانی ج ۷ ص ۵۰۲/ سیر أعلام النبلا للذھبی ج ۱ ص ۲۳۵/ قرطبی ج ۱۳ ص ۱۵۱/ مواھب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۹۷)

نعت خوانی کرنے میں حضور اکرم ﷺ کی تعظیم کا اظہار ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ذکر کرنا یہ (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے باعث برکت وثواب ہے۔ اور ذکرِ الٰہی کرنے والا اللہ کے نزدیک زندہ ہوتا ہے۔ اور یہ ایک فطری امر ہے کہ جس نیک کام کی مخالف، مخالفت کرتا ہے تو وہ نیک کام اور اہتمام سے ہونے لگتا ہے۔ مخالفین نے نعت خوانی اور اس کے ساتھ ذکر کی سخت مخالفت کی تو عاشقان رسول ﷺ نے اس کا

Marfat.com

خوب اہتمام کیا۔ ویسے بھی فقہاء کرام نے قاعدہ وضع کیا ہے کہ ’’جس نیک کام کی کوئی مخالفت کرے تو اس نیک کام کو خوب اہتمام سے کیا جائے‘‘۔ اور دشمنانِ دینِ اسلام کو جلایا جائے۔ جیسا کہ فتاوی شامی، حدیقۃ الندیہ میں ہے "والتوضی من الحوض افضل رغما للمعتزلۃ"۔ (شامی ص۱۲۴ کتاب الطہارۃ باب المیاہ مطبع بیروت) ترجمہ: اور نہر سے بنسبت حوض کے وضو کرنا زیادہ بہتر ہے گمراہ فرقہ معتزلہ کے جلانے کے طور پر۔

اس قول کی وضاحت فتاوی شامی میں اس طرح ہے ای لان المعتزلۃ لا یجیزونہ من الحیاض و نرغمھم بالوضوء منھا: چونکہ معتزلہ حوض سے وضو کرنا جائز نہیں مانتے تو ہم انہیں حوض سے وضو کرکے جلائیں گے۔ اسی طرح قربانی کے دنوں میں، جہاں ہندو لوگ ہوں وہاں گائے کی قربانی کرنا افضل ہے ہندو کو جلانے کے لئے۔

فتاوی بزازیہ برحاشیہ فتاوی ھندیہ ص۷ ج۴ "والتوضی من الحوض افضل من التوضی بالجاری رغما للمعتزلۃ"۔ اور حوض سے وضو کرنا جاری پانی سے وضو کرنے کی نسبت افضل ہے معتزلہ فرقے کو جلانے کے طریقے پر۔

اس سے خوب معلوم ہوا کہ جس مستحب عمل جیسا کہ (ذکر کے ساتھ نعت خوانی) سے بدمذھب چڑے تو اس بدمذھب کو چڑانے کے لئے اس نیک و مستحب عمل کو خوب اہتمام سے کرنا چاہئے۔ بشرطیہ کہ ذکر اللہ کا تلفظ صحیح ہو اور اس کے ساتھ ڈھول وغیرہ نہ ہو

اس مسئلے میں قبلہ شاہ صاحب نے بہت عمدہ تحقیق فرمائی ہے اللہ تعالٰی انہیں

Marfat.com

جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

تقریظ

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ سید عبد الحق شاہ صاحب

(فاضل دار العلوم مظہر العلوم فریدیہ رضویہ کراچی و جامعہ عثمانیہ ٹھٹھہ سندھ)

نعت کہنا اور نعت پڑھنا بہترین عبادت ہے سارا قرآن حضور علیہ السلام کی نعت ہے۔ گزشتہ انبیاء کرام نے حضور علیہ السلام کی نعت خوانی کی۔ صحابہ کرام اور سارے مسلمان نعت شریف کو مستحب جانتے رہے خود حضور علیہ السلام نے اپنی نعت پاک سنی اور نعت خوانوں کو دعائیں دیں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نعتیہ اشعار اور کفار کی مذمت منظوم کر کے حضور علیہ السلام کی خدمت میں لاتے تھے تو حضور علیہ السلام ان کے لئے مسجد میں منبر بچھا دیتے تھے۔ حضرت حسان اس پر کھڑے ہو کر نعت شریف سنایا کرتے تھے۔ اور حضور علیہ السلام دعائیں دیتے تھے۔ کہ " اللھم ایدہ بروح القدس " اے اللہ حسان کی روح القدس سے امداد کر (مشکوۃ شریف ج ۲ باب الشعر)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ نعت خوانی ایسی اعلیٰ عبادت ہے کہ اس کی وجہ سے حضرت حسان کو محفلِ مصطفیٰ ﷺ میں منبر دیا گیا۔

امام بخاری نے جلد دوم ص ۵۸۸ پر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوہ خندق میں جب خندق کھودی جا رہی تھی تو حضور علیہ السلام اس طرح فرما رہے تھے:

للهمران العيش عيش الاخرة　　فاغفر الانصار والمهاجرة

(فقالو) (ای الصحابة)مجیبین له:

نحن الذین بایعوا محمدا　　علی الجهاد ما بقینا ابدا

اور اچھا شعر، برے شعر سے مستثنٰی ہے جیسا کہ ابن جریر وابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے کہ لما نزلت "والشعراء یتبعهم الغاؤن" جآء هو لاء الثلثة ای حسان بن ثابت، عبد الله بن رواحة، و کعب ابن مالک الی رسول الله ﷺ وهم یبکون فقالوا قد علم الله حین انزل هذه الایة فانزل الله "الا الذین آمنو" یعنی جب یہ آیتِ کریمہ " والشعراء یتبعهم الغاؤن " نازل فرمائی تو یہ تینوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (حسان بن ثابت، عبداللہ بن رواحہ اور کعب ابن مالک) حضور علیہ السلام کے پاس روتے ہوئے آئے اور کہا کہ یہ آیتِ کریمہ شعراء کے حق میں نازل (یعنی شعراء کی مذمت میں) ہوئی تو پھر اللہ نے یہ نازل فرمایا "الا الذین آمنو" یعنی ایمان والے اس سے مستثنٰی ہیں۔

نعت خوانی کے ساتھ ذکر کرنا بہت عمدہ، اچھا، اور نیک کام ہے اور اسلام میں بھی اسے پسندیدہ سمجھا جاتا ہے جیسا کہ علماء کرام نے مختلف مقامات پر اس کی تصریح فرمائی ہے۔

مشکوۃ باب العلم میں ہے۔"من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غیر ان ینقص من اجورهم شیء و من سن فی الاسلام سنة سیئة فعلیه وزرها و وزر من عمل بها من غیر ان ینقص من اوزارهم شیء"

Marfat.com

ترجمہ: جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس کا بھی جو، اس پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا اور جو شخص اسلام میں برا طریقہ جاری کرے گا اس پر اس کا گناہ بھی ہے اور ان کا بھی جو اس پر عمل کریں اور ان کے گناہ میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی۔

معلوم ہوا کہ اسلام میں کارِ خیر نکالنا یا ایجاد کرنا ثواب کا باعث ہے اور برے کام نکالنا گناہ کا موجب۔

شامی کے مقدمہ (ص ۴۳) میں فضائل امام ابوحنیفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قال العلماء هذه الاحاديث من قواعد الاسلام وهو ان كل من ابتدع شيئا من الشر كان عليه مثل وزر من اقتدیٰ به في ذالک و کل من ابتدع شيأ من الخير كان له مثل اجر كل من يعمل الى يوم القيمة.

یعنی علماء فرماتے ہیں کہ یہ حدیثیں اسلام کے قانون ہیں کو جو شخص کوئی بدعت ایجاد کرے اس پر اس کام میں سارے پیروی کرنے والوں کا گناہ ہے اور جو شخص اچھی بدعت نکالے اس کو قیامت تک کے سارے پیروی کرنے والوں کا ثواب ہے۔

بعض لوگ اس بات پر اعتراض کرتے ہیں کہ نعت خوانی کے ساتھ جو ذکر کیا جاتا ہے وہ صحیح طریقے اور صحیح تلفظ کے ساتھ نہیں کیا جاتا اور اس کے ساتھ (دف وغیرہ) بھی استعمال ہوتا ہے جو کہ ناجائز ہے۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ ذکر دف وغیرہ کے ساتھ یا غلط تلفظ کے ساتھ ہوتا ہے تو دف وغیرہ اور غلط تلفظ سے ادا کرنا

Marfat.com

یہ غلط ہے نہ کہ ذکر بلکہ ذکر تو بنفسہ مستحسن کام ہے اس لئے دف سے منع کرنا چاہئے اور یہ تلقین کرنی چاہئے کہ ذکر کو صحیح تلفظ کے ساتھ ادا کیا جائے۔ کیونکہ کوئی شخص اگر نماز غلط پڑھے یا کلمہ طیبہ وغیرہ غلط پڑھے تو یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ نماز غلط ہے یا کلمہ طیبہ غلط ہے اور اس شخص سے کہا جائے کہ تم نہ نماز پڑھو اور نہ ہی کلمہ طیبہ پڑھو کیونکہ یہ ناجائز ہے۔ کیونکہ علامی شامی نے ج اص ۲۰۴ پر لکھا ہے کہ لان القربات لا تترک لمثل ذلک بل للانسان فعلھا و انکار البدع بل ازالتھا ان امکن.... الخ

لہذا جو لوگ ذکر غلط طریقے سے کرتے ہیں انکو سمجھانا چاہئے کہ ذکر صحیح تلفظ سے کریں نہ کہ ان کو اس اچھے اور بابرکت کام سے روکنا چاہئے۔

مذکورہ دلائل کے باوجود جو ذکر و نعت خوانی کو ناجائز کہتے ہیں تو ان کے بارے میں فقہاء کرام فرماتے ہیں من حرمہ الحلال فقد وقع فی الضلال ویستوجب العقوبۃ والنکال ۔ جو حلال کو حرام کہے وہ گمراہ ہے اور عذاب و رسوائی کا مستحق ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں بے دینوں وھابیوں سے بچائے۔ اور اہل سنت و جماعت حنفی مذھب پر قائم و دائم رکھے۔

محررہ: سید عبدالحق شاہ ترمذی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماءِ حق اہلِ سنت وجماعت اس مسئلے میں کہ نعت خوانی کے ساتھ ذِکر کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ اس کے جواز پر کوئی دلیل نہیں ہے لہٰذا یہ ناجائز ہے۔

الجواب ومنه الصدق والصواب:

شرع مطہرہ نے اس کے عدمِ جواز پر دلیل نہ ہونا خود دلیلِ جواز ہے کہ سکوتِ شارع موجبِ اباحت ہے نہ کہ موجبِ حُرمت۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سورۃ مائدہ پارہ:۷: پر ارشاد فرماتا ہے: ''یاأیها الذین آمنوا لاتسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم وان تسئلوا عنها حین ینزل القرآن تبدلکم عفا الله عنها والله غفور حلیم''

ترجمہ: اے ایمان والو! تم ایسی چیزوں کی نسبت سوال مت کیا کرو جن پر قرآن خاموش ہے کہ اگر وہ تمہارے لئے ظاہر کردی جائیں تو تمہیں مشقت میں ڈال دیں۔ (تمہیں بُری لگیں) اور اگر تم ان کے بارے میں اس وقت سوال کرو گے جبکہ قرآن نازل کیا جارہا ہے تو وہ تم پر (نزولِ حکم کے ذریعے) ظاہر یعنی متعین کردی جائیں گی (جس سے تمہاری صوابدید ختم ہوجائے گی اور ایک ہی حکم کے پابند ہوجاؤ گے) اللہ نے ان (باتوں اور سوالوں) سے (اب تک) درگزر فرمایا اور اللہ بڑا بخشنے والا بُردبار ہے۔ (مائدہ:۵:۱۰۱)

تفسیر خازن شریف میں آیاتِ کریمہ کے تحت حدیث نقل فرمائی ہے ''عن سلمان رضی الله تعالی عنه قال سئل رسول الله ﷺ عن اشیاء فقال الحلال ما احلّ الله فی کتابه والحرام ما حرّمه الله فی کتابه وما سکت عنه فهو مما قد عفا عنه فلاتتکلّفوا'' (تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل مطبوعہ بیروت: جلد:۱: صفحہ:۴۹۸)

Marfat.com

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور کریم ﷺ سے کچھ چیزوں کا سوال کیا گیا تو فرمایا کہ حلال وہ ہے جو خداوند قدوس نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا اور حرام وہ ہے جو رب نے اپنی کتاب میں حرام کر دیا۔ اور جس سے سکوت فرمایا وہ ان میں سے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا تو تکلف سے سوال مت کرو۔

دار قطنی میں ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: ''ان اللّٰہ تعالی فرض فرائض فلاتضیعوھا وحرّم حرمات فلاتنتھکوھا وحد حدودا فلاتعتدوھا وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلاتبحثوا عنھا'' (سنن دار قطنی: ۴: ۱۸۴، تفسیر خازن: جلد: ۱: صفحہ: ۴۹۸)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے کچھ باتیں فرض کی ہیں انہیں ہاتھ سے نہ جانے دو اور کچھ حرام فرمائی ہیں ان کی حرمت نہ توڑو اور کچھ حدیں باندھیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں سے بے بھولے سکوت فرمایا ان میں کاوش نہ کر۔

سید المفسرین سیدنا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے چچا زاد بھائی ارشاد فرماتے ہیں: ''وبعث اللّٰہ نبیہ وانزل کتابہ وحلّ حلالہ وحرّم حرامہ فما احلّ فھو حلال وما حرّم فھو حرام وما سکت عنہ فھو عفو''

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا اور قدیم کتاب قرآن حکیم نازل فرمایا اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام کیا تو جو چیز حلال کی گئی وہ حلال ہے جو حرام فرمائی گئی وہ حرام ہے اور جس سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب ما یحل اکلہ: صفحہ: ۳۶۰)

ایک بار جب حضور اکرم ﷺ سے گھی، پنیر اور دوسری اشیائے خوردنی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''الحلال ما احلل اللہ فی کتابہ والحرام ما

Marfat.com

حرم اللّٰہ فی کتابه وما سکت عنه فهو مما عفا عنه''(جامع ترمذی:۱:۲۰۶)

ترجمہ: وہ چیز حلال ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حلال ٹھہرایا ہے اور حرام وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے۔ رہیں وہ اشیاء جن کے بارے میں سکوت فرمایا تو وہ تمہارے لئے معاف ہیں۔''وما سکت عنه فهو مما عفا عنه''کے الفاظ بتارہے ہیں کہ شارع نے جن کا ذکر نہیں کیا وہ مباح اور جائز ہیں لہٰذا محض ''ترکِ ذکر'' سے کسی چیز پر حرمت کا فتویٰ نہیں لگایا جا سکتا۔ اللہ رب العزت نے قرآن میں ایسے لوگوں کی مذمت کی ہے جو اپنی طرف سے چیزوں پر حلت و حرمت کے فتوے صادر کرتے ہیں لہٰذا ارشادِ باری تعالیٰ ہے:''ولاتقولوا لما تصف السنتکم الکذب هٰذا حلال وهٰذا حرام لتفتروا علی اللّٰہ الکذب انّ الذین یفترون علی اللّٰہ الکذب لایفلحون''(النحل:۱۶:۱۱۶)

ترجمہ: اور وہ جھوٹ مت کہا کرو جو تمہاری زبانیں بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔ اس طرح کہ تم اللہ پر بہتان باندھو۔ بے شک وہ لوگ جو اللہ پر بہتان باندھتے ہیں کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔

بناء علیہ فقہاءِ کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب درمختار میں ہے:''ان الفقهاء کثیرا ما یلهجون بان الاصل الاباحة'' یعنی اکثر فقہاء کرام کی نوکِ زبان پر ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ (درمختار، کتاب الطہارۃ: جلد:۱: صفحہ:۹۸)

حضرت امام علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے تحت فرماتے ہیں:''وصریح فی التحریر بان المختار ان الاصل الاباحة عند الجمهور من الحنفیة والشافعیة''(شامی: مطبوعہ مصر: جلد:۱: صفحہ:۹۸، مکتبہ حقانیہ پشاور: صفحہ:۷۸)

تحریر میں صراحتاً فرمایا کہ جمہور حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوسری جگہ لکھتے ہیں: "فھو داخل تحت قاعدۃ الاصل فی الاشیاء الاباحۃ" (شامی کتاب الاشربہ: جلد:۵: صفحہ:۲۹۶، مکتبہ حقانیہ پشاور: صفحہ:۳۲۷: وفی جلد:۵: صفحہ:۳۲۶)

اسی جلد میں مزید ارشاد فرماتے ہیں: "ولیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللّٰہ باثبات الحرمۃ او الکراھۃ اللذین لابدلھما من دلیل بل فی القول بالاباحۃ التی ھی الاصل"

ترجمہ: حرمت وکراہت کے ثبوت سے اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنے میں احتیاط نہیں کہ اس کے لئے دلیل ضروری ہے بلکہ احتیاط اباحت کہنے میں ہے کہ وہی اصل ہے۔

شریعت اسلامیہ کا معروف قاعدہ اور متفقہ اصول ہے کہ "الاصل فی الاشیاء اباحۃ" یعنی ہر چیز کی اصل اباحت ہے۔ فی نفسہٖ کوئی کام بھی از رُوئے شرع بُرا نہیں ہوتا تاوقتیکہ اس میں قرآن وسنت کی رو سے بُرائی کا کوئی عنصر واضح طور پر نہ پایا جائے۔ اس لحاظ سے ہم ہر اس کام کو جو عہدِ رسالت ﷺ وصحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں نہ تھا اور بعد میں کسی ضرورت کے تحت وجود میں آیا قرآن وسنت پر پیش کریں گے، اگر اس کے ساتھ قرآن وسنت کا کسی اعتبار سے بھی تعارض آجائے گا تو وہ بلاشبہ ناجائز، حرام اور گمراہی تصور ہوگا اور اگر اس کا قرآن وسنت کے کسی بھی حکم کے ساتھ کوئی تضاد یا تعارض واقع نہیں ہوتا تو اسے گمراہی یا حرام تصور کرنا حکمتِ دین کے منافی اور اسلام کے متعین کردہ نظامِ حلال وحرام سے انحراف برتنے اور حد سے تجاوز کرنے کے مترادف ہوگا۔

حضرت حکیم الامت مولانا مفتی الحاج احمد یار خان نعیمی اشرفی بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ اپنی کتاب ''جاء الحق ''صفحہ: ۲۳۶ پر تحریر فرماتے ہیں: جو حضرات ہر بدعت یعنی نئے کام کو حرام جانتے ہیں وہ اس قاعدہ کلیہ کے کیا معنی کریں گے کہ: ''الاصل فی الاشیاء الاباحة ''تمام چیزوں کی اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہے یعنی ہر چیز مباح اور حلال ہے ہاں اگر کسی چیز کو شریعت منع کردے تو وہ حرام یا منع ہے یعنی ممانعت سے حرمت ثابت ہوگی نہ کہ نئے ہونے سے۔ یہ قاعدہ قرآن پاک اور احادیث صحیحہ و اقوال فقہاء سے ثابت ہے اور حالیا کوئی مقلد کہلانیوالا تو اس سے اس کا انکار نہیں کرسکتا۔

قرآن کریم فرماتا ہے:

''یاایھا الذین اٰمنوا لاتسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم ان تسئلوا عنھا حین ینزل القرآن تبدلکم عفا اللہ عنھا''

ترجمہ: اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ جو تم پر ظاہر کی جاویں تو تم کو بری لگیں اور اگر ان کو اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اتر رہا ہے تو ظاہر کردی جاویں گی اللہ ان کو معاف کرچکا

اس سے معلوم ہوا کہ جس کا کچھ بیان نہ ہوا ہو نہ حلال ہونے کا نہ حرام تو معافی میں ہے اسی لئے قرآن کریم نے حرام عورتوں کا ذکر فرما کر فرمایا ''واحلّ لکم ما ورآء ذلکم'' ان کے سوا باقی عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں نیز فرمایا۔ ''وقد فصّل لکم ما حرّم علیکم ''تم سے تفصیل وار بیان کردی گئیں وہ چیزیں جو تم پر حرام ہیں یعنی حلال چیزوں کی تفصیل کی ضرورت نہیں تمام چیزیں ہی حلال ہیں ہاں چند محرمات ہیں جن کی تفصیل بتادی ان کے سوا سب حلال۔

مشکوٰۃ کتاب الاطعمہ باب آداب الطعام فصل دوم میں ہے۔ ''الحلال ما احلّ اللہ فی کتابہ والحرام ما حرّم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو مما عفی عنہ''

Marfat.com

ترجمہ: حلال وہ جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس سے خاموشی فرمائی وہ معاف۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چیزیں تین طرح کی ہیں ایک وہ جن کا حلال ہونا صراحتاً قرآن میں مذکور ہے دوسرے وہ جن کی حرمت صراحتاً آ گئی۔ تیسرے وہ جن سے خاموشی فرمائی یہ معاف ہے۔ شامی: جلد ۱: کتاب الطہارۃ بحث تعریف سنت میں ہے۔

''المختار ان الاصل الاباحة عند الجمهور من الحنفية والشافعية''

ترجمہ: جمہور حنفی اور شافعی کے نزدیک یہ ہی مسئلہ ہے کہ اصل مباح ہوتا ہے۔ اس کی تفسیر خازن وروح البیان اور تفسیر خزائن العرفان وغیرہ نے بھی تصریح کی ہے کہ ہر چیز میں اصل یہ ہی ہے کہ وہ مباح ہے ممانعت سے ناجائز ہوگی۔ اب جو بعض لوگ اہلِ سنت سے پوچھتے ہیں کہ اچھا بتاؤ کہاں لکھا ہے کہ میلاد شریف کرنا جائز ہے یا حضور ﷺ یا صحابۂ کرام یا تابعین یا تبع تابعین نے کب کیا تھا یہ محض دھوکہ ہے۔ اہلِ سنت کو چاہئے کہ ان سے پوچھیں کہ بتاؤ کہاں لکھا ہے کہ میلاد شریف کرنا حرام ہے جب خدا حرام نہ کرے رسول ﷺ منع نہ فرمائیں اور کسی دلیل سے ممانعت ثابت نہ ہو تو تم کس دلیل سے حرام کہتے ہو بلکہ میلاد شریف وغیرہ کا ثبوت نہ ہونا جائز ہونیکی علامت ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''قل لا اجد فيما اوحی الیّ محرّما علی طاعم يطعمه الا ان يكون ميتة ... الآية'' نیز فرماتا ہے۔ ''قل ما حرّم زينة الله التی اخرج لعباده والطيبت من الرزق ... الآية'' ان آیات سے معلوم [illegible] حضرات [illegible] سے [illegible] کہ جلسہ [illegible] کا قیام کہاں لکھا ہے کہ حلال ہے یا کسی صحابی یا تابعی نے کیا [illegible] یہ بھی جائز اور حلال ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تسبیحاتِ نجات

سراج الفقہاء، امام الائمہ، امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:
میں نے رب العزت کو خواب میں ننانوے مرتبہ دیکھا۔ میں نے اپنے دل میں سوچا اگر ایک مرتبہ پھر دیکھنا نصیب ہوا تو اللہ تعالیٰ سے عرض کروں گا کہ قیامت کے دن تیرے عذاب سے تیری مخلوق کیسے نجات پا سکتی ہے؟ فرماتے ہیں پھر میں نے اللہ سبحانہ تعالیٰ کا خواب میں سوویں مرتبہ دیدار کیا تو میں نے عرض کیا۔ اے میرے رب تیری شان عظیم ہے اور تیرے اسماء مقدس ہیں۔ قیامت کے دن تیرے عذاب سے تیرے بندے کیسے نجات پا سکتے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو صبح و شام یہ تسبیحات پڑھے اس نے میرے عذاب سے نجات پائی۔

(فتاویٰ شامی، جلد اول صفحہ نمبر ۳۸، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

سُبْحَانَ الْاَبَدِیِّ الْاَبَدِ ۙ سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ ۙ سُبْحَانَ الْفَرْدِ الصَّمَدِ ۙ سُبْحَانَ رَافِعِ السَّمَآءِ بِغَیْرِ عَمَدٍ ۙ سُبْحَانَ مَنْ بَسَطَ الْاَرْضَ عَلٰی مَآءٍ جَمَدٍ ۙ سُبْحَانَ مَنْ خَلَقَ الْخَلْقَ فَاَحْصَاهُمْ عَدَدًا ۙ سُبْحَانَ مَنْ قَسَمَ الرِّزْقَ وَلَمْ یَنْسَ اَحَدًا ۙ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۙ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَ لَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ

Print by : JAMEEL BROTHERS 0332-2316945